OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ش-د / ۸۹۱۵۴۳۳۳ Accession No. ۱۸۲۲۳

Author شرر، عبدالحلیم

Title دلچسپ حصہ اول و دوم سنہ ۱۹۱۰

This book should be returned on or before the date last marked below.

ناول

Checked 1975

دلچسپ

حصۂ اول و دوم

یعنی

فرخ اور اُسکا عشق

مصنفہ

جناب مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی مہتمم دلگداز
و مصنف دلکش - درگیش نندنی - ملک العزیز ورجنا - منصور موہنا
مقدس نازنین - شہید وفا - حسن انجلینا وغیرہ وغیرہ

حسب فرمایش

بابو ہرچند اس صاحب بھارگو - بکسیلر و پبلشر امین آباد لکھنؤ باجازت مصنف
باہتمام سیٹھ کندن لال مالک
سیٹھ کندن لال پریس لکھنؤ میں چھپا
سنہ ۱۹۰۱ء

"مرد میدان کامل ہر دو حصہ"

(ترجمہ) پولینڈ کے دار السلطنت وارسا کے عجیب و غریب تاریخی واقعات و سیون کے ظلم و ستم کے عبرت ناک حالات نہایت ہی دلکش پیرایہ میں بیان ہوئے ہیں۔ عشق و محبت کی چاشنی برتی ہوئی طبیعتوں کی دل بستگی کیلئے یہ حسین لہن کے حسن گلو سوز اور جانباز رالفو کی عشق و محبت کے دلفریب واقعات بھی موجود ہیں۔ ایک طرف روسی سپاہ اور نوجوانان پولینڈ کی خوفناک معرکہ آرائیوں پر اسرار رالفو کی حیرت انگیز کارروائیوں کا تذکرہ تصویر حیرت بنا تا ہے تو دوسری طرف عاشق و معشوق کے راز و نیاز کا مسرت خیز منظر دلکو بے قابو کر دیتا ہے غرضکہ یہ ایک ایسا البم ہے جسمیں سوز و ساز۔ یاس و حرمان حسرت و ارمان۔ درد و درمان کا ہی و کامیابی وصل و غیرہ مختلف قسم کے صدہا فوٹو نظر آتے ہیں۔ ترجمہ کا رنگ بھی نہایت اشتیاق افزا ہے حجم تقریباً ۶۰۰ صفحات قیمت تین روپے ہے)

"دھوکا یا طلسمی فانوس"

انگلیت ان کے جادوگار مصنف جی ڈبلو رینالڈس کے دلفریب تحیر خیز ناول اسٹرٹو تھیز بک کیس) کا اردو ترجمہ جسمیں دلاویز پیرایہ میں دکھایا گیا ہے کہ دنیا کے معاملات کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ۔ اور بادی النظر میں جو کچھ نظر آئے اسپر اعتبار کر کے رائے نہ قائم کرنا چاہیے سلسلہ وار قصوں کی دلچسپی بغیر ختم کئے کتاب چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتی۔ مترجمہ ڈپٹی او [illegible] ع

"اشک حسرت"

نہایت ہی دلچسپ و معنی خیز فسانہ جسمیں [illegible] عقد بیوگان کی ضرورتیں درد ناک روز مرہ پیرایہ میں دکھائی ہیں۔ اور ان جذبات کی جو بیوہ کو پیش آتے ہے۔ جو بے پردگی کی بدولت شرم و حیا عفت و عصمت کا خون کرتے ہیں اور ان مشکلات کا پورا چربا اتارا گیا ہے جو بیوہ کو دوبارہ میں ڈال رکھنے سے پیش آتے ہیں۔ مصنفہ جناب وحشی دگرامی۔ قیمت ع

"رزم و بزم کامل ہر دو حصہ"

اردو زبان کا ایک تاریخی اچھوتا ناول (قنوج کے والی راجہ جے چند اور سلطان شہاب الدین غوری کے جنگ و شکست و فتح کا با اثر قصہ۔ غازیان اسلام اور دلیران راجپوت کی شجاعت و بسالت کا اعلیٰ نمونہ۔ حسن کے راز و نیاز۔ عشق کے سوز و ساز کی اصلی تصویر قصے کی عمدگی مضامین کی بندش دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ مصنفہ منشی امراؤ علی صاحب مصنف البرٹ بل وغیرہ۔ قیمت دو روپیہ عہ)

"نشتر"

نئے رنگ نرالے طرز کا فسانہ۔ ایک نہایت سچے فارسی زبان کے قصے کا ترجمہ بہت ہی پر اثر۔ نہایت ہی معنی خیز۔ بلا کا دلچسپ۔ ازبس قابل دید ہے۔ ممکن ہی نہیں کہ ایک بار پڑھکر دوبارہ پڑھنے کو جی نہ چاہے

ہمارے برابر ایک چوڑی سڑک گئی ہوئی تھی۔ جو میونسپلٹی کی غفلت کے باعث
سے ناہموار تھی۔ یہ سڑک پیادہ چلنے والوں کو تھوڑی دیر کے سامنے ہی
ین وہلی تک پہونچا سکتی ہے۔
کوٹھی اپنی وضع سے تنہا ... یورپین فیشن میں رہتا ہے۔ جس نے
مذاق کے موافق اسکو ہر طرح سے ہموار بنایا ہے کوٹھی کی وضع زبان حال
جس امر کی طرف اشارہ کر رہی تھی باغ کی پر فضا حالت بھی اس بارے میں اُسے
ہذیان کلی سرتی کئی ہوئی خوشنما روشیں جو باغ میں چاروں طرف پھیلی ہوئی
تھیں اُن کے ذریعے سے باغ کے مختلف حصے ایک دوسرے سے جدا کیے گئے
تھے مگر صرف اُن راستوں پر ہی اکتفا نہیں کی گئی تھی بلکہ ہر چمن کے گرد سبزے کا
ہر نظر فریب حاشیہ بھی چھوڑ دیا گیا تھا چونکہ یہ باغ ہندوستان میں تھا لہذا اگر انگریزی
مذاق کی تشبیہ نہ کی جرأت کر کے ہم کہیں کہ اُن سرخ سرخ روشوں کے لب پر سبزہ ہو
سے بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ سبزہ آغاز عاشق تن بجودی میں مذہبی غسل کر کے
جنا سے نکلنے والیوں کی سینہ پر بھری مانگ کے بوسے لے رہا ہو" تو نامناسب
نہ ہوگا۔ درخت عموماً خوشنما رنگ رنگ کے پھولوں کے تھے رہنے والے
گالوردین مذاق اسہات سے زیادہ سرخ ثابت ہوتا تھا کہ باغ میں اکثر وہی درخت
نظر پڑتے تھے جنکے پھولوں کی عمدگی صرف آنکھوں کے ذریعے سے دماغ میں پہونچتی
ہے۔ قوت شامہ کو کوئی لطف نہیں حاصل ہوتا۔ ہاں بیلے اور چنبیلی کے چند درخت
باغ کے ایک کونے میں اپنی پریشان صورت سے اہل مرکا اندازہ کرا رہے
تھے کہ ہندوستان کے بدنصیب اگلے مذاق کی جانب زمانے کی کس قدر
ہے جا بیجا بعض نازک اور نگاہ میں کھب جانے والے پھولوں کے نام
رکھے ہوئے تھے ... کے ...

Checked 1978 ۱۸۲۲۳ Checked
Checked 1969

دیپ

پہلا باب

آئین یہ کون شخص آرہا ہے۔ کیا میرے پاس آتا ہے؟ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ
اس سے کبھی کی جان پہچان ہو۔ میری نگاہ تو نہیں غلطی کرتی" (آنکھیں خوب ملکر
غور کرکے) "نہیں نگاہ کی غلطی نہیں ہے۔ دیکھو نہ" گاڑی پھاٹک کے پاس آہستہ چلنے
لگی (خوب آنکھیں پھاڑ کر) "بیشک میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا ہے"
پھاٹک پر گاڑی رکی۔ کوچمین نے گاڑی کی ایک جانب جھک کر اور کھڑکی کے
پاس سر پہونچا کر اتنی آواز سے جو کوٹھی کے اندر صاف صاف نہیں پہونچ سکتی تھی
پوچھا "اسی کوٹھی میں" جواب ایسی نیچی آواز میں دیا گیا کہ کچھ سمجھ میں نہ آیا مگر غالباً کوٹھی
کے اندر جانے کی اجازت دی گئی ہوگی کیونکہ کوچمین نے سر بلند کرکے برابر
بیٹھتے ہی گاڑی پھاٹک ہی کیطرف موڑی۔
یہ کوٹھی جمنا کے کنارے دہلی سے کئی میل کے فاصلے پر تھی کوٹھی کے نیچے
جانب جمنا بہہ رہی تھی اور باقی تین طرف تقریباً سو سو گز کے فاصلے تک ایک خوشنما
باغ چلا گیا تھا جسکے گرد لوہے کی چھتی سلاخوں اور تاروں کے کٹہرے سے
گھرا ہوا تھا۔ کٹہرے کے [illegible] لوہے کی گول نوکدار سلاخوں کا پھاٹک

کیا پھولون پر سلیے والون تک کے چہرون پر ان کی خبر باتے ہی تازگی آجاتی تھی موسم
بھی مناسب تھا۔ عروس بہار جوانان چمن کی مہمان تھی سبزہ رنگان باغ کے
چمن آبلے پڑتے تھے۔ بہر حال موجودہ صورت پر رہنے کی حالت مین باغ
کے لیے اس سے زیادہ پُرفضا ہونے کی بہت کم امید کیجا سکتی تھی۔
کوٹھی جبکے کھلے ہوئے دروازے خوشگوار ہوا کو کبھی جنبا سے باغ مین آنے
اور کبھی باغ سے جنبا مین جانے کا راستہ دیا کرتے تھے۔ ایک متوسط درجہ
کی ایک منزلی کوٹھی تھی جسکی کرسی بلندی کے باعث اپنے سحر کو اس کے حوصلے
کے موافق اونچے جھونکون کے ساتھ چلنے کا موقع دیتی تھی۔ علاوہ خوبصورت
برآمدے کے جو چارون طرف نکلا ہوا تھا بیچ مین ایک بڑا ہال تھا جسمین اندر
چارون طرف ایک مربع حلقہ مین ساٹھ ستر کرسیان کچھ سلیقہ سے رکھے
پھر کی بڑی سطرنجی پر ایک لمبی لنفف کمرے کے برابر میز بیچ مین بچھی ہوئی تھی
جسکے گرد تیس بیس کرسیان تھین۔ میز کے نیچے ایک جانب نئی بھی ہوئی
پڑی تھین جن مین سے ایک مین وہ خطوط ڈال دیتے جاتے تھے جو پڑھ
چکے جانے کے بعد بیکار ہوتے ہین اور ایک مین عام بیچتے اور سکرتے
ہوئے کاغذ پریشان پڑے رہا کرتے تھے دروازون پر سرخ ریشمی انگریزی وضع
کے پردے تھے جو باندھے نہین جاتے ہین بلکہ کسی بازو پر ہٹائے جانے سے
سمٹ جاتے ہین دیوارون پر علاوہ عام چھوٹی بڑی بارہ تصویرون کے چارون
طرف چار بڑی اور نہایت عمدہ نظر فریب اور دلربا تصویرین لگی ہوئی تھین
اس درمیانی بڑے ہال کے دونون پہلوؤن پر دو مستطیل کمرے تھے ایک مین
پلنگ تھا دوسرے مین ایک متوسط درجہ کی میز پر بابا چوڑا آئینہ دیوار سے لگا ہوا
رکھا تھا اور اسکے برابر دو تین برش اور کنگھیان وغیرہ تھین میز کے نزدیک ذرا
تھوڑی دور ہٹکر لکڑی کی الگنی تھی جسپر کچھ انگریزی اور کچھ ہندوستانی کپڑے تھے
ہندوستانی کپڑون کے باعث اس الگنی کا تھوڑا حصہ دیکھنے والے کو اس خیال
مین جو باغ اور کوٹھی اور تمام فرنیچر کے دیکھنے سے اسکے دلمین پیدا ہوتا تھا کہ "ضرور
کوئی یورپین اسمین رہتا ہے" کسی قدر شک پیدا کرتا تھا اور اس کمرے کے پاس

ایک چھوٹا کمرہ تھا جو غالباً غسل خانہ ہوگا کیونکہ اسمین غسل کے تمام ضروری سامانون کے علاوہ پانی کے ایک ہی طرف بہ جانے کے لیے زمین ایک محدود مقام تک ڈھالو بنادی گئی تھی۔

کوٹھی کے قریب شاگرد پیشہ کے لیے چند پختہ مکانون کی ایک لمبی قطار تھی نوکر چاکرون کے رہنے کے علاوہ ان مین چار گھوڑے بندھے ہوے تھے ایک سبز رنگ جوڑی تھی اور ایک نہایت خوبصورت پوے قد کا سبزہ گھوڑا تھا۔ اور ایک ران سواری کا عربی کمیت تھا گھوڑون کے برابر تین گاڑیان رہا کرتی تھین جس مین ایک عمدہ ولایتی فٹن تھی اور ایک ہلکی ٹمٹم اور ایک پالکی گاڑی۔

یہ سوال ناظرین کو جلد جواب پانیکے واسطے بے صبر کر رہا ہوگا کہ اس کوٹھی مین کون رہتا تھا اس سوال کا جواب ناظرین کے قیاس اور اُمید کے بالکل خلاف ہوگا۔ کیونکہ اس مکان مین کوئی یوروپین نہین رہتا تھا ہندوستان کے اکثر موزز خاندان جنکی نسلین برٹش گورنمنٹ کی ماتحتی مین پلٹین زمانے نے اُن مین سے بہتون مین ایسے جانشین پیدا کردئے جنکی سوشیل حالت لوگون کو عمدہ ایسے دہوکے دیا کرتی ہے۔ اس کوٹھی کا رہنے والا بھی ایک ایسے عالی مرتبہ اور نیکنام خاندان کی یادگار تھا جو دہلی کے شہنشاہی دربار مین بھی اعلیٰ عزت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔

سو ہی ڈیڑھ سو برس کے عرصے مین اس خاندان نے دو متضاد حالتین دکھلا دین۔

پہلا نمونہ ایران کی سوشیل حالت پر بخوبی قیاس کرلیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس خاندان کو ایران سے ہندوستان مین آئے اسی قدر زمانہ گذرا تھا۔

دوسرا نمونہ ہم دکھا چکے ہین جیسے یورپ کی طرز معاشرت کو وہان کے رہنے والے تعصب کی بدولت اسبارہ مین اپنے ملک تک سے بیزار ہوجائین عام گاہونکو دہوکہ دیکر اپنے مین شریک کیے لیتی ہے یہ معزز خاندان جسکی پچھلی نسل اس یوروپین مذاق کی کوٹھی مین بسر کر رہی تھی کسی زمانے مین اس وسعت کے ساتھ پھیلا تھا کہ دنیا مین اسکے لیے بہت سی یادگارون کی امید کی جاسکتی تھی لیکن

اب سمٹنے سمٹتے ایسا محدود ہوگیا کہ اس خاندان کے زندہ رہنے کی امیدین سب
سے کھینچکر اکیلے فرخ کے ساتھ وابستہ ہوگئین جو اس لب جنا والی کوٹھی مین
زندگی بسر کیا کرتا تھا

فرخ کا اسوقت چوبیس برس کا سن تھا قدرت نے اگرچہ اُسکے بازوؤن کو کئی
بھائیون کے ذریعے سے مضبوط کردیا تھا۔ مگر مردود زمانے کے ہاتھون ایک اس سے
بڑا بھائی اس کے پیدا ہونے کے پیشتر ہی ۱۸۵۷ء کے غدر مین کسی حسرتناک موقع پر
ان باپ سے جدا کردیا گیا تھا جسکا آپ لوگون کو خیال بھی نہین رہا تھا اور فرخ کو تو
اسکا نام بھی بخوبی یاد نہ تھا لیکن اور دو بھائی جو موجود تھے اونھون نے
قوت بازو ہونا تو درکنار فرخ کی اسقدر فارغ البالی کو بھی نقصان پہونچا دیا
جو بغیر کسی بھائی کے اکیلے ہونے کی صورت مین حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ دونون
بالکل آوارہ تھے

فرخ نے عمدہ طور پر انگریزی تعلیم پانے کی کوشش کی تھی ایف۔ اے کے
امتحان تک کامیاب بھی ہوچکا تھا کہ اسکے باپ نے انتقال کیا۔ جس بیٹے کو
دیکھکر بیوہ ماں کے آنسو پونچھتے تھے وہ فرخ ہی تھا۔ فرخ نے بہت ہی کچھ کوشش
کی کہ اپنی تعلیم کو بہین تک محدود نہ کرے مگر بھائیون کی ناجائز دست درازیان
(جنکے سننے سے فرخ کی عاقبت اندیش طبیعت اسے آیندہ کا افلاس یاد دلاکر اکثر خوف
دلاتی رہتی تھی) آخر فرخ کو کالج سے ہمیشہ کے لیے باہر نکال ہی لائین۔

فرخ کا باپ ایک دولتمند رئیس تھا جو اپنی بہت سی غیر منقولہ جائداد کے علاوہ
چھ لاکھ روپیہ نقد چھوڑ کر مرا تھا فرخ کی ہوشیاری سے اسکے بھائیون کو اگرچہ عام
طور پر باپ کی جائداد کے لٹانے سے مجبوراً ہاتھ روکنا پڑا مگر ترکہ کے تقسیم کرانے
کے دعوے مین اُن کو کوئی نہین روک سکتا تھا گو بڑھیا ماں نے بہت کچھ نہ کہا کی
مگر اُن کو اپنے ارادے مین جو شہر کے بدمعاش وکیلون کے بھرون نے روز بروز
مضبوط ہوتا جاتا تھا کامیابی ہوئی وکیلون کے ہاتھ سے بچ کر جو روپیہ فرخ کے
بھائیون کے قبضے مین آیا تھا مع اُنکے حصون کی تمام تقسیم شدہ غیر منقولہ جائداد
کے تھوڑے ہی عرصے مین تمام ہوگیا اور یہ نئی دولت چند روز دولتمند رکھنے

اُنکے جدِ اعلیٰ کو انتہا سے بھی زیادہ مفلس اور پریشان چھوڑ گئے کیونکہ دولت جاتے وقت خصوص ہندوستان مین اپنی یادگار کے طور پر بے انتہا قرضہ چھوڑ جایا کرتی ہے یہ ہندوستان رؤسا کی ایک معمولی شناخت اس قابل ہے کہ ہر موقع پر ملحوظ رکھی جائے کہ جو جس قدر زیادہ مقروض ہے اس سے پہلے اُسی قدر دولتمند تھا۔

تباہ حالی اور آوارہ گرد بھائیون سے خاندان کو سوا بدنامی کے اور کیا امید ہو سکتی تھی اسوجہ سے تمام خاندان کی امید مین صرف فرخ کی ذات سے متعلق تھین۔ فرخ کے بھائیون کو ان کے چال چلن نے باپ کے علاوہ اور جائداد سے جو جلد تر ملنے والی تھین بالکل ناامید کر دیا اُن کے دو بڈھے چچا جو اُنکے باپ سے کچھ تھوڑی ہی کم جائداد کے مالک تھے عنقریب لاولد مرنیوالے تھے اُن کی بیوہ پھوپھی جوانی نخوت بصوت اور نازک بدن لڑکی کو فرخ کے ایک بھائی کے ساتھ گٹھجوڑ کرنے والی تھی اُن کی حرکتون سے ایسی ناراض ہوئی کہ اپنی بیٹی کی نسبت چھوڑ دی۔ گو زبان سے نہ کہا ہو مگر اب اُسکی خواہش یہی تھی کہ اپنی پیاری بیٹی کو فرخ کے ساتھ گٹھجوڑ کرے

فرخ کا چال چلن اگرچہ بظاہر مین بُرا نہین معلوم ہوتا تھا مگر اسمین بھی یہ سخت عیب تھا کہ انتہا درجہ کا فضول خرچ تھا ایک تو یون ہی وہ اپنا ہاتھ فضول خرچیون سے نہین روک سکتا تھا دوسرے انگریزی تعلیم اور فیشن ایبل بننے کا شوق نے اُسکے مصارف اور بھی بڑھا دیئے تھے۔

باپ کے ترکے کا جو حصہ اُسکے قبضے مین آیا تھا اگرچہ اور بھائیون کے حصون کی طرح عیاشی اور سیکشی مین نہین غارت ہوا مگر انگلش فرنیچر اور باغ کے سامان نے اُسکی تمام دولت ایک غیر ضروری شوق کے پورا کرنے مین ضائع کرا دی اس کے اس شوق نے صرف نقدی روپیہ ہی کو نہین صدمہ پہونچایا بلکہ اُس کی ملکیت کی تمام غیر منقولہ جائدادین بھی ان ہی فضول شوق کی نذر ہو گئین فرخ کے اس باغ کی نسبت اگرچہ یہ مختصر جملہ کہا جاوے کہ "فرخ نے اپنی تمام جائداد اور دولت قیمت مین دیکر اس کو بھی اور باغ کو لیکر لیا تھا" تو بہت صحیح ہوگا۔

باغ کے بیان مین ہم نے جو کچھ ظاہر کیا وہ بہت تھوڑا ہے کیونکہ اتنی بڑی ریاست

کو بگاڑ کر جو باغ بنا ہوا ہے اسمین جو خوبیان ہون تعجب ہے۔ فرخ کی آمدنی اب صرف دو تین گانون پر منحصر تھی جو اسکی غیر منقولہ جائداد مین سے بچ رہے تھے عام قرضخواہون کو ہرگز منظور نہین تھا کہ اُنکے وطن کا ایک شریف زادہ بالکل تباہ ہو جاوے۔ اسکے علاوہ فرخ کو اپنی مان کی دولت پر بہت بھروسا تھا جو بیجا اُسکی ضرورتون مین کام آیا کرتی تھی روزانہ مصارف کے ایسے بے انتہا بار پڑتے جاتے تھے کہ پریشانی روز بروز اُس کے چہرے پر غالب آتی جاتی تھی۔

ان مصارف کیوجہ سے اُسکو صرف یہی فکر نہ تھی کہ وہ بخوبی اجرا نہین پاتے بلکہ جو اجرا پا چکتے تھے اُن کا قرضہ فکرون کا سب سے بڑا بوجھ اسکے سر پر لادتا جاتا تھا اگرچہ ظاہرا سنبھلی ہوئی حیثیت نے فرخ کو اُسکے بھائیون کی طرح عام نگاہون مین بے اعتبار اور کم مایہ نہین ثابت ہونے دیا مگر حقیقت مین اسکی خوشحالی کوٹھی اور اسکے بیش قیمت کپڑون مین جو جسم رہا کرتا تھا وہ مقروضی کے باعث تباہ ہی تخفیف ہو رہا تھا زمانہ کی موافقت کی حد سے گذرے ہوئے شوق نے ایسی ناعاقبت اندیشی کے ساتھ اسکے روپیہ کو صرف کرا دیا کہ اپنے ملک مین وہ ان بدتہذیبیون اور غلط فہمیون کا نمونہ نہ خیال کیا جا سکتا تھا جو تہذیب کے پردے مین ہندوستان کو خراب کر رہی ہین اور اسوجہ سے حقیقت مین وہ اپنے بھائیون سے کچھ کم ناعاقبت اندیش نہ تھا اور سب سے زیادہ خرابی یہ تھی کہ فرخ کے بھائی تو دولت اُڑا کر قرضخواہون کی جانب سے کسی قدر مطمئن ہو گئے تھے مگر فرخ کی ظاہری حیثیت نے اُسے اُس بیجائی کے اطمینان سے بھی بدنصیب رکھا لہذا اس باغ اور کوٹھی کے فضا سے جو خوشی حاصل ہوتی اُسکو قرضخواہون کا خوف بہت جلد مبدل بہ غم کرا دیا کرتا تھا بعض قرضخواہون کی ڈگریان بھی جاری تھین جنکے خوف سے اُسکو اپنی کوٹھی مین آزادی کے ساتھ بیٹھنا بہت کم نصیب ہوتا تھا۔

علاوہ برین چونکہ خاندان مین فرخ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اپنے دونون چچاؤن اور پھوپھی کی دولت پر بغیر کسی کی شرکت کے بلا فرق

کا امیدوار خیال کیا جاتا تھا۔ اسلیے اُسکے نامہربان بھائی اپنے وقت کا بہت بڑا حصہ اُسکی جان لینے کی فکر مین صرف کرتے رہتے تھے فرخ کی جان ایسے مکھڑون مین پڑی ہوئی تھی کہ وہ محدود اور تھوڑی فارغ البالی کے علاوہ اپنی زندگی کی جانب سے بھی مطمئن نہ رہ سکتا تھا اُسکو جس کسی سے ملنے کا اتفاق ہوتا اس سے حتی الامکان بڑی ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ ملتا ہو یا شخص ملنے کو آتا فرخ کو بڑی پس و پیش کے بعد اس سے ملنے کی جرات پڑتی۔

دوسرا باب

اسوقت تقریباً دو بجے ہونگے جبکہ دھوپ بہت شدت پر ہوتی ہو درخت دیر تک کڑی دھوپ برداشت کرتے کرتے کچھ مرجھا سے گئے تھے۔ پھولون کی پنکھڑیان ایک دھوپ مین جلنے والی نازک بدن لیڈی کی پرشکن جبین اور خشک اور سکڑے ہوے ہونٹون کی طرح افسردہ ہونے لگین تھین غنچہ گل حدت آفتاب کی دیرینہ سال بڈھے کی ہنسی کا نقشہ یا دلا رہا تھا جب اُسکے منھ کی جھریان پڑی ہوئی کھال پھیلنے لگتی ہو جہانتک بن پڑتا تھا درخت تمازت سے بچانے کے لیے پھولون کے نازک خسارون کو اپنی مرجھائی اور جھکی ہوئی پتیون کے سائے مین کیے لیتے تھے چمنون کی زمین پر حرارت سے جو پپڑیان پڑ گئی تھین وہ اکثر جگہ سے چٹخ رہی تھین جابجا ابر کے سفید ٹکڑے ٹکڑون کے بیچ مین آسمان کی صاف اور کھلی ہوئی نیلگونی نظر آرہی تھی۔ فرخ کوٹھی کے درمیانی بڑے کمرے مین ایک کرسی پر بیٹھ کر کچھ لکھتے لکھتے دونون کہنیان میز پر رکھ کے آگے کو جھک گیا تھا سامنے کا دروازہ کھلا تھا اور پردہ داہنی جانب سے سمٹا ہوا تھا جہان سے کوٹھی کا پھاٹک اور اُسکے برابر والی سڑک بخوبی نظر آرہی تھی فرخ قلم اٹھانے کے لیے سیدھا ہونے کو تھا کہ آفتاب پر ابر کے ایک بڑے بھورے ٹکڑے کے آجانے سے پھولون اور درختون کی تھوڑی دیر کی تازگی نے اسکی ٹھنڈک ڈھونڈھنے والی آنکھون کو پھر اپنی طرف متوجہ کر لیا اُسکی نگاہ باغ کے اس حصے مین جو کمرے کے اندر سے نظر آسکتا تھا چارون طرف دوڑا

پھرتی تھی ہوا کے یک بیک سرد ہو جانے کی کیفیت فرخ کو کوٹھی سے باغ مین بلایا ہی چاہتی تھی کہ پھاٹک کے اُسطرف والی سڑک پر ایک گاڑی آتی ہوئی نظر پڑی گاڑی کی کھڑکیان کھلی تھین جنکے اندر سے ایک ہندوستانی مگر اجنبی چہرہ دکھائی دیتا تھا کسی گاڑی پر سوار ہو کر جانے والے کا سڑک کی شرقی جانب کو (جدہر سے دہلی کے خلاف راستہ گیا ہی) فرخ کی کوٹھی سے آگے جانا کسی اجنبی شخص کے ایسے غیر معمولی وقت مین خود فرخ کے پاس آنے سے زیادہ خلاف قیاس تھا اسلیے گاڑی کے پھاٹک کیجانب موڑنے سے پیشتر ہی فرخ چونکا تھا اور اسکے دل مین طرح طرح کے وسوسے گذرتے تھے۔ مگر جب گاڑی پھاٹک پر ٹھہرنے کے بعد حسب اجازت کوٹھی کیجانب موڑی تب وہ اور گھبرایا۔ پھاٹک سے کوٹھی کو سڑک ایک خوشنما خوبصورت چکر کھا کر آئی تھی۔ اسلیے جب تک گاڑی سڑک کے اُس جانب کے حصے پر تھی اندر بیٹھنے والا بخوبی نظر آسکتا تھا

فرخ (دل مین) "مین نہین کہہ سکتا ایسے بے وقت کون ملنے آیا ہی؟ مین اسکی صورت بھی نہین پہچانتا ورنہ کہتا کہ کوئی قرضخواہ ہوگا۔ جن جن لوگون کا روپیہ میرے ذمہ ہی اُن سب کو مین خوب پہچانتا ہون۔ ہان ہان شاید میرے بھائیون نے کسکو میری عداوت پر آمادہ کرکے بھیجا ہوگا مگر میری دشمنی کے لیے کوئی آتا تو مجھ سے چھپکر آنا کچھ طبیعت کھٹکتی ضرور ہی آخر کون ہی!" (گردن اُٹھا کر غور سے دیکھکر) "این! گاڑی آدھے سے زیادہ باغ طے کر چکی! نہ ملون آدمی کہہ دینگے وہ نہین ہین۔ مگر نہین اس سے کیا فائدہ" آخر گھبرا کر اُٹھ کے پردا کھینچ لیا تاکہ گاڑی کے کھڑے ہوتے وقت سامنا نہو۔

گاڑی برآمدے کے سامنے زینون کے برابر ٹھہری۔ اُسکا دروازہ کھلا اور برآمدے مین آنے کے لیے زینون پر چڑھتے وقت بوٹ کے چرچرانیکی آواز آئی۔

شخص (ادھر اودھر دیکھکر) "کوئی ہی" کوئی نہ بولا (بہ آواز بلند) "کوئی ہی؟"

ایک آدمی "حاضر"

"فرخ تشریف رکھتے ہین؟ جاؤ یہ کارڈ دے آؤ"

"ہین تو مگر سوتے (آہستہ سے) ہونگے"

"کیا سوتے؟"

"جی سوتے ہون گے"

"دہشت۔ (قہقہہ لگاکر) معلوم تو نہین۔ مگر عقل سے جوڑتا ہے بے تمیز کہنے لگا سوتے ہون گے پہلے دیکھہ تو آجا کے (کارڈ اوسکی طرف بڑھا کر) لے یہ لیتا جا"

آدمی کوٹھی کی بغل کی جانب جاکے دوسرے دروازے سے خواب کے کمرے مین ہوکر اندر آیا اور کارڈ فرخ کے ہاتھ (جو اسکے لیے پہلے ہی بڑھا تھا) (دیدیا) فرخ نے کارڈ کو دیکھکر ایک ہلکی آواز سے (جو صرف کمرے ہی کی ہوا مین گونجی) پڑھا "مہدی" نام پڑھنے کے بعد فرخ نے سر اٹھا کر نیچے کا ہونٹ دانتون مین داب لیا اور ایک متفکر صورت بناکر سوچنے لگا۔ مجھے یاد نہین پڑتا کہ اس نام کے کسی شخص سے مجھہ سے ملاقات ہو۔ کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ کون شخص ہے"

(آدمی سے بآہستہ) کیون؟ تو جانتا ہی یہ کون ہین؟ کبھی انکو میرے پاس آتے دیکھا ہی؟

آدمی۔ حضور مین نے تو آج ہی دیکھا ہے"

فرخ۔ (پریشان ہوکر بہت آہستہ سے) "خدا جانے کون آدمی ہی! کارڈ مین تو کچھہ پتہ بھی نہین لکھا ہے۔ کیا کرون؟ پوچھو ابھی جون کہان سے آئے ہین"

آدمی۔ (بات کاٹکر) دیکھیے مین پوچھے آتا ہون" یہ کہکر آدمی جانے کے لیے بڑھا

فرخ۔ (ایک ایسی آواز سے جسے وہ پست کرتا تھا مگر بلند ہوئی جاتی تھی) "ہان ہان! ٹھہر تجھہ سے کس نے کہا جو چلا۔ بالکل اخلاق کے خلاف ہے۔ ہم ہرگز نہین پسند کرتے کہ ایسی خلاف تہذیب بات ہمارے مکان مین دیکھی جائے"

یہ کہکر فرخ نے (ایسے لہجہ مین جو صاف بتا رہا تھا کہ اس قول کو دل سے کچھہ تعلق نہین صرف اوپر کی زبان سے کہا گیا ہے) آدمی کی طرف دیکھکر کہا "اچھا جاؤ کہو سلام کہتے ہین"

آدمی کے چلے جانے کے تھوڑی دیر کے بعد کسی کے ہاتھ کی گندم گون موٹی اور لمبی انگلیان سامنے والے دروازے کے پردے کو ہٹاتی نظر پڑین یہ اونگلیان اوس شخص کے جسم کا (جو پردہ ہٹاکر اندر آتا جاتا تھا) پہلا حصہ تھین جسکو فرخ کی عرصہ سے گھبرائی ہوئی آنکھون نے دیکھا۔ فرخ فوراً کرسی سے اٹھہ کر آگے بڑھا۔

ایک طویل القامت موٹے تازے سر اور بیچ کہائے ہوئے موٹے بالون کی دونون گالون سے نیچے گزری ہوئی لمبی سیاہ مونچھون والے آدمی نے پردے سے نکلتے ہی موٹی اور اونچی آواز سے "السلام علیک" کہکر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وعلیکم السلام کے ساتھ ہی جو فرخ کی زبان سے سُنا گیا فرخ کا ہاتھ اس اجنبی چوڑے اور گوشت بھرے ہاتھ سے ملا جسکے جدا ہوتے ہی مصافحہ کی رسم ادا ہو گئی۔ مزاج پرسی کے بعد جو فرخ کی جانب سے ہوئی تھی۔ اس نئے شخص نے ایک کرسی اوس جگہ سے جہان وہ رکھی ہوئی تھی ذرا پیچھے ہٹائی۔ اور اپنے خلیق آیندہ دوست کی درخواست کے موافق بیٹھ گیا جسکے بیٹھتے ہی فرخ بھی اُس کرسی کے علاوہ جسپر پہلے بیٹھا تھا۔ ایک اور کرسی پر جا بیٹھا۔

فرخ نے بیٹھتے ہی اس نئے ملاقاتی کو سر سے پاؤن تک بڑی حیرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اسکی چوڑی اور اونچی پیشانی مین کئی لمبی لکیرین عرضاً دونون کنپٹیون کے قریب تک چلی گئی تھین۔ جو کھال ان لکیرون مین سے ہر ایک کو دوسری سے جُدا کر رہی تھی وہ ایسی اُبھری ہوئی تھی کہ سر سے نیچے کو لڑھک کر آنیوالے پسینے کے قطرون کو اس نشیب و فراز کی وجہ سے پیشانی پر کئی ٹھوکرین کھا کر گرنے کی نوبت آتی تھی۔ اسکی اونچی نکیلی منھ کی جانب جھکی ہوئی ناک ایک بہت بڑا گہراؤ دیکر پیشانی سے جدا ہوئی تھی۔ گالون کے اوپر کی دونون طرف کی بلند ہڈیان جو معمولاً اونچی ہوا کرتی ہین۔ اسکے چہرے پر ایسی بدنما بلندی کے ساتھ اوبھری ہوئی تھین کہ ہنستے وقت گڑھے مین پڑ کر اُبھری ہوئی بڑی سیاہ آنکھون کے چھپانے کے لیے لمبی مگر بہدی بھوون سے ملجانے کے قریب ہو جاتی تھین۔ اگر خس خسی ڈاڑھی گالون کو بھولا ہوا ثابت کرنے مین مدد نہ دیتی تو وہ اگرچہ نیچے نہ تھے مگر اوپر کی ہڈیون کے سامنے بہت ہی بُرے معلوم ہوتے لمبی نوکدار تھوڑی جو ادھر اودھر بے انتہا طویل موچھون کے بیچ مین نکلی ہوئی تھی۔ اوس مین ایسا حد سے زیادہ غیر مزیب لمبان تھا کہ خس خسی داڑھی بھی اس نقصان کو پورا نہ کر سکی۔ بشرے سے ذہانت بالکل نپائی جاتی تھی بلکہ یہ عجیب و غریب چہرہ فرخ کے اکثر اون خیالات کی تائید کرنے

کے لیے کافی تھا جو اُسکو پہلے سے ڈرا رہے تھے مگر ایک سرسری نگاہ سے معلوم ہو سکتا تھا کہ اس چہرے والا شخص محنتی ضرور ہوگا رنگ عام نگاہون کو بتاتا تھا کہ اگر اس بدن سے دھوپ مین چلنے کی محنت نہ لیجاتی تو کھلتا ہوا گندم گون ہوتا چھوٹے دو دو انگل کے بالون پر ایک مخملی گول مندیل نما سبز ٹوپی جمی تھی جسکے گرد نیفت کے لیے سنہری لیس ٹانکی گئی تھی عام وضع ان لوگون کا نمونہ دکھا رہی تھی جو ایشیا کی مندرون سے اُٹھ کر یورپ کی کرسیون پر بیٹھنے کے قابل بننے کی رفتہ رفتہ کوشش کر رہے ہین کیونکہ عمدہ چھالٹین کی ایک چست نیچی چولی اور اونچے دامنون کی اچکن بدن کو چھپائے تھی۔ اسی کپڑے کے پتلون نما پائجامے کے پائنچے (جسمین ہنوز بریسز اور بٹنون کا استعمال نہین کیا جاتا ہے) ایک ڈبل موٹے اور روکھے چمڑے کے مضبوط ہاف بوٹ پر پڑے تھے) ایک بڑھا موٹے سر کا ڈنڈا ہاتھ مین تھا جسے اُسنے آتے ہی میز سے لگا کر ایک پائے کے پاس کھڑا کر دیا۔

فرخ کی نگاہ کو جو بڑی حیرت سے اس شخص کے چہرے کے مختلف مقامات پر ایک گھبراہٹ کی عجلت کے ساتھ دوڑ رہی تھی اسکے ہاتھ کی حرکت نے اپنی طرف کھینچ لیا جو داہنے چاک کی جیب کی طرف بڑھتا تھا۔ اُس نے جیب سے سفید حاشیہ دار رومال نکالا اور چہرے کا پسینہ پونچھ کر پھر جیب مین رکھنے کے ساتھ ہی اپنی کرسی پر سنبھل بیٹھا۔ فرخ کو خیال تھا کہ اسکا اجنبی ہم صحبت خود سلسلۂ کلام کو شروع کریگا بلکہ اُسکے کرسی پر سنبھل بیٹھنے سے کسی بات کے سننے کا امید وار بھی ہو گیا تھا لیکن تھوڑے سکوت کے بعد فرخ نے مجبور ہو کر اپنے ہم صحبت کی طرف اس نگاہ سے جو کہ مخاطب بنانے کے وقت ڈالی جاتی ہے دیکھکر کہا "مجھے اس دوست کا نہایت ممنون ہونا چاہیے جسنے ایسی گرمی کے وقت میری ملاقات کو اپنے آرام پر ترجیح دی؟"

دوست "نہین! نہین! ممنون ہونے کی کوئی بات نہین۔ آپ جانتے ہین کہ آجکل ٹرین اسی وقت آتی ہے۔ نہ آتا تو کیا کرتا"

فرخ "تو کیا آپ اسوقت کی ٹرین پر تشریف لائے ہین؟ مہربانی فرما کر اپنے

ٹھیک پتے سے مطلع فرمائیے تاکہ مین آپکو پہچان سکون"

دوست "بیشک آپ نہ پہچانتے ہونگے۔ دیکھا ہو تو پہچانے صرف نام سے آدمی ذرا دیر مین پہچانا جا سکتا ہی"

فرخ "بجا۔ مگر افسوس مجھے اسوقت تک آپکا اسم شریف بھی نہین" (کارڈ دیکھ کر) معاف فرمائیگا کارڈ کا مجھے مطلق خیال نہین رہا" (مسکرا کر) "حضرت للہ اپنے نام کو بدلیے یا اس مین کوئی لفظ اور بڑھا دیجیے اس نام سے تو آجکل خوف معلوم ہوتا ہی۔ یہ نام کچھ افریقہ ہی والون پر خوب پھبتا ہی اونھین کے ساتھ مخصوص رہے تو اچھا ایشیا کو بدنام نہ کیجیے"

مہدی "اگر کسی دوسرے نام کو مین آپ کی کوٹھی سے لیجا کر عام زبانون پر پھیلا سکتا تو بیشک آپکے ارشاد کی تعمیل مین کچھ نہوتا۔ مگر افسوس اسپر مجھے کامیابی نہین ہو سکتی"

فرخ "مگر مین آپ کو اسوقت تک نہین پہچان سکا آپ کا نام سنا تو ضرور ہوگا کیونکہ آپ فرماتے ہی مین مگر یہ نہین یاد پڑتا کہ کب سنا تھا اور کہان سنا تھا"

مہدی "افسوس! مجھے آج معلوم ہوا کہ زمانے مین مین بھول جانے کے قابل چیز ہون۔ آپ اپنے خیال کر ہندوستان سے باہر تک لیجائین تو شاید یاد آجاؤن"

فرخ (ایک مرتبہ اور غور سے دیکھکر) "عقل کچھ کام نہین دیتی" سوچکر "اب کیا! ہان۔ آپ کو کبھی بمبئی مین بھی قیام کا اتفاق ہوا ہی"

مہدی "کبھی کبھی کیا معنے حضرت ایک عمر وہین گذر گئی" (مسکرا کر) "مین خیال کرتا ہون۔ اب آپ نے پہچان لیا ہوگا"

فرخ (خوش ہو کر) "اُٹھیے۔ آپ سے تو دوبارہ ملنا چاہیئے"

جب دونون بغلگیر ہو کر بیٹھے تو فرخ نے بہت کچھ اشتیاق ظاہر کرنے کے بعد پوچھا "اب آپکو بخط مستقیم بمبئی ہی سے آنے کا اتفاق ہوا ہی"

مہدی "جی اور کیا؟ ہان صرف دو ایک روز کے لیے ایک اور مقام پر قیام ہوا تھا"

فرخ "یہ غضب کیا آپنے! خط نہ لکھا تھا تو تار ہی دیدیا ہوتا۔ آپکو اتنا خیال نہوا کہ سفر ہے مبادا کسی قسم کی تکلیف ہو یہ بھی کیا کم ہے کہ مکان کا پتہ خواہ مخواہ پوچھنا پڑا ہوگا آپکو یہ بھی تو نہ معلوم ہوگا کہ مین شہر سے دو تین میل کے فاصلے پر رہتا ہون خواہ مخواہ کی تکلیف کرنے سے فائدہ!"

مہدی "یہ تو سنا تھا کہ کوٹھی ذرا دور ہے۔ مگر جب صاف صاف پتہ ہی معلوم نہ تھا تو خط آپکو کیونکر بھیجتا؟ اور تار کس پتے پر روانہ کرتا؟"

فرخ "اسباب وغیرہ تو اُتروا لیا گیا نہ؟"

مہدی "اسباب تو مین نے مال گاڑی مین دیدیا تھا۔ دو ایک روز مین ملجائے گا۔ چونکہ دو ایک جگہ قیام کا قصد تھا۔ اسلیے برک مین دینا مجھے مناسب نہین معلوم ہوا"

تیسرا باب

فرخ کا باپ ایک ایشیائی مذاق کا رئیس تھا۔ لیکن زمانے کی کشمکش نے سنفا دسو سائٹیون مین پھنسا کر از حد پریشان کر دیا تھا کو اُسکا خاندان سوا سو برس سے ملک فارس کو چھوڑ چکا تھا مگر اس ملک کی محبت اسکو اپنے وطن سے بڑھکر تھی۔ ہندوستانی فاتح مسلمان اپنے خاندان کو عموماً مغربی ایشیا کے مشہور ملکون عرب اور فارس کی جانب منسوب کرنے کے علاوہ مذہبی حیثیت سے بھی ان دونون ملکون کو اپنا مقدس مرجع خیال کرتے ہین خصوصاً ہندوستانی مسلمانون کی دیندار جماعت عرب اور فارس کی سوسائٹی کی پیروی کرنے اور اپنے رشتہ داری پیدا کرنے کی انتہا سے زیادہ شائق رہا کرتی ہے۔ فرخ کے باپ کو فارس کا شوق اور پاک سرزمین عرب کی محبت اسکی عمر کے کسی ابتدائی حصے مین وہان کھینچ لیگئی تھی۔ اُس نے اپنے سفر کو صرف مذہبی فیضیابیون ہی کے ساتھ محدود نہین رکھا تھا بلکہ ان ملکون سے سوشیل سبق حاصل کرنے کے لیے بھی بہت کچھ کوششین کی تھین۔ کربلا سے واپس آنے کے وقت جب وہ طہران سے شیراز ہوکر خراسان کا سفر کر رہا تھا راستے مین کسی

دلچسپ مقام پر سال دو سال کے قیام مین اُس نے ایک ایرانی بی بی حاصل کر لی تھی جسکی وجہ سے کہا جاسکتا ہی کہ وہان کے سوشیل معاملات کا ایک بے نظیر فنا دائے اسکے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس کتخدائی کے بعد ہندوستان سے باہر کے تمام سفرون مین یہ بی بی اسکی ہمدم دہمراز تھی۔

ہندوستان مین پہونچنے کے بعد فرخ کے باپ کو مناسب نہ معلوم ہوا کہ سفر کی اس دلچسپ اور دلفریب کمائی کو خاص اپنے وطن دہلی مین لاکر عام خاندان کی اُن نگاہون کے سامنے پیش کرے جو دولت کی نظر سے دیکھ کر اوسکا دل دکھائین گی کیونکہ ہندوستان کی زمین کی خاصیت نے اُسکے خاندان کی تمام عورتون کو ویسا ہی بنا دیا تھا جیسی کہ ہندوستان کے عام اسلامی خاندانون کی عورتین ہین سب گھرون کی طرح اسکے گھر مین بھی کوئی خاندان کی عورت اپنے شوہر کی ماتحتی مین دوسری خصوص غیر کفو عورت کو ہرگز نہین دیکھ سکتی تھی ان امور کا خیال کرکے اسکو کب اُمید ہو سکتی تھی کہ اسکی بی بی اپنی سوت کو صدمہ پہونچانے مین کوئی بات اُٹھا رکھیگی۔ ان خیالات کے سبب سے اُس بی بی کو بمبئی مین ہی چھوڑ دیا۔ جسکو وہ دہلی سے برابر کافی خرچ اپنے تمام عزیزون سے چھپا کر بھیجا رہتا تھا اور یہ بی بی معمولاً فرخ کے باپ کے اکثر سفرون کا ذریعہ ہوا کی کیونکہ وہ سیر و سیاحت کے حیلے سے بارہا ہندوستان مین پھرتا رہا۔ مگر اس امر کا حال اس شادی کے کھلنے پر معلوم ہوا کہ اسکی عام سفرون کی حد کیون بمبئی ہی رہا کرتی تھی۔

اس بی بی سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی تھی۔ لڑکی پلو نھٹی کی تھی جو خراسان مین پیدا ہوئی تھی اور اسی جگہ خاک مین ملگئی۔ بمبئی مین آکر تلے اوپر دو لڑکے ہوئے چھوٹا کوئی دس برس کا ہوکر ہیضہ مین مبتلا ہوا اور دو ہی روز مین اپنی ماں کو داغ دے گیا۔ صرف بڑا لڑکا باقی تھا جسکے خیال سے اسکی بیوہ اور بیکس ماں اپنی امیدون کو مضبوط رکھتی تھی۔ کیونکہ ضعیف ہونے کے بعد فرخ کے باپ نے اس نیکبخت بی بی کی خبرگیری موقوف کردی تھی۔ ماں کی امیدون نے انگریزی تعلیم کی سیڑھی پر چڑھتے وقت

اس ہونہار لڑکے کو صرف انٹرنس ہی کے زینے تک دیکھا۔ بہرحال نوکری کے ذریعے سے وہ اپنا تھوڑا بہت کام چلا سکنے کے قابل ہو گیا تھا۔ فرخ کے باپ نے ابتدائی زمانے مین اس بی بی کو ایسا کچھ دیا تھا کہ اسوقت تک اُسے کسی قسم کی فکر نہ تھی۔

اس غریب الوطن بی بی کے شوہر کے خاندان کو آخر وقت دوسری سفری شادی کا حال کسی قدر معلوم ہو گیا تھا۔ اور فرخ نے ایک آدھ بار اپنے سوتیلے بھائی کا نام بھی سُنا تھا عام خاندان نے فرخ کے باپ کی اس حرکت کو ناپسند کیا اور فرخ کی ماں کو کسی اپنی سوت کا ایک مدت کے بعد حال کھلنے سے سوت ہونے کے علاوہ اس امر کا بہت زیادہ قلق تھا کہ اُسے کسی سوت کا حال اسی وقت کیون نہ معلوم ہوا جس وقت وہ سوت بنی تھی کیون اتنے دنون کے بعد اسکو گاہے بگاہے دینے کا موقع ملا۔

فرخ کے باپ کے مرنے کی خبر اُسکی اس ہمسفر بی بی کو بھی پہونچی جو بمبئی مین مقیم تھی۔ گو اپنے شوہر کی زندگی بھر اوس نے بہت کچھ صبر کیا مگر اوسکے مرنے کے بعد نہ ہو سکا۔ بے اختیار ہو کر اپنے بیٹے کو دہلی روانہ کیا جس مین حال دریافت کرنے کے علاوہ یہ بھی غرض رکھی گئی تھی۔ کہ باپ کی ترکے کا ایک حصہ جس طرح بن پڑے اپنے سوتیلے بھائیون پر دعوے کر کے وصول کرے یہ وہی فرخ کے باپ کا ایک چوتھا بیٹا ہے جو اوس جمنا کے کنارے والی پُر فضا کوٹھی مین بیٹھا فرخ سے باتین کر رہا ہے جسے فرخ نے بڑی دیر مین پہچانا ہے۔

فرخ:- "آپ کی ملاقات ایسے لطف کو پیدا کرتی ہے جس کی مشکلون سے اُمید کی جا سکتی تھی میز کی جانب جھک کر گھنٹی بجا دی۔

آدمی جلدی مین گھبراتا ہوا آکر سامنے کھڑا ہو گیا۔

فرخ:- "جلدی چاے تیار کرو" (مہدی کی طرف اس طرح دیکھکر گویا وہ کسی بات کے سُننے کا منتظر تھا) "غالباً آپ کو تو پہلی ہی دفعہ دہلی مین آنے کا اتفاق ہوا ہوگا؟"

مہدی "بڑی آرزوؤں سے آج وہ دن پہلے ہی نصیب ہوا ہے جسمین ایک ایسے معزز شخص کا مہمان ہوں"

فرخ "جناب والد صاحب کے انتقال کا حال تو غالباً آپ نے سنا ہی ہوگا؟"

مہدی "اسی غم نے مجھکو اس مقام تک پہونچایا۔ افسوس بدقسمتی نے اُن کی زندگی مین آپ لوگون سے ملنے کا موقع نہ دیا بلکہ ایسی حسرت و غم کے سفر کو طے کرکے مجھے مجبوراً ان کے جانشینون سے ملنا پڑا" یہ کہکر مہدی فرخ کے چہرے کو نہایت غور سے دیکھنے لگا کہ یہ جملہ اسپر کیا اثر ظاہر کرتا ہے فرخ اپنے رشتہ دار مہمان کی طرف ایک قسم کے استغراق اور بیخودی کے ساتھ دیکھتا جاتا تھا کہ یکایک اس پچھلی تقریر نے اس کے چہرے کی کیفیت بدل دی چونک پڑنے کے بعد جس سے اس محویت کا خاتمہ ہوگیا تھا اس نے ایک استعجاب کے ساتھ اُس قسم کے استفہام کے طور پر جو کسی بڑی دور کی بات کے متعلق ہوتا ہے ذرا آگے کو جھک کر کہا کیون؟ مین نہین سمجھ سکتا کہ والد مرحوم کے انتقال کے بعد اُن کے جانشینون سے ملنے پر آپ کو مجبور کس چیز نے کیا ہے؟"

مہدی (ٹالنے کے طور پر) "نہین۔ مجبوری کیا! مگر پھر بھی ہم اُن سے علیحدہ ہوکر دنیا مین اپنا نام کسی کے سامنے نہین پیش کر سکتے ہین"

مہدی کا دبی زبان سے ایسے مبہم الفاظ کہنا جنکے مختلف معنے ہوسکتے ہین فرخ پر بہت کچھ اثر کر گیا یکبارگی متفکر ہوکر اس نے گردن جھکالی اور دل ہی دل مین غور کرنے لگا!۔

"افسوس میری فکرون کا ابھی خاتمہ نہین ہوا۔ مہدی یقیناً اپنی حقیت ثابت کرنے آیا ہے لیکن کیا پا سکتا ہے؟ میرے پاس رہا کیا ہے! اسکے آنیکا جیسا اثر مجھ پر پڑا ویسا ہی میرے بھائیون۔ بھی پڑنا چاہیے شاید یہ مہدی مجھ ہی کو کسی قدر دولتمند سمجھتا ہے ورنہ اور بھائیون کو چھوڑ کر میرے یہان کیون آتا؟ انکا دیوالہ نکل چکا ہے۔ ہائے میری ظاہری امید دلانیوالی وضع کیون ایسی نہ ہوئی کہ لوگ انکی طرح مجھ سے بھی کوئی امید نہ رکھ سکتے۔

"مہدی کے معاملے مین خاندان بیشک میری مدد کریگا۔ آہا! بڑا غضب ہوا۔ یہ میرے یہان ٹھہرا ہے۔ میرے مکان پر اسکا رہنا اب کسی طرح مناسب نہین اگر میری کوٹھی مین رہا تو مشکل سے مجھے اپنے ارادون مین کامیابی ہوگی اچھا آج اپنی مان سے رائے لونگا۔ وہ اسکا یہان رہنا کبھی گوارا نہ کرینگی۔

"خیر ابھی کچھ جلدی نہین ہے۔ سوچ سمجھکر جو مناسب معلوم ہوگا کیا جائیگا" یہانتک پہونچکر فرخ کے خیالات پلٹ گئے ناتجربہ کاری کا تذبذب جہان عرصہ تک اُسے پریشان رکھتا تھا وہان کبھی کبھی وہ ایک تسلی کے جملے بھی سوجھا دیتا تھا اسلیے چند منٹ کے توقف مین بخیال رہنے کے بعد پھر اوسکے دل نے ایک نئے پہلو پر خیالات کا سلسلہ شروع کیا۔ مگر اسوقت تک ٹھیک اسبات کا بھی اندازہ نہین ہوا کہ یہ اپنی حقیقت ثابت کرنے ہی کی نیت سے آیا ہے"

"اوسکی باتون سے تو صاف صاف کوئی بات نہین نکلتی ہان! ہان! مجھے خیال نہین رہا۔ میرے باپ کے جانشینون سے ملنے پر اپنی مجبوری بیان کرکے وہ ایک غیر معمولی نگاہ سے میری صورت دیکھنے لگا تھا"

فرخ کے خیالات ابھی زیادہ پہلو نہین بدل چکے تھے کہ آدمی کی پیرون کی چاپ نے سلسلہ خیالات کو ایسی حرکت دی کہ یک بیک اسکی نگاہ اوٹھ گئی آدمی نے سادی چاے کی ایک پیالی مہدی کے آگے میز پر رکھدی اور ایک پیالی فرخ کے سامنے رکھنے کو تھا کہ اوس نے اپنے ہاتھ مین لے لی"

مہدی نے پیالی میز سے اوٹھا کے ایک بہت چھوٹا گھونٹ پیکر جس مین سرسرانے کی کرخت آواز نکلی کہا" اوہ! بہت گرم ہے!"

یہ کہکر اوس نے پیالی پھر میز پر رکھدی اور فرخ کیطرف دیکھ کر کہا" شاید آپ بہت گرم چاے پیتے ہین"

فرخ۔ (پیالی کو جو مُنہ سے لگی ہوئی تھی ہٹا کر اور چاے کا ایک گھونٹ حلق سے اوتار کر) "نہین مین ایسی گرم تو نہین پیتا مگر اسوقت شاید جلدی کے سبب سے گرم ہی رہ گئی ہوگی"

مہدی نے پھر پیالی اوٹھائی اور پھونک پھونک ہلکے ہلکے گھونٹ پی رہا

تھا کہ پشت کی جانب ایک آہٹ معلوم ہوئی جسنے اوسے اپنی جانب متوجہ کرلیا وہی پردہ جسے اوٹھا کر وہ اس کمرے مین داخل ہوا تھا ایک جانب سٹنے کے ساتھہ ہی در! اوپر کو بھی اوٹھا پردے کی اس حرکت نے فرخ کی نگاہ کو بھی جو مہدی کے چہرے سے بمشکل جدا ہونا گوارا کرتی تھی اپنی طرف بڑھا لیا۔

ایک پستہ قامت بھنگا سیاہ فام آدمی بائین آنکھہ دبا کر داہنی سے مہدی کو بغور دیکھتا ہوا کمرے مین آیا جسے فرخ اور مہدی کی آنکھین پردے سے ایک کرسی تک لے آئین جسپر وہ فرخ کے "بیٹھو" کہنے سے بیٹھ گیا۔

یہ نیا ہم صحبت اگرچہ مہدی کے نزدیک بالکل اجنبی تھا مگر فرخ کی کم گوئی سے ایک ادنے درجے کا معمولی آنے جانے والا سمجھا گیا۔ مہدی اسکو اوسی قدر غیر مانوس سمجھنے والی نگاہ سے دیکھہ رہا تھا جسقدر اجنبیت کے ساتھہ وہ اپنی ٹیڑھی نظر اسپر ڈالتا تھا۔ وہ متحیر نگاہین ایکدوسرے کو مانوس بنانیکے لیے جھجک جھجک کر مل رہی تھین

فرخ۔ (چار کی پیالی خالی کرکے میز پر رکھکر مذاق کے لہجے مین) "بھئی مشتاق! خوب وقت پر آئے۔ دو تو دو۔ آج تمھین چار آنکھین ڈھونڈ رہی تھین"۔ (مہدی کیطرف اشارہ کرکے) آپ وہین سے آئے ہین۔ اب آپ سے بڑھکر مفصل حالات کس سے معلوم ہو سکتے ہین۔ آنکھون سے دیکھے ہی چلے آتے ہین"

فرخ کی اکثر دلچسپیان جو کبھی گھڑی بھر کے لیے اُسے افکار سے نجات دلوایا کرتی تھین وہ انھین حضرت "مشتاق" سے حاصل ہوتی تھین مشتاق نا اہل جاہل اور نہایت ہی باذاق آدمی تھا۔ ملک کی اوس ناعاقبت اندیش جماعت مین اکثر اپنا عزیز وقت صرف کیا کرتا تھا جو گورنمنٹون کی باہمی جنگ وجدال کی نئی نئی وحشت انگیز خبرون کو اپنی زندگی کا قابل قدر سرمایہ سمجھتی ہے: اسکے علاوہ مشتاق مین اپنے بشرے کے موافق لوگون مین فساد ڈلوانے اور لڑا دینے کا بھی کامل مادہ پایا جاتا تھا۔ فرخ مشتاق کو صرف اس وجہ سے اکثر اپنی صحبتون مین آنے دیتا تھا کہ اسکی باتون سے دل بہلے فرخ نے اسوقت مشتاق کے خیالات کے موافق محض مذاق کے طور پر مہدی

کی جانب اشارہ کرکے کہدیا تھا "آپ ابھی وہین سے آئے ہین" مہدی مشتاق کے خیالات سے بالکل ناواقف تھا کچھ نہ سمجھ سکا۔ کہ وہین سے کیا مراد ہے مگر مشتاق نے البتہ یک بیک ایک پرشوق اور بہت جلد جواب پانے کا انتظار کرنے والی نگاہ سے مہدی کی جانب دیکھکر کہا "ہان حضور فرمائیے کیا خبرین ہین آپ تو دیکھ ہی آئے ہین آجکل سرحد پر کیا ہو رہا ہے!"

سرحد کا لفظ سننے کے بعد جب مہدی کو معلوم ہوا کہ مشتاق ایک بیہودہ شخص ہے اور لغو خبرون کا شائق سا کرتا ہے تب وہ ایک خوف دلانے والے ایسے لہجہ مین جس سے مذاق کی بھی اسقدر بو پائی جاتی تھی جسقدر مشتاق کی سوئی عقل مین نہ آسکے بولا "حضرت اصل یون ہے کہ مین آتا تو وہین سے ہون اور بہت سی خبرین مجھے معلوم بھی ہین۔ مگر سرکار کی جانب سے ظاہر کرنے کی ممانعت ہے آپ مجھے معاف فرمائین کیونکہ مین ہرگز کوئی خبر نہین بتا سکتا"

مشتاق کا شوق ان باتون سے زیادہ ترقی کر گیا۔ مہدی کے اس جواب نے مشتاق کی عجیب صورت بنادی چہرے سے مسرت کے ساتھ فخر کے بھی آثار ظاہر ہونے لگے اسکے سیاہ لمبے چہرے کے درمیان مین سفید دانتون کو بدنمائی کے ساتھ ظاہر کرنے والی یون ہی سی مسکراہٹ صاف بتا رہی تھی کہ وہ اپنی ان جھوٹی خبرون پر ناز کر رہا ہے جنکو روز فرخ سے بیان کیا کرتا تھا خصوص جب وہ مسکرا کر فرخ کی طرف دیکھنے لگتا تھا تو گویا فرخ کو چڑانے اسکے جھوٹا ٹھہرانے پر طعن کرتا تھا اسکی ٹیڑھی نگاہ جب چہرے کی تھوڑی حرکت کے بعد ایک قسم کے فخر کے ساتھ فرخ پر پڑنے لگتی تھی تو اس سے ایک عجیب باترتیب ترچھی ادا اور بدنما باتین ظاہر ہوتا تھا رفتہ رفتہ مشتاق کا شوق اس مرتبے سے بہت زیادہ تجاوز کر گیا جبکا انسان ضبط کر سکتا ہو وہ ایک اور کرسی پر مہدی کے قریب جا بیٹھا اور خوشامد کے لہجہ مین بڑے اصرار کے ساتھ خواہش کی ہوا کہ مہدی کچھ حالات ضرور بیان کرے مشتاق کی یہ باتین جنھون نے مہدی کو اپنی جانب متوجہ کر لیا فرخ کی خواہش کے بہت موافق ہوئین کیونکہ بڑی فکرمندی کے باعث وہ ایسے موقع کو ڈھونڈ رہا تھا جو ان کے پاس جانے کے لیے

مناسب ہوتا کہ وہ مہدی کے آنے کی خبر کرکے اوسکے ارادون کے متعلق رہے
لے" فرخ نے جیسے ہی دیکھا کہ مشتاق اوسکے نئے مہمان کو بخوبی اپنی طرف مصروف
کیے ہوئے ہے مناسب الفاظ مین معافی مانگنے کے بعد فوراً اُٹھ کھڑا ہوا
کھڑے ہوکر اوسنے مشتاق سے اس امر کی خواہش کی کہ "اوسکے پھر باہر
آنے تک منتظر رہے" اور بغل کے اس دروازہ سے جدھر سے آدمی
کئی بار آیا گیا تھا نکلا خواب کے کمرے مین ہوکر شاگرد پیشہ سے ملی ہوئی ایک
وسیع عالیشان محل سرا مین چلا گیا بیرونی دروازے سے اس دروازے
تک جسپر کپڑے کا خوبصورت ہندوستانی وضع کا پردہ پڑا تھا ایک وسیع
اور معقول ڈیوڑھی تھی جس مین پہرہ دینے والے سپاہی رہا کرتے تھے
یہ ڈیوڑھی عالیجاہ دونے طبقہ کے ہندوستانیون کی طرز معاشرت کا سچا
نمونہ کہی جا سکتی تھی۔ کیونکہ اکثر اطراف خصوص چارون کونے اور وہ مقدمہ
جو پرانے دالون کی چار پائیون کے متصل تھے بالکل غیر ضروری اور بیفایدہ
جگہ روکنے والی کثیف اور خراب چیزون کی وجہ سے ڈیوڑھی کو طبیعت پریشان
کرنے والا بدنما کوڑی خانہ ثابت کر رہے تھے۔ فرخ اپنی نئی فکر کی بیخودی مین
بغیر کسی طرف دیکھے ڈیوڑھی کو طے کرکے اس دور تک پھیلے ہوئے صحن مین
بخوبی رُخ کو جانے لگا جو محل سرا مین جانے والے کو پردے کے بعد
ملا کرتا تھا صحن طے کرکے تین پختہ ایک ایک فٹ اونچے زینون پر چڑھکے
بلند اور نئی استرکاری کیے ہوئے دالان مین ہوکر بائین جانب کے بغلی
کٹہرے اور ستھرے کمرے مین داخل ہوا جہان ایک خوشنما نازک پلنگڑی
پر اوسکی ماں یون ہی سی غفلت مین آنکھین بند کرکے لیٹی تھی۔ سرہانے
ایک خواص پنکھا جھل رہی تھی۔ فرخ پلنگڑی کے نیچے چاندنی پر جو سطرنجی
کے اوپر بچھائی گئی تھی بیٹھ گیا۔ اور خواص سے یہ آہستہ پوچھا
"کیا آرام کر رہی ہین؟"

خواص۔ (آواز سے نہین بلکہ کچھ اشارے سے اور کچھ پھس پھسا کر) ابھی
ابھی ذرا آنکھ لگ گئی ہے"

مان (بغیر آنکھین کھولے ایک بھیانک اور بھرائی ہوئی آواز سے) کون ہے؟"
(آنکھین کھول کر) بیٹا! تم اس وقت دھوپ مین کیون آگئے اے ایک تو یون ہی جی نہین اچھا رہتا ہے اُسپر ایسی جل چلاتی دھوپ مین مارے مارے پھرتے ہو بیٹا! (بیٹا کو خوب بڑھا کر) تمھارا مزاج اس طرح کا نہین کہ دھوپ مین مارے مارے پھرو۔"

فرخ "مین تو خود کمرے سے کم باہر نکلتا ہون اسوقت آپ سے کچھ عرض کرنا تھا اسلیے حاضر ہوا اور اب تو چار بج گئے دھوپ مین وہ تیزی نہین رہی۔"

مان "شوق سے کہو۔"

فرخ "آج وہ آئے ہین۔ کیا نام ہے! اے توبہ! بھولتا ہون! لاحول ولاقوۃ۔ کیا کمبخت حافظہ ہے ادھر بات سنی اور ذہن سے اتر گئی (ہادی) نہین! نہین! اولمین ہی گمز بان تک نہین آتا! ہان! مہدی۔"

مان "مہدی کون؟"

فرخ "وہی جو بمبئی مین رہتے ہین ہمارے دوسرے بھائی "(لی)" کو خوب بڑھا کر والد کے انتقال کا حال سنکر آئے ہین۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کچھ نہ کچھ جھگڑا فساد ضرور ہوگا یقینا وہ اپنا حق ثابت کرنے کے لیے آئے ہین اور خرابی یہ کہ میرے ہی مکان مین وہ ٹھہرے ہین۔"

مان (غصہ مین شور کرکے) "ای وہ ہوتا کون ہے؟ واہ خوب حق ثابت کرنے آیا ہے بڑا حقدار بنا ہے بکنے دو تم کچھ گھبراؤ نہین۔ آخر تمنے اپنے ہان ٹھہرنے کیون دیا؟ کیا اور کہین جگہ نہ تھی؟"

فرخ - (متانت کے ساتھ) "یہ تو آج ممکن ہے کہ اُن کو یہان سے اُٹھا دین مگر آپ خوب سمجھ لیجیے بے مروتی کرنے کے بعد ندامت ہوئی تو مرجا ینگی جگہ ہوگی۔ اور یہ بھی جان لیجیے کہ ذرا بھی بے اعتنائی کی گئی تو وہ بھی کوئی بات اوٹھا نہ رکھین گے۔"

مان - (طیش کھا کر) "وہ کر کیا لیگا؟ مین ہرگز ہرگز تمھارے پاس ٹھہرنیکی روادار نہین ہون تم آج ہی اُٹھا دو۔"

فرخ "بہتر"

فرخ اس گفتگو سے اور زیادہ فکرمند ہو کر کوٹھی کو پھرا۔ راستے بھر دل ہی دل مین طرح طرح کی باتین کرتا گیا "میری مان کے خیالات ہی سخت ہین ایسی بے مروتی ہرگز ہرگز مناسب نہین مگر کیا کرون۔ اب وہ کہتی ہی ہین۔ اُٹھاتے ہی بن پڑے گا مجھے آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ضرور کوئی نہ کوئی خرابی اُٹھ کھڑی ہوگی۔ عدالت تک نوبت پہونچ گئی تو معاملہ بہت نازک ہو جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے"

فرخ کوٹھی کے برآمدے پر چڑھکر سونے کے کمرے مین داخل ہوا اور پردے کے پاس ہٹانے کے لیے ہاتھ دے ہی گیا تھا کہ کچھ کچھ سمجھ مین آنے والی باتون نے جو مہدی اور مشتاق آپسمین چپکے چپکے کر رہے تھے اُسکا ہاتھ روک دیا اور دم سادھ کے جیسے چاب کھڑا ہو کر وہ اُن باتون کو سُننے لگا۔

مشتاق "آپ اُن کے بھائی ہین! بیشک آپکی خواہش بیجا نہین ہے"

مہدی "مجھے دعوے کرنے مین تو بہت تامل ہے مگر نہ کرونگا تو آخر کرونگا کیا؟"

مشتاق "فرخ نہایت نیک نیت اور معقول آدمی ہین۔ بغیر کسی رنجش کے تصفیہ ہو جائے تو کچھ عجب نہین"

مہدی "کوشش کیجیے۔ آپ تو کہتے ہی ہین کہ فرخ کے مزاج مین مجھے بہت دخل ہے۔ میری رائے مین آپ ہی اس معاملے کو اُن سے چھیڑین تو مناسب ہوگا۔"

مشتاق "مین بہتر۔ دیکھیے مین کل ہی موقع دیکھکر ذکر کرونگا مگر مناسب ہے"

اتنا سنکر فرخ نے آہستہ سے پردہ اُٹھا کر اندر قدم بڑھایا چاپ پاتے ہی مہدی اور مشتاق دونون یکبارگی چونک پڑے مشتاق چپ ہو کر فرخ کی صورت دیکھنے لگا اسکے علاوہ مہدی بھی اس بات کے دریافت کرنے کے لیے کہ فرخ نے یہ باتین سنین تو نہین؟" اسکے چہرے پر غور کرکے نگاہ دوڑانے لگا پھر ایک سرسری نظر اندازی کے بعد مشتاق نے ندامت کی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی ٹیڑھی آنکھین جھکا لین جنکی شعاع اسکے سامنے گزر بھر باین جانب ہٹکر زمین پر پڑ رہی تھی۔

تھوڑی دیر تک کوٹھی مین سناٹا رہا جسکو گاڑی کی کھڑکھڑاہٹ نے مٹایا جو کوٹھی کے زینون کے برابر لاکر کھڑی کی گئی۔ فرخ گھنٹی بجاکر جو میز پر رکھی تھی بغل کے اُس کمرے مین جو کپڑے پہننے کے لیے موضوع تھا چلا گیا آدمی فوراً آیا اور مہدی کے اشارے کے موافق اسی کمرے مین جاکر فرخ کو کپڑے پہنانے لگا ایک گرمی کا سوٹ زیب بدن کرکے فرخ اپنے سوتیلے بھائی کو ساتھ لیکر سوار ہوگیا مشتاق بھی اُٹھکر کسی اور طرف کو راہی ہوا۔

چوتھا باب

موسم بہار کی چاندنی رات کا دلفریب سمان بندھا ہوا ہے۔ ہوا کے سرد ہلکے خوشگوار جھونکے چارون طرف اُن لہراتی ہوئی زلفون کو ڈھونڈتے پھرتے ہین۔ جو رُخ جانان پر بکھری ہون۔ ماہتاب کا چمکدار عکس گورے رخسارون سے مایوس ہوہوکر کسی خوشنما کوٹھی کی سفید استرکاری کی ہوئی دیوارون سے ٹکرا رہا ہے۔ مضبوط اور اونچا پشتہ جو کوٹھی کے سطح صحن کے خاتمہ پر ہے مستانہ ادائی کے ساتھ ساتھ چاند کی دلگیر روشنی کو دوش پر لے لے کے چلنے والی موجون کے تھپیڑے کھا کھا کر ہجران نصیبون کو کسی کے ڈھیلے ہاتھون کی مار یاد دلا رہا ہے۔ دور تک موجین لے لے کر بہتا ہوا پانی اپنے نشیب و فراز سے ماہتاب کی کھل کھلکر چمکنے والی شعاعین ہزارون پہلوؤن سے دکھا دکھا کر آسمان کو زمین کی اُن صلاحیتون کا نمونہ دکھلا رہا ہے جو حسن مہوشان کو لاکھون ہنرون کے ساتھ ظاہر کرتی ہین۔ دریا کی شوخ اور الہڑ جب چاندنی کی سُنہری چادر اوڑھکر جھوم جھوم کے چلنے لگتی ہین تو باد خشک کے گستاخ جھونکون کے بیخود ہوکر چھیڑ بیٹھنے سے اُس جگمگاتی چادر ہی کے نیچے اُنکا مچل مچل جانا کسی افشان چنی ہوئی جبین ناز کے چین آشنا ہونے کا لطف یاد دلاتا ہے۔ اُس پار نگاہون کو بڑی وسعت کے ساتھ سیر کرانے والی ریت باغ نیچر کی نہایت ہی دلچسپ نمائشگاہ ہو رہی ہے۔ جہان قدرت نے پُر شوق اور بلند پرواز نگاہون کی بہ آسانی سیر کرنے کے لیے نکھری

چاندنی کا اُجلا اور صاف فرش بچھا رکھا ہے کوٹھی کے صحن کا مربع حلقہ نظر فریب پھولون کی ناندون کی سڑدل قطار سے آراستہ کیا گیا ہے ٹھنڈی ہوا جو کوٹھی کے دروازون سے نکلتی ہے جگمگاتی ہوئی موجون پر فریفتہ ہوکر از خود رفتگی کی شوخیون کے ساتھ دریا کی سطح پر سیر کرنے لگتی ہے اوسکی تازگی کسی اور پُر فضا کی خبر دیتی ہے جو قریب ہی کوٹھی کے کسی دوسرے پہلو پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ آسمان بالکل صاف ہے۔ چاند کی روشنی قدرت کے خوشنما و نورانی نقش و نگار کو جو اور بکھرے ہوئے ستارون سے آسمان پر بنگئے ہین مٹائے دیتی ہے۔ بیشمار متوازی خطون کا سلسلہ دکھا کر آسمان دریا کے اوس پار کی چین آشنا رنگ کا مقابلہ کر رہا ہے۔ کوٹھی کے ایک وسیع صحن مین ایک مسہری بچھی ہے جسپر کوئی شخص اس خاص مقام کی چاندنی کے لطف کو اجنبی اور نہ سیر ہونے والی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ مگر چاند کے خوشنما موقعون کی طرف اسکی رُک رُک کر پڑنے والی نگاہ سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر متفکر نہ ہوتا تو جی بھر کے لطف اوٹھانا یہ ہمارے معذب نوجوان "فرخ" کا خوف دلانے والا مہدی ہے۔

فرخ اور مہدی رات کو واپس آئے۔ گھنٹہ بھر کی صحبت کے بعد کھانے سے فراغت پاکر فرخ محل سرا مین گیا۔ مہدی کے لیے اوسکی خواہش کے موافق کوٹھی کے اس مختصر اونچے صحن مین مسہری بچھا دی گئی جو اب ورنا تھا جو دلچسپ سمان اس مقام پر نظر آرہا تھا وہ شاید مہدی کو کسی اور جگہ نصیب نہ ہوسکتا تھا مگر فکرون نے اسکے دلکو کسی لطف کی جانب متوجہ نہین ہونے دیا اوسنے موقعہ پاکر دل ہی دل مین سوچنا شروع کیا اور اپنے اوس خاص معاملے مین غور کرنے لگا جس کے لیے وہ دہلی مین آیا ہے۔ فرخ آج میری باتون سے کچھ کھٹکتا ضرور تھا اوسکو یقین ہوگیا کہ مین اوسے کسی بڑی پریشانی مین ڈالنے آیا ہون میرا دعوے سراسر صحیح ہے کوئی میرے حق کو مٹا نہین سکتا مگر فرخ کا تمام خاندان میری جان کا دشمن ہوجاے گا مجھے اوسکے خاندانی

عزیزون کے ہاتھ سے بڑی بڑی مصیبتین برداشت کرنا پڑین گی۔ عدالت
مین بھی سمجھ نہین سکتا کہ مجھے جیتنے کی کہان تک اُمید رکھنا چاہیے۔ تمام
عملہ بلکہ شاید حاکم کو بھی میرے مقابلے مین فرخ ہی کے ساتھ ہمدردی
ہوگی فرخ کے چچا مالدار ہین۔ اس مقدمہ مین کوئی تعجب نہین کہ
وہ لوگ بھی اپنے روپیہ سے اوسکی پوری شرکت کرین۔ مین
بالکل تنہا اور بے یار و مددگار ہون۔ اتنا روپیہ بھی میرے پاس
نہین کہ فرخ کے پورے خاندان کا چند روز مقابلہ کرسکون۔ افسوس!
مجھے یہان کوئی گواہ بھی نہ مل سکیگا۔ بمبئی سے گواہون کے طلب
کرانے مین صرف بہت زیادہ پڑیگا۔ مگر کیا ہو مین اپنے ارادے سے
باز نہین رہ سکتا مین اپنے تئین ایک مستقل مزاج اور اپنی غریب
دُکھیا مان کی آرزوئین پوری کرنیوالا شخص ثابت کرنے کی کوشش کرونگا
ہان! اب مجھے فرخ کے یہان رہنا بھی نہ چاہیے اول تو وہ خود اس
بات کو دل سے گوارا نہ کریگا۔ دوسرے مجھے اب اپنے دشمنون سے بچنا
چاہیے۔ گو فرخ کے مزاج سے ایسا امر ناممکن ہے لیکن احتیاط کے خلاف
ہے۔ کل مشتاق فرخ سے اسبات کا ذکر کرکے اوسکا منشا دریافت کریگا
مین اوس سے پوچھکر کل ہی شام تک یہان سے اُٹھ جاؤنگا مشتاق
کو ملائے رکھنا چاہیے اس سے بہت مطلب نکلین گے۔ مجھ سے اوس
سے جو آج باتین ہو رہی تھین وہ فرخ نے سُن ضرور لی ہین بیشک
اوس سے بدگمان ہو گیا ہوگا۔ کل صبح مین یہان کے بعض وکیلون سے
ملونگا۔ دیکھون وہ کیا رائے دیتے ہین"۔ اسی فکر مین پڑے پڑے مہدی کی آنکھ لگ گئی
ترکے ہی مہدی کی آنکھ کھلی۔ مسہری سے اوٹھکر وضو کے لیے
کوٹھی کے سامنے دریا کی جانب ان پختہ سیڑھیون سے اوترنے لگا
جو پانی کے اندر تک چلی گئین تھین۔ غیر متعصب نوجوان مہدی کو
اپنے ہم وطن ہندو بھائیون کے پاک چشمہ کا سمان ایسا بھلا معلوم
ہوا کہ نماز صبح کے وضو سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہر کر دریا کے چارون طرف

نگاہ دوڑانے لگا۔ پڑوس کا عالیشان شوالہ جسمین سے اگلے علمی مقدس زبان سنسکرت کے صبح کی ہوا مین گونجتے ہوئے الفاظ سنے جاتے تھے کسی خوش اعتقاد حوروش صنم پرست کے شکن پڑے اور اور پھیلتے ہوئے آنچل کی طرح اپنے سمٹ سمٹ کر جھکتے ہوئے زینون سے مذہبی اداؤن کے ساتھ گر اگر کر باغ حسن کے نوشگفتہ پھول جھٹا کی نذر کر رہا تھا مہدی نے اندازاً بیس منٹ تک دلچسپ سیر دیکھکر وضو کیا۔ اندر جاکر نماز سے فراغت کی اور کوٹھی کے پائین باغ مین ٹہل ٹہل کر ان باتون پر غور کرنے لگا جنکی فکر مین رات کو سویا تھا! "مجھے اب اپنی حقیت کا دعوی کرنا ہی ہے تو تاخیر سے کیا فائدہ؟ آج ہی کسی وکیل سے ملکر کارروائی شروع کردونگا ہان پہلے مجھے یہان سے اٹھنے کی فکر کرنا چاہیے آج ہی اٹھ بھی جاؤنگا" اتنے مین سامنے سے ایک روز پیشتر کے دوست مشتاق نوہالان چمن کو ٹیڑھی نگاہ سے نظر لگاتے ہوئے دکھائی دیئے جن سے سلام کے بعد مہدی نے آگے بڑھکر ہاتھ ملایا جب معمولی مزاج پرسی سے فراغت ہو چکی تب وہ کوٹھی مین مہدی کی رائے کے موافق اس نیت سے جاکر بیٹھے کہ فرخ کے باہر آتے ہی مہدی کے ارادون کی اطلاع دیکر اسکا منشا دریافت کرین فرخ کا ناموافق مہمان باغ مین ٹہل رہا تھا کہ وہ محل سرا سے برآمد ہوکر اپنی نشست کے معمولی کمرے مین آکے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جہان مشتاق اسکا انتظار کر رہا تھا مشتاق سے صاحب سلامت ہو چکنے کے بعد ادھر اودھر دیکھتے دیکھتے فرخ نے باغ کی ایک روش پر مہدی کو ٹہلتے دیکھکر فکرمندی کی وضع سے گردن جھکالی۔ مشتاق فرخ کو چکارنے دینے کے لیے یہان آکر نہین بیٹھا تھا اسنے اپنی قدیمی پالیسی کے موافق کچھ روسیون کی خبرین بیان کرکے مہدی کا تذکرہ شروع کردیا۔

مشتاق ایک ہوشیار آدمی تھا۔ اور اس قسم کے لوگون مین تھا جنکے ذریعے سے ایشیائی رؤسا کے درباروں مین لوگون کی غرض نکلا کرتی ہے گو اب فرخ اس قسم کا رئیس نہین رہا تھا۔ مگر مشتاق نے اسکا منشا دریافت ہی کرلیا۔

مشتاق کو تنہائی مین گفتگو کرکے جواب پا لینے کے لیے کافی موقع دیکر مہدی بھی باغ سے واپس آیا اور ہاتھ ملاکر سلام وغیرہ کے بعد فرخ کی داہنی جانب ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ مہدی نے اسوقت فرخ کو صرف متفکر ہی نہین بلکہ اپنی جانب سے کچھ رکا ہوا بھی پایا اسوقت فرخ کی صورت دیکھتے ہی وہ اسبات کا منتظر ہوگیا تھا جو مشتاق اُس سے تنہائی مین بیان کرنے والا تھا تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد فرخ محلسرا مین اوٹھ گیا شاید وہ تمام باتین جو مشتاق کی زبان سے سُنی تھین اُنکو اپنی مان سے بیان کرنے گیا ہوگا موقع پاکر مشتاق مہدی کیجانب متوجہ ہوا جنکے شوق مین مہدی اُسکے پاس جا بیٹھا

مشتاق "مین نے تمام باتون کا تذکرہ کیا تھا۔ فرخ پہلے بے پرواہی کے ساتھ ٹالتا رہا مگر آخر برہم ہوکر کہنے لگا کہ مہدی میرا کچھ نہین کرسکتے عدالت کبھی اُنکو کامیاب کرنے کی جرأت نہ کریگی گو شرعاً جائز ہو مگر ہمارے خاندان مین کبھی ایسا نہین ہوا میری والدہ مہدی کے آنیکا حال سنکر بہت برہم ہوئین وہ یہانتک گوارا نہین کرتین کہ مہدی میرے یہان ٹھہرین اور اب یہان سے اُٹھ جانا انکے حق مین ضروری ہی مین تمام خاندان کو اس معاملے مین شریک کرسکونگا مہدی کو اس قسم کی جرأت کرکے سخت ندامت ہوگی مین خیال کرتا ہون کہ آپ اب یہان سے کسی اور مکان مین جانیکا ارادہ کیجیے"

مہدی "مین بھی اسی ارادے مین ہون مگر آپکو اس معاملے مین مدد دینی ہوگی۔ مین بالکل یکہ و تنہا ہون"

مشتاق (طمع آمیز خوشامد کے ساتھ) مین تو خادم ہون جہان فرمائیے ہمراہ چلنے کو تیار ہون مگر یہ امر فرخ کے خلاف ہوگا۔ بس اتنا"

مہدی (بات کاٹ کر) نہین! نہین! اُنکو کبھی اسکی خبر نہ ہوگی مین ہر طرح آپکی خدمت کو موجود ہون" (لہجہ بدلکر) "اب چلنا چاہیے اسی لیے فرخ کے محلسرا سے جاتے وقت مین نے اُن سے جانے کی اجازت لے لی تھی" یہ کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور مشتاق کا ہاتھ پکڑ کے کوٹھی کے باہر آکر کہنے لگا "چلو ابھی ٹھنڈا وقت ہی شہر تک پیدل چلے چلین یہان قریب کوئی گاڑی نہین ملسکتی

شہر مین پہونچکر کوئی کرلین گے فرخ کی گاڑی پر چلنا ٹھیک نہین"
مشتاق (دل مین) "یہ حضرت تو نہین کرتا ہو؟ مگر بے شک یہان گاڑی مل نہین سکتی اسکے ساتھ رہنے مین فائدہ ضرور ہی۔ چلے بھی چلو" (زبان سے) "بسم اللہ۔ اس مین مضائقہ ہی کیا ہی؟ اور اسوقت تو پیدل ہی چلنے کا لطف ہی"

مہدی مشتاق کو ساتھ لیکر دہلی پہونچا۔ پہلے مشتاق کی صلاح کے موافق مولوی بشیر الدین صاحب وکیل ہائی کورٹ کے مکان پر جاکر ان سے ملاقات کی فرخ کے مقابلے مین ایک ایسے مقدمے کا لینا جو اس کے تمام خاندان کو جوش دلادیگا اُن کے خلاف تھا مگر مہدی کو سچا حقدار خیال کرکے انھون نے وکالت منظور کرلی۔ محنتانہ طے پانے پر اسیوقت عرضی دعوی تیار ہوکر یہ رائے قرار پائی کہ آج ہی گذر جائے۔ کورٹ فیس کی تعداد دریافت کرکے مہدی نے اپنے نئی بیگ سے ٹکٹ جو پیشتر ہی اُس نے لے رکھے تھے نکالے ضرورت کے موافق چسپان کردیئے اور باقی پھر نئی بیگ مین رکھ لیے۔

اس کارروائی کو پورا کرکے مہدی نے اپنے لائق وکیل سے کسی کسی عمدہ مکان کی درخواست کی جو عمدہ موقع پر ہونے کے علاوہ وسیع اور ایک مختصر باغ کی وجہ سے پرفضا بھی ہو۔ شہر ہی کے اندر ایک خوشنما کوٹھی انھون نے تجویز کردی۔ جسکے مالک سے گفتگو ہونے کے بعد پچاس روپیہ ماہوار کرایہ بھی اسی وقت طے پاگیا مہدی نے مشتاق کو اُس کوٹھی مین بٹھلا دیا خود ایک کرایہ کی گاڑی پر سوار ہوکر عدالت ہوتا ہوا (جہان وہ عرضی دعوی گذرانے اور طلبانہ داخل کرنے کے لیے گیا تھا) فرخ کی کوٹھی مین داخل ہوا۔ فرخ جو بڑے کمرے مین تنہا بیٹھا تھا دیکھتے ہی اوٹھ کھڑا ہوا۔ مہدی فرخ کو بٹھا کر اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

فرخ۔ (ایک سست آواز سے) "فرمائیے کہان کہان جانیکا

اتفاق ہوا؟

مہدی۔ (رومال سے منھ پونچھ کر)۔ "شہر مین ادہر اودہر پھرتا رہا اور کہان جاتا؟ ہان ایک مکان چند روز کے لیے ٹھہرا لیا ہے۔ وہین اُٹھ جانیکا ارادہ ہے آپکو نہایت تکلیف ہوئی۔ اب مین اُمید کرتا ہون کہ آپ مجھے جانیکی اجازت دینگے"

فرخ۔ (اوپر کی زبان سے) "جب تک آپ اس شہر مین تشریف رکھتے ہین۔ اسوقت تک مناسب تو یہی تھا کہ آپ کی میزبانی کا فخر مجھی کو حاصل ہوتا۔ مگر صرف آپکی تکلیفون کا خیال کرکے مین زیادہ اصرار نہین کرسکتا"

مہدی۔ (اس طرح پر جس طرح کوئی بڑی چبھتی بات کہی جاتی ہے) "نہین مین یہان سے اوٹھ جانے کے بعد بھی اگر آپ کو ناگوار نہ ہوگا تو معمولاً حاضر ہوتا رہونگا اپنے اس قول کو جو مین نے پیشتر عرض کیا تھا کبھی نہ بھولونگا کہ بغیر اپنے والد کے جانشینون سے ملے ہم دنیا مین اپنا نام کسی کے سامنے نہین پیش کرسکتے مجھے یقین ہے آپ مجھے بھلائینگے نہین"

فرخ یہ جملہ سنکر حیران سا رہ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مہدی رخصت ہوکر گاڑی پر سوار ہوا اور دم بھر مین اُس نئے مکان مین جہان مشتاق کو بٹھلا آیا تھا پہونچکر اُتر پڑا۔ مہدی نے اپنے حوائج ضروریہ کے لیے میز۔ کرسی اور فرش اور شیشہ آلات کی قسم سے کچھ سامان کرائے پر منگوا لیا۔ چار روز کے بعد ریلوے گودام سے اُس کا اسباب بھی مل گیا جس نے کرائے کے سامان مین سے اسے بہت کم چیزون کا محتاج رکھا۔ مہدی نے دو خدمتگار ایک باورچی اور بیرے کے لیے دو جوان نوکر رکھ لیے۔ اُس کے فرخ کی کوٹھی کے یادگار دوست (مشتاق) وہین رہنے لگے اس سے پیشتر ذرا فرخ کی مروت تھی۔ اب وہ بھی نہین رہی۔

پانچوان باب

ہوا مین کچھ کچھ گرمی پیدا ہونے لگی ہے۔ آفتاب آسمان کے مشرقی کنارے پر ذرا بلند ہو گیا ہے۔ دھوپ کا سنہری رنگ ہلکی تیزی کی وجہ سے آنکھون کو ناگوار گزرنے لگا ہے۔ بلند پرواز طیور بسیرون کو چھوڑ چھوڑ اونچے ہوتے جاتے ہین۔ بالو کے دمکتے ہوئے ذرے نگاہون مین کھٹکنے لگے ہین۔ پھولون کے نازک رخسارون کا پسینہ خشک ہوا ہے مگر مہوشون کی گوری پیشانیان عرق آلود ہوتی جاتی ہین۔ غنچون کے ہنسی کے لیے پھیلتے ہوئے باریک ہونٹون پر خشکی سی آگئی ہے۔ جوانان چمن بہار صبح کو رخصت کرکے اداس ہوگئے ہین۔ لوگ اپنے اپنے کامون مین بڑی سرگرمی کے ساتھ مشغول ہین فرخ اپنی کوٹھی مین تنہا بیٹھا ہے۔ مہدی کا برے برے نتائج یاد دلانے والا خیال کسی دل دکھانے والے ہم صحبت کا کام دے رہا ہے۔ آج فرخ محل سرا سے برآمد ہونے کے بعد خلاف دستور کوٹھی مین بیٹھا نظر آتا ہے کیونکہ اوسکا معمولی دل بہلانے والا مصاحب "مشتاق" اوس کوٹھی مین ہے جو کئی روز ہوئے مہدی نے کرائے پر لی ہے تنہائی مین گھبرا کر فرخ نے اپنے دل سے یون باتین شروع کین۔ مشتاق نے یقیناً مجھے چھوڑ دیا۔ جبھی دو روز سے اوسکی صورت نہین دکھائی دی۔ خیر اب دیکھیے مہدی کیا کارروائی کرتا ہے۔ اوسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ارادے سے باز آنیوالا شخص نہین ہے۔ کیا عجب جو اوسنے کوئی کارروائی شروع کی ہو۔ یہانسے اٹھ جانیکے بعد اب وہ بالکل آزاد ہوگیا۔ اسکو میری کچھ مروت نہ رہی ہوگی۔ اور بے شک مکان سے اوٹھا دینے کے بارے مین مین نے اس سے بے مروتی کی۔ ایسا کرنا مناسب نہ تھا۔ مگر مین اپنی مان کو کیا کرتا! وہ کسی طرح راضی ہی

نہ تھین یہ بات سخت بیجا تھی" سامنے سے کوئی چپراسی آتا نظر پڑا "یہ کون شخص ہے؟ خدا جانے کہان سے آیا ہے؟"

چپراسی آدمیون سے دریافت کرکے کوٹھی کے اندر آیا اور فرخ کو سلام کرکے کہنے لگا "حضور سمن آیا ہے"

فرخ۔ (چونک کر) "سمن۔ سمن کیسا! کیا کسی اور قرضخواہ نے نالش کردی؟" (ہاتھ بڑھاکر) "لاؤ دیکھون تو سہی"

چپراسی نے بڑھکر سمن ہاتھ مین دیدیا۔

فرخ۔ (خوب غور سے پڑھکر) "لو وہی ہوا جو مین کہتا تھا" تھوڑی دیر فکر مین مستغرق رہکر دوسری پرت پر دستخط کردیا اور بڑھکر کھنٹی جو میز پر رکھی تھی بجا کر وہین رکھدی۔ آدمی حاضر ہوا اسکو دیکھکر چپراسی کی طرف اشارہ کرکے حکم دیا "اسکو کچھ انعام دلوادو" آدمی چپراسی کو ہمراہ لیکر چلا گیا۔

فرخ۔ (دل مین) "مین تو پہلے ہی سمجھا ہوا تھا۔ سمن خانی میرے نام نہین آیا ہے۔ یقیناً میرے اور بھائیون کے نام بھی گیا ہوگا۔ وہ بھی برہم ہونگے اب اسکے سوا کوئی چارہ نہین کہ اپنے دونون چچاؤن اور بھائیون اور عزیز و اقارب کو جمع کرکے خاندانی عزت دلاؤن۔ سب مین ایک سخت جوش پیدا کردون اچھا اس وقت چلکر والدہ سے تو اس کا ذکر کردون"

یہ کہکر فرخ اوٹھکر محل سرا مین چلا گیا۔ مان سے مہدی کے اوٹھا دینے کا حال بیان کرکے کہا "آج میرے نام کا سمن آیا ہے یہ مقدمہ عدالت مین پہونچ گیا ہے اب بہت طول کھینچے گا"

مان۔ (گھبراکر) "یہ بیٹا کیا کیا جاے؟ یہ تو بڑی خرابی ہوئی! ایک تو یونہین چوطرف سے مہاجن دم نہین لینے دیتے یہ نئی مصیبت جو سر پہ آپڑی اس مین کیا تدبیر کی جائیگی! خدا کے لیے تم آج ہی اپنے چچاؤن کو بلواؤ۔ بے اونکی راے لیے کچھ نہ بنے گا"

فرخ۔ اُنسے تو راے لی ہی جائیگی مگر میرے نام سمن آیا ہے تو میرے بھائیون کے نام بھی گیا ہوگا۔ گو وہ دشمن سہی۔ لیکن اس بارے مین اُن کا شریک کرلینا ضروری ہے۔ اور وہ خود شریک ہونگے یہ کچھ روپے پیسے کا معاملہ نہین ہے۔ خاندانی عزت کا معاملہ ہے۔"

مان۔ "منھ بنا کر" اوہ کیا کرینگے! کسیکام کو ہوتے تو آج رونا کاہیکو ہوتا۔"

فرخ۔ "جی نہین! وہ ضرور اس بارے مین کوشش کرینگے۔ آپ گھبرائیے نہین خدا کچھ بہتر ہی کریگا۔" (بدن سمیٹ کے اُکڑو بیٹھکر) "اچھا تو مین جاتا ہون۔"

مان۔ "بسم اللہ کرو۔ دیکھو اپنے دونون چچاؤن کو اسی وقت خبر کرو۔"

فرخ۔ (کھڑا ہوکر) "مین خود جاتا ہون۔ ابھی خبر کیے دیتا ہون۔ بلکہ شام کے آنے کا وعدہ بھی لیتا آؤن گا۔" باہر آکر فرخ نے گاڑی تیار کرائی۔ اور سوار ہوکر اپنے دونون چچاؤن کے پاس جا کر سمن دکھا کے شام کو بلایا۔ اون سے یہ بھی کہتا آیا کہ جہان تک بن پڑے اوس کے بھائیون کے بلوانے کی بھی کوشش کرین۔ اوس کے بعد اور عزیزون کے گھر پر جاکر اُن سے بھی شام کا وعدہ لیا۔ اور اپنی کوٹھی مین واپس آیا۔ تنہائی مین وحشت نے ایسا گھیرا کہ مسہری پر جاکر لیٹ رہا۔ پڑے پڑے آنکھ لگ گئی۔ اون افکار سے جو اُس کے دل سے دیر تک جدا رہے تھے نہ رہا گیا بجوم کرکے چار بجے کے قریب جگا ہی دیا۔ ہاتھ منھ دھوکر فرخ نے اپنے معمولی کپڑے پہنے اور باغ مین ٹہلنے لگا۔ مغرب کے بعد اوسکے چچا اور بعض عزیز جن مین مدت کے بعد اوس نے اپنے ناہمہربان بھائیون کو بھی دیکھا اکر جمع ہوے سب لوگ محل سرا مین بیٹھے جہان فرخ کی مان نے اپنے جیٹھون سے اپنی تازہ مصیبت کا ذکر کیا۔ فرخ نے سمن سب کو دکھا کر کہا "یہ کوئی معمولی معاملہ نہین ہے۔ اسمین ہماری خاندانی عزت کو بہت کچھ نقصان پہونچتا ہے۔ ہم سب لوگونکو ملکر اس مصیبت کے دفع کرنے کی کوشش کرنا چاہیے مین خیال کرتا ہون کہ میرے

بھائیون کو بھی جنکو خوش نصیبی سے مین یہان موجود پاتا ہون مجھ سے اور آپس مین
اسی طور پر اتفاق کرنا چاہیے جس طرح حقیقی بھائیون کو مناسب ہے"
فرخ کے ایک چچا نے اپنے پوپلے منھ کو حرکت دے کر کہا "مین اس مین
ہر طرح شریک ہون روپیہ ایسے ہی معاملون مین کام آنے کے لیے ہے ہم پر لیشان
نہ ہو اور تمھارے بھائی اتفاق کرینگے یہ ایسے ناسمجھ نہین ہین"
دوسرے چچا نے اپنے ہلتے ہوئے سر کو ذرا اُٹھا کے اگالدان مین کٹے
ہوا پان منھ سے اگلکر کہا "ہمکو کیونکر گوارا ہوگا کہ مرحوم بھائی کی عزت مین ذرا
بھی دھبہ آنے دین" اسکے بعد اور سب عزیزون نے بھی شرکت کا اقرار کیا
کے دو بزرگون کی مخالفت کی سوا فرخ کے دونون بھائیون کے اور سب
بھی ایسے فرخ نے پھر ایک مرتبہ اپنی جوش سے موثر الفاظ ظاہر کیے
فرخ (اونچی آواز سے) "[illegible]
[illegible] پیدا ہونا چاہیے [illegible]
[illegible] خاندان کو صدمہ پہنچے [illegible] رسانی کے [illegible]
[illegible] رکھے"
فرخ کا ایک بھائی (شرمندگی کے لہجے مین) "ہمارے امکان مین کیا ہے
مگر اس بات سے مین ہم اپنے نیکنام بھائی کی ہرگز مخالفت نہ کرینگے"
دوسرے بھائی نے بھی اپنا جوش ظاہر کیا۔
آخر الامر یہ قرار پائی کہ صرف جواب ہی نہین بلکہ جہانتک بن پڑے
مہدی کو تکلیفین پہنچائی جائین اس کے بعد سب لوگ رخصت ہو ہو کر چلے گئے

چھٹا باب

وہ گھڑی دن رہے کا وقت ہے گرمی کی تپش کم ہونے لگی ہے دنیا والون
سے رخصت ہونے کے لیے آفتاب کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے ہین
کیونکہ شعاعین میلی پڑتی جاتی ہین کہین بچھڑون کے ملنے کا انتظار ہے کہین
فراق کی سر پر آنیوالی پہاڑسی گھڑی کا خوف ہے وکر یا مہمانون کے لیے سامان ہو رہے

ہین۔ جس کی ٹٹیون مین بیٹھنے والے مکانون سے نکل نکل کر تفریح کو چلے ہین بازارون
کی چہل پہل کا وقت ہی۔ شہر کے سفید پوش بھی فوق البھڑک کپڑے پہنے کشادہ
سڑکون پر پھیلے ہوئے ہین سب قسمون کی ہندوستانی و فنکار بان مختلف سوٹون
کے نمونے دکھا رہی ہین رنڈیان بناؤ سنگار کرکے کمرون کے برآمدون پر
آبیٹھی ہین۔ رندان آزاد منش کے جتھے مختلف مقامات پر رک رک کر باغ حسن
کے ہر ہر پھول کا لطف اوٹھاتے پھرتے ہین۔ چوری چھپے مین حسن نظر فریب
کا مزہ لوٹنے والی نگاہین ادھر اودھر دیکھ کے لب بام جا جا کر فوراً پلٹ آتی ہین۔

دو نوجوان سفید پر تکلف کپڑے پہنے ایک کشادہ سڑک پر چلے جاتے ہین
دونون صورت شکل کے اچھے ہین نیار اور کرارے بدن کا گوراپن اُس
جہین شرتی سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہو رہا ہی جو انگریزون مین استعمال
کی گئی ہی گول خوشنما چہرون سے ریاست اور عالی خاندانی ظاہر ہے مین
[illegible] ہی ؟ بلندی کے ساتھ ابھری ہوئی ناک کے پاس سے
[illegible] کی [illegible] آبدار پیشانی اور بڑی بڑی سیاہ نرگسی آنکھون کے
درمیان مین بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہین لمبی لمبی باریک نوکدار پلکین جو قدرۃً
شرمندگی کا اداؤن زیادہ دلفریب ثابت کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہین۔ اگر بھولا
کرون پر نگاہ دوڑانے کے لیے اٹھتین نہ تین تو بہت خوبصورت نظر آتین
نگاہ کو لوش دینے والی گولائی لیے ہوئے بھرے رخسارے بڑی دھانے
کی [illegible] لمبی باچھون سے کانون تک نہایت چکنے پن اور نرمی کے ساتھ اپنا
کھلتا ہوا گوراپن ظاہر کرتے ہین گول مگر تھوڑی لمبان کے ساتھ اوپر کو اوٹھی
ہوئی ٹھڈی اور تیلے تیلے گلابی ہونٹون کے درمیان کے مدور گہراؤ مین
گورے رنگ پر سایے کے پڑنے سے ہلکے سانولے پن کا پیدا ہو جانا عجیب
دلفریبی کے ساتھ حسن کی نازک موجون کا نمونہ دکھا رہا ہے ٹھڈی کے نیچے
گلے تک بھرا اور گدگدا غبغب چہرے مین اُس قسم کا بھاری پن پیدا کر رہا ہے
جسکی شریفانہ وجاہت کے لیے شدید ضرورت ہے صورت مین دونون بہت
مشابہ ہین صرف ہنسی اسقدر فرق ظاہر کر دیتی ہی کہ ایک کے دانت دوسرے کیطرح نوکیلے

اور باہم ملے ہوے نہین ہین۔ ان نوجوانون کی وضع البتہ اوس شایستگی اور متانت کے خلاف ہے۔ جو قدرت نے انکے چہرون پر پیدا کی ہے تجربہ کار نگاہون کو انکے رئیسانہ اور شریفون کے ایسے چہرے ایسی وضع مین دیکھکر جو مہذب سوسائٹی مین معیوب خیال کی جاتی ہے ان چہرون کی ناقدری پر افسوس آتا ہے۔ سیاہ اور کچھ کچھ خمدار سر کے بال خوبصورتی کے ساتھ لوؤن تک پہونچے ہوئے ہین۔ منڈی ہوئی ڈاڑھی اگر ہمیشہ ویسی ہی رہتی ہے جیسی اسوقت ہے تو غالباً نائی کے بلانے کے لیے کھونٹیون کے نکلنے کا انتظار نہ کیا جاتا ہوگا۔ دونون جانب مونچھون کی لمبی نوکین بل دیکر بڑی خوشنمائی کے گھماؤ کے ساتھ اوپر کو موڑ دی گئی ہین۔ سر پر ایک دو پلڑی ٹوپی ہے جسکی گوٹ کے برابر سنہرے کلابتون کا حاشیہ چلا گیا ہے۔ ولایتی عمدہ چکن کے کرتون پر دہلی کی وضع کے موافق شربتی کانچے دامنون کا چست انگرکھا ہے جس مین دونون بغلون کے نیچے کرتوئی کے پاس چنٹ دی ہوئی ہے۔ عمدہ مین سکھ کا تنگ مہری کا پائجامہ ٹخنون سے نیچے تک چلا گیا ہے جس مین بوتام نہین ہین۔ ان تمام وضع کے خلاف ایک پیر مین سیاہ وارنش کا ولایتی بوٹ ہے اور دوسرا ایک قیمتی کامدار سلیم شاہی جوتا پہنے ہے۔ بہر تقدیر چہرے اور وضع لحاظ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی شریف اور نامی خاندان کے بگڑے یادگار ہین۔ جن سے زیادہ قوم کے ہمدردون کو کسی کا افسوس نہین ہے۔ دونون کے ہاتھون مین بانس کی مہندی مین رنگی ہوئی لکڑیان ہین اور آپس مین باتین کرتے چلے جاتے ہین۔

ایک۔ (منہ پر کچھ یونہین سا غصہ ظاہر کرکے) "ہم سب طرح سے برے ہی سہی مگر خاندان کی بے عزتی نہ دیکھی جائیگی۔ مہدی چاہے ہمارے خاندان مین داخل ہو جاے یہ کبھی نہ ہوگا"

دوسرا۔ (چین بجبین ہوکر) "اجی توبہ کرو۔ ہم بدمعاش مشہور تو ہی ہین۔ چاہے ایک آدھ کا سر پھٹ جاے۔ فوجداری ہو مگر مہدی کروڑ برس تک

ہم مین نہین مل سکتا"
پہلا۔ (برافروختہ ہوکر) "فوجداری کیسی! یہ نہین کہتے کہ ایک آدھ کی جان جائے۔ ہم مہدی کی جان لینے تک مین بند ہین"
دوسرا۔ آپ سے آپ اب تو یہ ہونا ہی ہے۔ وہ ہمارا کر ہی کیا لے گا! سو تدبیرین معلوم ہین۔ ابھی کسی کو لگا دین تو سیکڑون جوتے پڑ جائین اور بچہ کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ تھا کون"
پہلا۔ (تیز ہوکر) "وہ ہے کیا مال۔ لاحول ولا قوۃ" (لہجہ بدلکر) "اچھا لا دو اسکے جوتے ہی لگا دین بے اسکے نہ مانیگا۔ ہم بڑے آغا کے وہان چلتے ہین تم اوسکی کوٹھی پر جاکر کسی حیلے سے وہان تک لگا لاؤ۔ کہنا بمبئی سے ایک نیک بخت آئی ہے۔ بیچاری بہت غریب ہین۔ آپ سے کچھ کہنا ہے للہ چلیے چلیے۔ جس طرح بن پڑے خوشامد درآمد کرکے لے بھی آنا۔ وہان تک آجانا چاہیے۔ پھر ہم سب ملکر مردود سے سمجھ لین گے"
یہ صلاح ٹھہر گئی تو ایک سڑک کی داہنی جانب ایک پتلی گلی مین چلا گیا اور دوسرا جلد جلد قدم بڑھا کر مہدی کے وہان پہونچا۔ مہدی اسوقت تنہا اپنی کرائے کی کوٹھی کے مختصر پائین باغ مین ٹہل رہا تھا۔
مشتاق کسی ضرورت سے بازار گیا تھا۔ اس نے جاکر مہدی کو سلام کیا اور نہایت ہی خوشامد کے لہجے مین کہا "اس وقت ایک ضرورت سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون ذرا تکلیف کرنا ہوگی بمبئی سے ایک نیک بخت آئی ہین۔ اونھین آپ سے کچھ کہنا ہے۔ شاید کسی نے پیغام دیا ہوگا پہلے فرخ کے وہان پتہ لگا تھا۔ جاکر معلوم ہوا کہ آپ کہین اور اوٹھہر گئے ہین۔ یہ فرمائیے آپ کا نام مہدی ہے نہ؟"
مہدی۔ (غور کے ساتھ صورت دیکھکر) "ہان مہدی تو میرا ہی نام ہے"
نوجوان "بڑی مشکلون سے پتہ لگا کر یہان تک آئے ہین۔ ہان تو اونھون نے کہا ہے کہ ذرا کھڑے کھڑے یہان ہو جائیے"
مہدی۔ میرے پاس بمبئی سے اس قسم کے پیغام کا آنا تعجب کی بات

ہے! مگر آپ فرماتے ہین۔ مجھے انکار نہین۔ چلنے کو حاضر ہون"۔ (سائیس سے) "گاڑی تیار کرو"

نوجوان۔ "دو قدم پر تو ہی ہے۔ گاڑی کی کون ضرورت ہے؟"

مہدی۔ (سائیس سے) "چار رہنے دو" یہ کہہ کے مہدی نے کپڑے پہنے اور اپنے اجنبی ملنے والے کے ساتھ ہو لیا۔ مہدی جو جو راستہ طے کرتا جاتا تھا اوسکو تعجب معلوم ہوتا تھا کہ باوجود سڑک ہونے کے اُسے پیدل چلنے کی کیون تکلیف دی گئی (دل مین) ظاہرا کچھ ایسا نزدیک بھی نہین معلوم ہوتا مین نہین سمجھ سکتا کہ پیادہ پائی کو سواری پر کیون ترجیح ہے!"

مہدی ایک اجنبی شخص کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ سامنے سے اوس کا دوست مشتاق نظر پڑا جس نے ایک حیرت کے ساتھ اوس شخص پر نگاہ ڈالی۔ مشتاق نے بڑی سرعت کے ساتھ مہدی کے کان مین کچھ کہا۔ جس کے سُنتے ہی مہدی ذرا متوحش ہو کر رُک گیا اور پھر مشتاق کو ہمراہ لیکر آہستہ آہستہ قدم بڑھانے لگا گویا وہ گہری فکر کے باعث چلنا بھی بھولا جاتا تھا۔

مشتاق پہچان گیا تھا۔ کہ مہدی کے ساتھ کون شخص ہے۔ اوسنے مہدی کے کان مین کہا تھا کہ "یہ فرخ کا ایک بدمعاش بھائی ہے ہوشیار رہنا۔ آخر چلے کہان؟"

مہدی دونون کے ساتھ جاتے جاتے ایک اور سڑک کے نکڑ پر پہونچا۔ مہدی کے دشمن ہمراہی نے مُڑنا چاہا مگر مشتاق کی رائے ہوئی کہ آگے بڑھکر دوسری سڑک پر مُڑین گے۔ مہدی نے بھی اس رائے کی موافقت کی اور دونون کو ہمراہ لے کے آگے بڑھا۔ پولیس کی ایک چوکی کے قریب پہونچکر مہدی نے رُک کے اوس نئے ہمراہی کی طرف دیکھکر کہا "آپ کی عقلمندی سے بعید ہے کہ باوجود اس قدر مسافت کے آپ نے گاڑی کی ممانعت کر دی" جس پر مشتاق بول

اوبہا" میری رائے مین تو آج کا جانا ملتوی کیا جائے"
نوجوان۔ (بگڑکر) "واہ یہ خوب کہی! اب اتنی دور آئے ہین تو چلے ہی چلنا چاہیے۔ پلٹ جانے سے کیا فائدہ؟"
مہدی۔ اول تو آپ نے اسکا جواب نہین دیا کہ گاڑی پر نہ چلنے مین آپکے نزدیک کیا مصلحت تھی دوسرے بخلاف آپکے وعدے کے وہ مقام جہان آپ مجھے لیے چلتے ہین دور نکلا اب مین جانا ہرگز نہین پسند کرتا آپ نیلگنج کو فنس مین سوار کرکے میری کوٹھی پر بھیجدیجیے جو کچھ کہنا ہوگا کہہ لیجیے۔ مین نہین جاؤنگا"
نوجوان "اب سامنے ہی تو ہے۔ ذرا ہو لیجیے"
مہدی "مین اب ہرگز نہ جاؤنگا"
نوجوان (غصہ کی نگاہ سے) "خیر اکیا مضائقہ ہے کچھ سمجھا جائے" اسیقدر کہکر زبان سے نکلا تھا کہ مہدی نے جھپٹ کر زور سے اسکے بازو پکڑ لیے"
نوجوان چھڑانے کے لیے جھٹکے دیکر "اچھا آپ جائیے مین جاکر انہین بھیجدونگا"
مہدی "جانا کیسا؟ اب آپ پولیس تشریف لے چلیے۔ یہ کہکر مہدی اُسے تھانے مین لیگیا تھانہ دار کے دوانے کرکے کہنے لگا اس نے ہمارے یہان کمرے مین ایک بڑے لیپ پر ہاتھ بڑھایا تھا آدمی کی نگاہ پڑگئی اُسنے فوراً گرفتار کرلیا اسلیے ہم اسے پولیس کی حراست مین دیتے ہین تاکہ اسکا چالان کردیا جائے مجسٹریٹ کے یہان ہم پوری شہادت پیش کرسکتے ہین"
پولیس فرخ کے بھائیون کی شرافت اور وجاہت سے خوب واقف تھا لہذا تھانہ دار کو مہدی کی سماعت کرنے کی کسی طرح جرات نہین پڑتی تھی مگر مہدی کی دلائی ہوئی امیدون اور کچھ اسکی قانونی دھمکیون نے اسکو مجبور کردیا تھا آخر پولیس نے فرخ کے اس بدمعاش بھائی کو ماخوذ کیا مہدی تفصیلی رپورٹ لکھوا کر مشتاق کے ساتھ اپنی کوٹھی کو واپس آیا۔
اس بلا سے بڑی کامیابی کے ساتھ نجات پاکر مہدی مشتاق کا بڑا

ممنون ہوا جو ایسے نازک وقت مین اُس کے کام آیا مگر اب وہ سخت تشویش مین پڑگیا۔ جب رات زیادہ آئی۔ کھانے وغیرہ سے فراغت پاکر مسہری پر جاکے لیٹ گیا۔ اور اپنے دلمین کہنے لگا اب یہ لوگ اور قسم کی کارروائی پر آمادہ ہوئے ہین اگر مجھے اپنی عزت اور جان بچانا ہے تو ہوشیار رہنا چاہیے۔ آج خدا ہی نے بچالیا مگر انشاء اللہ تعالی اب کسی کے فریب مین نہ آؤنگا" آنکھ لگ گئی۔

صبحکو تقریباً آٹھ بجے کوٹھی کے مالک نے مہدی سے آکر ملاقات کی اور کہا "بہت مناسب ہوگا اگر آپ اس کوٹھی سے اُٹھ جائین۔ آپ کا قیام میرے اکثر دوستون کے خلاف ہوا"

مہدی (حیرت کے ساتھ) "آپ کے وہ کون دوست ہین جنکو میرا رہنا ناگوار ہے!"

مالک مکان "آپ کو اس سے کیا غرض؟ آپ کا رہنا مجھے نامنظور ہے چلیے فراغت ہوئی۔ وہ کوئی دوست ہون"

مہدی "ایسا کبھی نہین ہو سکتا۔ آپ مجھے میرے قابل مکان دیجیے ورنہ تاوقتیکہ مین دوسری کوٹھی نہ مہیا کرلونگا ہرگز نہ اُٹھونگا۔ آپ قانوناً مجھے مجبور نہین کر سکتے"

مالک مکان (برہم ہوکر) "اجی قانون کیسا! ہمارا مکان ہے ہم نہین رہنے دیتے"

مہدی (بے پروائی کے ساتھ) "ہم کبھی نہ اُٹھین گے۔ آپ جائیے نالش کیجیے۔"

مالک مکان (سخت غصہ کرکے) "اچھا آپ آئیے! خیر" یہ کہکر چلا گیا"

مہدی (مشتاق سے جو سامنے بیٹھا تھا) "یہ سب فرخ کے عزیزون کی شرارتین ہین۔ مین خیال کرتا ہون مجھے بڑی بڑی مصیبتین برداشت کرنا پڑینگی"

مشتاق "خیر دیکھا جائیگا ہمین اب خوب سوچ سمجھ کر کسی امر مین جرات کرنا چاہیے ورنہ زک اُٹھائینگے"

ساتوان باب

اندھیری رات ہے انداز اُدس بجا چاہتے ہین۔ چارون طرف تاریکی چھائی ہے ستارے خوب کھلے ہین۔ جگمگاتے ہوے اجرام فلکی کی بہار دیکھنے کے قابل ہے نگاہین اندھیرے مین بھٹکتی پھرتی ہین بوے گل آسمان کی نگاہ بد سے بچ بچ کر پری رخون کے دماغون تک پہنچتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا کی سنسناہٹ کس مستانہ روی کے ساتھ انیوالے کا دھوکہ دے کے پرشوق نظرون کو تاریکی مین الجھا الجھا کے دور تک بڑھا لیجاتی ہے ارمان کسی کے استقبال کو دل پر آرزو سے نکل کر دہن تک جاتے ہین جہان تک نگاہ شوق لیجاتی ہے ہجران نصیب ابھی سے صبح کا انتظار کرنے لگے ہین مہوشون کے وعدون پر آسرا لگائے بیچین دل کے بہلانے کو کہہ رہے ہین کہ ابھی شام ہی ہے چراغون کی روشنی بہت دور تک شعاع کو اپنے ساتھ لگا لیجاتی ہے پروانے اندھیری رات کی شمع کا جلوہ دیکھ کے بیچین ہو کر دوڑے آتے ہین فتنہ قامتون کی چال معمول سے زیادہ قیامت خیز ہے کیونکہ اندھیرے مین ٹھوکر پر ٹھوکر لگتی ہے تاریکی بہت ہے خدا ہی ہے جو مریدان پیر مے فروش گھر تک پہنچین رات کا وعدہ کرنے والے حور وشون کو نہ آنے کا بہانہ اچھا ہاتھ لگ گیا۔

ایک مختصر خوش قطع کوٹھی کے تین خوبصورت دروازون سے لیمپ کی صاف اور تیز روشنی نکلکر ان چھوٹے چھوٹے نازک ولایتی پھولون کے درختون پر پڑ رہی ہے جو تنگ صحن کے پائین باغ مین لگائے گئے ہین اس کوٹھی مین برآمدہ نہین ہے مگر ایک متوسط کمرے کے علاوہ چوبون پون فٹ کے دو زینون پر چڑھ کے کوٹھی مین داخل ہونے والے کو سب سے پہلے ملتا ہے پشت کی جانب دو اور چھوٹے کمرے ہین۔ جن مین سے ایک خواب کے لیے مخصوص کر لیا ہے اور دوسرے مین

مختلف قسم کا اسباب بے ترتیب پڑا ہے کوٹھی گو اس قدر ہوادار نہین ہے مگر ایسی ہے کہ اوس کے اندر گرمیون کی تپش کا بہت کم اثر پہنچتا ہوگا بڑا آگے کا کمرا کسی قدر آراستہ کر لیا گیا ہے۔ قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اسباب اس کوٹھی مین ہے وہ خاص اس کے واسطے نہین موضوع ہے۔ کیونکہ شطرنجی جو اس مین بچھی ہے وہ طول مین تو تھوڑی موڑ دی گئی ہے اور عرض مین چھوٹی پڑنے کے باعث ایک جانب تھوڑی زمین کھلی ہوئی ہے۔ چند معمولی کرسیون کے درمیان مین ایک مربع میز ہے جس پر ایک طرف دو دن سینٹر کے پانیر کی ایک کاپی اور کئی اردو اخبار پڑے ہین۔ دوسری جانب دو تین اردو اور انگریزی ناولون کے اوپر چند کاغذات لپٹے ہوئے رکھے ہین جن کے دیکھنے سے خیال جا سکتا ہے کہ کسی مقدمے کے متعلق ہین۔ بیرونی دروازے کے سامنے اندر والی دیوار پر ایک بجنے والی گھڑی لگی ہے جس کی کھٹ کھٹاہٹ معمولاً اوس سناٹے کو دفع کیا کرتی ہے جو سرد وقت آدمیون کی کثرت سے رہا کرتا ہے۔ دو آرام کرسیون مین سے ایک عین گھڑی کے نیچے دیوار سے ملی رکھی ہے۔ دوسری اندر کی جانب بیرونی دروازے کے سامنے بائین طرف کو ذرا سا راستہ چھوڑ کر ایسے موقع پر رکھی گئی ہے جہان سے اگر اندھیرا نہ ہوتا تو دور تک کا دکھاؤ تھا۔ اس دوسری آرام کرسی پر بے انتہا فکرون کے نیچے دبا ہوا ایک متحمل اور متین شخص اس وضع سے بیٹھا ہے کہ منتشر خیالات سے بھرا ہوا سر دونون ہاتھون پر رکھا ہوا ہے جنکی گندہ اونگلیان رخسارون سے گزر کر کانون تک پہونچی ہین۔ اسکی نگاہ لیمپ کی روشنی مین نظر آنیوالی بتیون کے دیکھنے کے لیے اوٹھنے کی بہ نسبت کسی معاملہ پر غور کرنے کے لیے جھکا رہنا زیادہ پسند کرتی ہے۔ اس نئی کوٹھی مین اسقدر فکرمندی کے ساتھ بیٹھنے والا مہدی کے سوا کون ہوگا؟

مہدی اسوقت تنہا بیٹھا ہوا ہجوم افکار سے پریشان ہو رہا ہے

اپنے دل مین کہہ رہا ہے" مجھے ہرگز نہین معلوم تہا کہ اس
معاملے مین ایسی ایسی دقتین آئین گی - اس شہر مین مین
بالکل اجنبی ہون - افسوس کوئی ہمدرد نہین ایک مشتاق ہے
گو وہ بڑے عمدہ موقعون پر میرے کام آیا - مگر اوس کا اثر ہی کیا
ہے وہ کیا کر سکتا ہے - فرخ کے بہائی سخت بدمعاش ہین
میری جان کے پیچھے پڑ گئے - ایسے لوگون کو اپنی خواہ پرائی کسی کی
عزت کا خیال نہین ہوتا شریف آدمیون کو ایسے آوارہ مزاجون
سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے - اوس روز ایک کو مین نے پہنسا دیا تھا
مگر خاندان کی وجاہت نے جرمانہ ہی پر نجات دلوا دی - اب
وہ اور دشمن ہو گیا ہوگا دونون شہر بہر کے بدمعاشون اور شہدون
کو لگاتے پھرتے ہین - عزت و آبرو کا خدا ہی حافظ ہے - ایک
صاحب نے مکان والے ہی کو بہکا دیا لیکن اس مین کیا
پیش جا سکتی تھی - سنا ہے فرخ کے دونون چچا اپنے بہتیجے کی
گرفتاری کا حال سنکر بہت برہم ہوئے - کل مشتاق کی زبانی
معلوم ہوا کہ بعض بدمعاش میرے مار ڈالنے کی فکر مین ہین اپنی
حفاظت کے لیے اس سے زیادہ کیا سامان کر سکتا ہون کہ
مجسٹریٹی مین درخواست دیکر پولیس کے دو جوان اپنے یہان
معین کرا لیے ہین - پیشی کا دن آ پہونچا - یہان میرا کوئی گواہ
نہین - خرچہ داخل کر کے بمبئی سے گواہون کو بلوایا ہے وہ ابہی تک
نہین آئے خود بہی کئی بار لکہہ چکا ہون —

فرخ کے دولتمند عزیزون نے دے دلا کر عدالت کے کل
عملے کو اپنا کر لیا ہے حاکم یورپین ہے کوشش تو بہت کچہ کی گئی مگر
اس وقت اوس کی نسبت کوئی خلاف بات نہین سنی گئی اوسی کی
وجہ سے اس وقت تک کچہ امید بندھتی ہے - روپیہ تو مین نے
بہی اپنے مقدور سے زیادہ صرف کیا ہے اگر کچہ یہان کے گواہ

ہم پہونچ جائین تو زیادہ تقویت ہوجائے اسکے سوائے اور کیا ہوسکتا ہے
کہ طمع دے دلاکر دو ایک آدمی مہیا کرلیے جائین مگر مجھ سے تو کسی سے
کچھ شناسائی بھی نہین اچھا مشتاق آئے تو اُس سے کہدون وہ اسکا سامان
ضرور کردیگا اور غالباً خود بھی گواہی دیدے فرخ سے اور اُس سے اب کوئی
تعلق نہین رہا فرخ بھی اُس سے بدگمان ہوگیا ہے اور اس نے بھی فرخ
کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ خوشامدی آدمی ہے کچھ طمع دلاونگا راضی ہوجائیگا
مولوی بشیرالدین صاحب بے شک لائق اور شریف آدمی ہین بڑی نیک نیتی
سے میرا کام کررہے ہین۔ فرخ کے عزیزون نے انھین بھی بھڑکانا
چاہا تھا مگر وہ کب ایسے فقرون مین آئے ہین مین اُنکا بہت ممنون ہون"
(رات کے باعث صورت تو نہین دکھائی دی مگر کسی کے پیرون کی
چاپ سنکر بآواز بلند) "کون؟ مشتاق؟"

مشتاق "حکم"

مہدی "خوب آئے تمھین کو یاد کررہا تھا آؤ بیٹھو"

مشتاق "(ایک کرسی مہدی کے قریب کھینچ کے بیٹھ کر نہایت
متوحش صورت سے) "اب تو بہت ہی ڈر کی باتین سننے مین آتی ہین
"سُنا ہے کہ آج تڑکے کئی آدمی بغل مین چھریان دبائے کوٹھی کے
آس پاس اس تاک مین پھر رہے تھے۔ پہرے والے ہوشیار تھے
اندر آنے کا موقع نہین ملا اور صبح کو مایوس پلٹ گئے"

مہدی۔ (چہرے پر یک بیک ظاہر ہونے والے خوف کو زبردستی کی ہنسی
سے چھپا کر) "خدا نگہبان ہے۔ پہرے والون کو ذرا اور تاکید کردی جائیگی
خیر یہ تو سب ہو رہے گا اصل مین تو مقدمہ کی فکر کرنا چاہیے تم سے
ایک مطلب ہے"

مشتاق "خدا کے لیے جلد کہیے اب تو ہم آپ ہی کے ہین فرخ
سے کوئی واسطہ نہین رہا ہے"

مہدی (مشتاق کی طرف ذرا جھک کے نیچی آواز سے) "بیبی سے اسوقت

تک کوئی گواہ نہین آیا اور آئے بھی تو یہان کے لوگون مین سے دو ایک گواہون کا ہونا ضرور ہے مین خیال کرتا ہون کہ ایک تو تم گواہی دیدو اور دو ایک آدمیون کو اور ٹھہراو جو کچھ کہوگے اُنھین دیدیا جائیگا اور تمھارے لیے تو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہین"

مشتاق (صفائی کے ساتھ) "کچھ مضائقہ نہین کوئی جھوٹ بات ہے سچ کے کہنے مین حجاب ہی کاہے کا۔ جتنے گواہ کہیگا۔ موجود ہو جائینگے کوئی گھبرانے کی بات نہین"

مہدی "بہتر" کہکر (کھانا پہلے ہی کھا چکا تھا) مسہری پر گیا۔ مشتاق بھی ضرورتون سے فراغت کرکے ایک چارپائی پر لیٹ رہا۔

کچھ رات رہے مہدی کے گواہ بمبئی سے آگئے۔ جن کو مہدی نے بڑے تپاک کے ساتھ کوٹھی پر اُتارا اور ساری سرگذشت بیان کی

گواہ (متفق اللفظ ہوکر) "کچھ پروا نہین دیکھا جائیگا"

مہدی کا یہ وقت نہایت لطف و آرام مین گذرا گواہون کے پہنچ جانے سے مقدمہ کی نسبت تھوڑا بہت اطمینان ہو گیا تھا بمبئی چھوٹنے کے بعد اس کو خلوص کی صحبت بھی نہین نصیب ہوئی تھی بمبئی کے لوگ اُس کے یاران وطن تھے۔ جو لطف اُسے اُن کی صحبت سے حاصل ہوا وہ شاید سفر کی بہت کم صحبتون مین حاصل ہو سکتا تھا ایک نہایت ہی دلچسپ مہمانداری مین یہ مبارک دن تمام ہوا۔

اس پیاری شام کو جو بہت مشکل سے شام غریبان کہی جا سکتی تھی مشتاق دہلی کے تین معمولی حیثیت کے آدمی لے آیا۔ یہ لوگ فرخ کے باپ کے اکثر حالات سے اس قدر واقف تھے کہ گواہی مین بگڑنے کا خوف اُن سے بہت کم کیا جا سکتا تھا۔ ان لوگون نے مہدی کے مقدمے کی نوعیت بخوبی دریافت کرکے اپنے مضبوط وعدے سے اُسکو گواہی دینے کا پورا اطمینان دلایا۔

مہدی "آپ لوگون سے تو بیشک اُمید ہے کہ اپنے نا انصاف ہم وطنون

کی ہمدردی کی نسبت انصاف پسندی کو زیادہ ترجیح دین گے لیکن مین نہین سمجھ سکتا کہ فرخ سے بڑے چچا جن کی نسبت ایمانداری کا لفظ بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب مذہبی مقدس کتاب قرآن اُن کے ہاتھ دے دی جائے گی اوس وقت ایک پیرانہ سالی کی بے ایمانی سے جان بوجھکر میری واجبی حقوق سے مٹا دینے کی کس طرح جرات کرین گے! جیسی اون کی ایمان داری سُنی جاتی ہے اگر وہ صحیح ہے تو شاید کبھی اون سے ایسا نہ ہوگا"

مشتاق۔ (کسی قدر استہزا کے ساتھ) "واہ اس کا حال ہمسے پوچھیے۔ پرسون فرخ کی کوٹھی پر اون کے سامنے اس کی گفتگو چھیڑی تھی پہلے وہ شہادت سے انکار کرتے تھے مگر آخر اورون کی ترغیب سے کہنے لگے اور صاف کہہ دین گے کہ ہمارے مرحوم بھائی نے کوئی اور شادی نہین کی تھی" کیا آپ کو نہین معلوم کہ یہان کے شرفا کو خاندانی معاملات مین حلف اوٹھا کر جھوٹ کہدینا بھی گوارا ہوتا ہے"

مہدی۔ (حیرت سے) "اوہ! حلف! حلف اوٹھایا کرین۔

مشتاق کا بمبئی کا ایک گواہ" اوہ! حلف! حلف اُٹھایا کرین ہمارا کچھ نہین بگاڑ سکتے"

رات زیادہ گزر گئی۔ مہدی نے اون گواہون کو جو مشتاق کے ہمراہ آئے تھے بہت کچھ اُمیدین دلا کر رخصت کیا۔ اپنے ہموطن معزز مہمانون کو پُر تکلف کھانا کھلایا۔ چاے وغیرہ سے فراغت کرکے جب سب اپنے اپنے بچھونے پر گئے تو مہدی بھی مسہری پر گیا آج ذرا سویرے ہی مہدی کی آنکھ لگ گئی۔ کیونکہ اس قدر اطمینان جتنا آج ہے دہلی مین کسی روز اُسے نصیب نہین ہوا تھا۔

صبح گواہون کو لیکر مہدی پہلے اپنے لایق وکیل" مولوی بشیر الدین

صاحب ؟؟ کے یہان گیا اور تہوڑی دیر کے بعد اون کو ساتھ لیکر عدالت مین پہونچا۔ جہان اُس کی دشمن جماعت کی غصہ بہری آنکہین اور اسکے مختصر ساتہیون پر بہت تیزی کے ساتھ پڑ رہی تھین۔ گیارہ بجے مقدمہ شروع ہوا۔ فرخ کی جانب سے صرف اوسکے دونون چچا باقی تھے اور سب گواہ پہلی ہی پیشیون مین گزر چکے تھے۔ دونون کے بعد مہدی کے گواہونکا اظہار شروع ہوا۔ شام تک صرف تین گواہون کے علاوہ سب گزر گئے۔ اسکے گواہون مین کوئی ایسا نہین بگڑا جس کا اثر مقدمہ پر پڑ سکتا۔ اس کے بعد والی پیشی مین وہ گواہ بہی عمدہ طور پر گزرین گے اور وکیلون کی اسپیچین بہی ہوگئین اور حکم سُنائے جانے کی تاریخ بہی مقرر کردی گئی۔ جسکو پندرہ روز باقی تہی مولوی بشیر الدین۔ (عدالت سے باہر نکلکر مہدی کی جانب ایک مسرت کے ساتھ دیکھکر) "آپ ضرور کامیاب ہون گے۔ حاکم کے چہرے اور طرز کلام سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ آپ کے دعوے کو سچا جانتا ہے جب فرخ کے چچا نے اس سے پہلی پیشی مین قرآن اوٹہایا تہا اوس وقت لوگون کی نگاہون سے تو وہ پہچان ہی گیا تہا کہ یہ جہوٹا قرآن اوٹہا رہا ہے بلکہ اوسکے بعد فرخ کے چچا کو اوسنے بڑی ذلت کی نگاہ سے دیکہا تہا مگر آج کی پیشی مین بہی اوس کے کلام سے کئی بار ثابت ہوا کہ آپ کے نسبت اوسکے خیالات اچھے ہین۔ فرخ کو ایک قسم کا کہٹکا ہوگیا ہے۔ واقعی بڑا نیک نیت حاکم ہے"

مہدی۔ "اُمید تو ہے اب آگے خدا کے ہاتہہ ہے"

حکم سُنائے جانے تک مہدی اپنی جان کو مشکل بچا سکا۔ اوسکی جان کے خواہان ہر وقت موقع ڈہونڈہتے رہتے تھے کئی مرتبہ اونکے ہاتہون مین پڑکر بچا۔ ایک دفعہ بارہ بجے رات کو کوئی شخص ہاتہہ مین تلوار لیے کوٹہی کے دروازے پر کہڑا اندر جانے کی فکر کر رہا تہا کہ زینہ پر پاؤن پہسل گیا۔ جس کی آہٹ پاتے ہی لوگ جاگ پڑے اور وہ پہرتی کے ساتھ نکل بہاگا۔

تاریخ معینہ پر حکم سنایا گیا جو فرخ کے لیے اسی قدر حسرت پیدا کرنے والا تھا۔ جس قدر مہدی کو اس سے خوشی ہوئی۔ مہدی کو اسکا حق دلایا گیا اور پورے دعوے مین ڈگری ملی۔ مہدی نے اس مقدمے مین کامیابی کیا حاصل کی یون کہنا چاہیے کہ ایک غلے درجہ کے استقلال کے ساتھ اپنی جان بچالی اب تمام دشمن جماعت کے رُخ ڈھیلے ہو گئے۔ فرخ سست پڑ گیا اور مہدی ڈگری جاری کرانے کے لیے معمولی مدت کے گذرنے کا انتظار کرنے لگا۔

آٹھوان باب

برسات کی نکھری شام ہے۔ آسمان پر گرد و غبار کا کہین نام نہین سیاہ بادلون کے پھٹے ٹکڑے پھیلے ہین جنکے درمیان سے جگہ جگہ آسمان کا صاف اور کھلتا ہوا رنگ نظر آرہا ہے۔ معمول سے بڑھی ہوئی تازگی بتا رہی ہے کہ کوئی ابر کا ٹکڑا برس کے نکل گیا ہے۔ مینھ نے درختون کا سبز لباس دھو دیا ہے جنکی ہری ہری پتیون پر شفق کی ساعت بساعت بڑھنے والی چمکتی ہوئی زردی کی جھلک کیفیت دکھا رہی ہے ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے برسات منانے والے بادہ کشون کی دفزش کے ساتھ جوانان چمن کا ایک مستانہ آراے جھوم جانا ارمان بھرے دلون کو بیچین کیے دیتا ہے۔ بادصبا کی مستانہ چھیڑ چھاڑ سے سبزہ رنگان باغ شفق کا سمان دیکھنے کے لیے کوٹھون پر چڑھنے والی پیاری صورتون کے گلے مین ڈالنے کے شوق مین از خود رفتہ ہو کر اپنی پر آرزو باہین بڑھا بڑھا کے اور پھیلا کے رہ جاتے ہین بجلی کو کسی خوف زدہ ہو کر سہم جانے والے چہرے کی خوفناکی کی ادا ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ وہ رہ رہ کر چمک رہی ہے۔ چڑھی ہوئی جمنا کے بہاؤ کا بادہ کشی کے حوصلے بڑھانے والا لطف پہلے ہی دھدمین بوتل خالی کر دینے والون پر ستم ڈھا رہا ہے لہراتی ہوئی موجین لطف باران سے بدمست ہو ہو کر زمین کے اُن

خوشنما لبون کو مزہ لے لیکے چوستی جاتی ہین جن پر ابھی تک مینھ کے پانی کی تری باقی ہے۔ ہاے اس ہوشربا عالم سے لطف اوٹھانے والا نہین معلوم ہوتا ایک فرخ ہے تو دل کی پریشانی سے یہ دماغ کہان کہ ادہر متوجہ ہو۔

فرخ اپنی پُر فضا کوٹھی کے باہر اوس پشتہ پر جو دریا اور کوٹھی کے درمیان مین ہے۔ ایک کُرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ دیوارون کی سفیدی پر شفق کا سُنہرا شام کی ہلکی سیاہی مین ملا ہوا رنگ دو وقتون کے ملنے کو آنکھون سے دکھا نیوالا دیتا ہے۔ فرخ کا انتہا سے زیادہ شکستہ دلی کی کیفیت دکھا نیوالا چہرہ آج جس قدر افسردہ نظر پڑتا ہے اوس قدر کبھی نہ تھا۔ اوس کا سر فکر کی ڈراؤنی خیالی صورتون سے ڈر کر خود اوسی کے سینے سے لپٹنے کے لیے چلا ہے۔ جسکی کُہنی بائین زانون پر ہے اپنی ہتھیلی پر روک لیا ہے جو اوسکی پیشانی کو گود مین چھپائے ہوی ہے۔ فرخ دلمین کہہ رہا ہے "سخت ندامت ہوئی"

مہدی کو پوری ڈگری مل گئی۔ اب وہ جاری ہی کروا دے گا۔ حاکم نے فیصلہ ایسا لکھا ہے کہ اوس مین کلام کی بالکل گنجایش نہین۔ اپیل کرنیکو تو کرون۔ مگر جب کچھ اُمید بھی ہو۔ چچا اپیل کرنے پر اصرار کر رہے ہین والدہ بھی انکی راے کے موافق اپیل ہی کے لیے تاکید کرتی ہین۔ مگر روپیہ خراب کرنے کے سوا کوئی نتیجہ نہین۔ اس معاملہ مین ہر طرح مجھے ناکامی ہوئی۔ میرے بھائیون نے مہدی کی جان لینے تک مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھی لیکن ہر بار زک پائی ایک مرتبہ ایک بھائی ہی پھنس گیا تھا بہت کچھ روپیہ خرچ ہوا۔ تب جاکے وہ کہین چھوٹ سکا۔ اگرچہ اب تک وہ لوگ اس کی فکر مین ہین۔ لیکن مہدی اب ہوشیار رہتا ہے۔ ہماری کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی خالی مجکو نہین مہدی نے تمام خاندان کو زک دی حقیقت مین وہ بڑا مستقل مزاج اور متین شخص ہے۔ اس تنہائی کی حالت مین ایک ایسے معزز اور پُر جوش خاندان کا مقابلہ کرنا اوسی کا کام تھا۔ ڈگری اوسے مل گئی ہے۔ میری کوٹھی مین قرقی آئے گی۔

میری گرفتاری کے لیے وارنٹ جاری ہوگا کہان کہان چھپا پھرونگا
سنا ہے قرقی ہی کی درخواست دی جائے گی میرے بھائی ان سب مصیبتون
سے محفوظ رہین گے۔ وہ عدالت مین دیوالیے ثابت ہو چکے ہین۔ اور
میرے پاس کیا ہے اس کوٹھی مین جو کچھ ہے بس یہی ہے۔ مگر بے عزتی
کتنی بڑی ہے مہاجنون نے بارہا مجھ پر ڈگری پائی مگر میرے وعدون
اور اخلاق کی وجہ سے کبھی جاری ہونے کی نہین نوبت آئی۔ میری
جانب سے مہدی کے ساتھ وہ بدسلوکیان کی گئی ہین کہ اوسکو ذرا بھی
مروت نہ ہوگی میرے نزدیک تو بہتر ہے کہ مین اوسے ملا لون وہ بے شک
حقدار ہے۔ شرعاً کوئی اوسکا حق مٹا نہین سکتا۔ عدالت سے البتہ امید
تھی کہ شاید غلطی مین پڑکر اُسکو حقیت سے محروم رکھے وہان کچھ نہ ہوا۔
مجھے تو اوسکے حقوق ادا دلانا چاہیے تھے۔ افسوس! اس سے پہلے
مین کیون نہ سمجھا۔ ایسی سخت ندامت کے بعد ذلت کے ساتھ ملا تو کیا
اصل تو یہ ہے کہ جس قسم کا ظلم مین نے اوسپر کرنا چاہا تھا وہ میرے
حلم اور میرے خیالات کے بالکل خلاف تھا۔ مگر خدا جانے اب وہ ملنا
پسند کرے گا کہ نہین۔ مجھ سے وہ کھٹکتا ضرور ہے اسکو بھی کوئی
فریب ضرور سمجھے گا۔ لیکن مین ہر طرح اطمینان دلانے کی کوشش
کرونگا۔ مجھے ضرور اوس سے ملجانا چاہیے۔ اچھا آؤ ایکدفعہ اپنی ماں کو
اور سمجھاؤن۔ مگر اُنکے مزاج سے کبھی اُمید نہین کہ وہ راضی ہون۔" یہ
خیال کرکے فرخ محلسرا سے مین گیا۔

ماں۔ (اوسکی پژمردہ صورت دیکھکر) بیٹا تم ایسے پریشان کیون ہو؟
مہدی کو جو ڈگری مل گئی ملجانے وعدہ کیا کریگا؟

فرخ۔ (نیچی اور سست آواز سے) "مین تو کئی دفعہ عرض کر چکا ہون اور پھر عرض کرتا
ہون کہ آپ مجھے مہدی سے ملجانے کی اجازت دیجیے۔ بلکہ مناسب ہو اگر ہم
اُسکے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرین۔ آخر اس مین قباحت ہی کیا ہے؟"

ماں۔ (بہت برہم ہوکر) "یہ کبھی نہوگا۔ وہ ہے کون؟ تجھکو بہکا کسنے دیا؟ آخر معلوم

تو ہوا اپیل کرنے کو کہتی ہون تو اوس سے بھی انکار کرتا ہی چچا اور سب عزیز بھی یہی کہتے ہین مگر اونکی بھی نہین سماعت کرتا۔ یون ملنے ہی کو جی چاہتا ہے تو جا مل جا۔ میری جوتی سے آپ ہی خراب ہوگا مگر اتنا جان لے جسروزدہ موا اوس کوٹھی مین آیا پھر مین یہان قدم نرکھونگی حاشا! مین اسکے آنے سے ہرگز راضی نہین"

فرخ۔ آپ تو سمجھتی نہین ہین۔ مین تمام وکیلون سے رائے لیچکا کسیکے نزدیک اپیل کرنا مناسب نہین۔ اپیل تو سو دفعہ کرون مگر مقدمہ مین کچھ جان بھی تو ہو"

مان۔ (آزردگی سے) "جو چاہو کرو۔ پھر مجھ سے پوچھنے کی کون ضرورت ہے؟"

فرخ باہر آیا۔ گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا۔ کوٹھی مین جاکر کپڑے پہنے میز پر ہاتھ ٹیک کر کھڑا دل مین کچھ سوچ رہا تھا کہ آدمی نے آکر کہا کہ گاڑی تیار ہے آؤ اسی وقت مہدی سے ملون مجھے امید ہے کہ وہ بہت جلد راضی ہو جائیگا (کوچمین سے پکار کر کہا) "مہدی کے وہان چلو۔ جامع مسجد کے اوتر جانب جو سڑک نئی گئی ہے اسپر جاتے جاتے جہان پر داہنی طرف کو راستہ موڑا ہے بس اسی نکڑ پر جو کوٹھی ہے اس مین رہتے ہین"

کوچمین "بہت خوب"

فرخ۔ (دل مین) "دیکھون اس سے کیا باتین ہوتی ہین۔ اور کیسے ملتا ہے! بن پڑے تو دو ہی چار روز مین اوسے اپنے وہان اوٹھا لاؤن۔ والدہ ناراض ہون گی اسکو مین کیا کرون؟ مگر اس امر سے تمام خاندان جیسا آج مہدی کا دشمن ہے ویسا ہی میرا دشمن ہو جائے گا لیکن مہدی کی معیت مین مین ان سب باتون کو رفع کر سکون گا وہ بہت بڑا مدبر آدمی"

گاڑی مہدی کے وہان پہونچ گئی۔ فرخ اتر کر کوٹھی کے اندر گیا مہدی صورت دیکھتے ہی خندہ پیشانی کے ساتھ اوٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کر بڑے اخلاق سے بٹھایا۔

مہدی۔ (مسرت کے ساتھ) "آپ کے یہان آنیسے جیسی آپ کی

صاف باطنی قیاس کی جاسکتی ہے خدا کرے اسی صاف باطنی سے آپ تشریف لائے ہوں"۔

فرخ (خوش ہوکر فی الحقیقت آپکے اس جملے سے میری اُس صاف باطنی کی پوری داد ملتی ہی جو مجھے اس مکان تک لے آئی" فرخ کا باوجود خاندانی مخالفت اور اسقدر طول رنجش کے ایسی صفائی کے ساتھ مہدی کے پاس چلے آنا ہندوستانی خاندانون کے عام طریقے کے بالکل خلاف تھا مگر فرخ کی عمدہ تعلیم اسے لے آئی اور مہدی کی شائستگی نے اُس کے آنے کی داد دی ڈیڑھ گھنٹے کی پرائیوٹ صحبت کے بعد فرخ رخصت ہوکر واپس گیا فرخ یہان سے اُٹھ کر پہلے اپنے بڑے چچا کے وہان گیا جہان اُس نے مہدی سے ملجانیکا معاملہ ایک مرتبہ اور اپنے خاندان کے بڑے بزرگ کے سامنے پیش کیا۔ پھر دوسرے چچا کے وہان بھی جاکر اس امر کی تحریک کی مگر دونون جگہ ناکامی ہوئی جسوقت وہ اپنی کوٹھی پر پہنچا تھا اس وقت باوجود اسکے کہ تمام خاندان مین ایک رائے کی موافقت سے بھی مایوسی ہوگئی تھی اُسکا ارادہ زیادہ مضبوط ہوچکا تھا۔

فرخ کے جانے کے بعد مہدی نے اپنے دوست نشاق سے رائے لینے کے لیے اُسکی جانب دیکھ کر کہا" آج فرخ آئے تھے۔ ہان تم تو بیٹھے ہی ہوئے تھے۔ الگ لیجاکر ایک بڑی تمہید کے بعد مجھ سے کہنے لگے :۔ اب ہم آپ موافقت کرکے ایک سچے خلوص کے ساتھ یکجا بسر کرین تو اچھا ہو میرا تمام خاندان اگرچہ میری اس رائے کے خلاف ہے بلکہ دشمن ہونے کی دھمکیان دیتا ہے مگر مجھے کسی کی پروا نہین والدہ بھی سخت برہم ہین مگر جب غصہ فرو ہونے لگے گا رفتہ رفتہ راضی ہوجائینگی اب مین آپ کے حقوق دلوانے اور آپکو خاندان مین شریک کرنے مین یہانتک کوشش کرونگا اور اپنی خوشحال زندگی آپ کی سوشیل زندگی سے یہانتک ملادونگا کہ اگر میرے کچھ حقوق ہونگے تو آپ کے بھی ہونگے اور مین ہی اپنے حقوق سے محروم رہا تو آپ سے کوئی وعدہ نہین کرسکتا۔ بہتر یہی ہے کہ آپ میری کوٹھی مین اٹھ

چلین بھی سے اپنی والدہ کو بھی بلوا لیجیے! کیون اسبارے مین تمھاری کیا رائے ہے؟ مین تو فرخ کی موافقت ضروری اور بہتر سمجھتا ہون اول تو فرخ یقیناً نیک نیتی سے کہتے ہین دوسرے مجھے اپنی خواہشون مین پورے طور پر کامیاب ہونیکا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہم پہونچ سکتا"

مشتاق۔ (دل مین) "یہ بُری ہوئی۔ اگر دونون مل گئے تو مین کہین کا نہ رہا" (ظاہر) بھئی میری تو رائے اسکے خلاف ہی۔ یہ تمام خاندان انکا دشمن ہو رہا ہی۔ فرخ سے دوستی کی اُمید رکھنا بالکل عقل کے خلاف ہے۔

مہدی۔ "نہین نہین۔ فرخ کا مزاج پہچان لینے مین مجھے اچھی طرح کامیابی ہوئی ہی وہ کبھی بُرا آدمی نہین ہے۔ بہت صاف باطن شخص ہے"

مشتاق۔ "یہ حقیقت اور خاندان کے معاملات مین کئی پیڑھیون تک تو کدورت جاتی نہین ہے۔ جی کہین ان فقرونمین آنہ جائیگا"

مہدی۔ "خیر جو کچھ ہو۔ فرخ کی تقریر ایسی موثر تھی کہ اس بارے مین مین تمھاری مخالفت کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہون۔ مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا"

تین چار روز کے بعد فرخ پھر آیا اور بہت اصرار کرکے مہدی کو اپنے یہان اُٹھا لے گیا فرخ نے یہ اتنی بڑی جرأت کی تھی جس سے زیادہ کی ہندوستانی نوجوانون سے ابھی ہرگز اُمید نہین کیجا سکتی مہدی کے کوٹھی مین داخل ہوتے ہی فرخ کی مان نے تمام محلسرا سے مین کہرام مچا دیا اور رویٹ کرفنس مین سوار ہو کے اپنے بڑے بیٹھ کے وہان چلی گئی جاتے وقت وہ تین بڑے صندوقچے ساتھ لیتی گئی جنمین بعض جڑاؤ نہایت بیش قیمت زیور اور جواہرات تھے۔ فرخ کی مان ان صندوقچون کو یہان بھی ہر وقت اپنی حفاظت مین رکھا کرتی تھی اور جاتے وقت بھی ساتھ لے گئی کیونکہ اسکی دولتمندی کا اعلے درجے کا سرمایہ انھین صندوقچون مین تھا فرخ کی مان کے جانے سے لوگون مین سخت جوش پیدا ہو گیا اور تمام اعزا و اقربا فرخ کے اُس سے زیادہ دشمن ہو گئے جتنے کہ موقت سے پیشتر

مہدی کے تھے سگے بھائی اسی کی جان کے دشمن ہو گئے۔ فرخ کو زندگی دشوار ہو گئی لیکن اگر وہ تنہا ہوتا تو کبھی ایسی شدید مخالفت کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ اس بارے مین اوسے مہدی سے بہت کچھ مدد ملی کیونکہ وہ ایسے معاملات مین بڑا تجربہ کار ہو چکا تھا فرخ نے باوجود اس قدر مان کی ناراضی کے اُس مان سے ملنا نہین چھوڑا۔ وہ دوسرے تیسرے مان کی خدمت مین ضرور ہو آتا تھا۔ گو مان اس سے بات نہین کرتی تھی حتی کہ اوس کی طرف سے مُنہ پھیر لیتی تھی۔ مگر فرخ نے کبھی اسکا خیال نہین کیا۔ لیکن آخر جب ڈیوڑھی پر پہرہ والون کے ذریعے سے روک کی گئی تب مجبور ہو کر فرخ نے وہان جانا چھوڑ دیا۔ چند روز کے بعد مہدی بمبئی گیا اور اپنی مان کو مع تمام گھر گرستی کے سامان اور دولت کے دہلی مین لے آیا۔ مہدی اور فرخ کی دو پُر خوف جانین اپنی حفاظت کے سامانون کے ساتھ خاندان کے مخالفانہ حملون سے بچ بچکر اوسی کوٹھی مین رہنے لگین جو جمنا کے کنارے تھی اور فرخ کی مان کے اُٹھ جانے کے بعد (جو اب اپنے بڑے بیٹھ کے گھر مین بسر کرتی تھی) اُس عالیشان محلسرا مین مہدی کی مان فارغ البالی کے ساتھ زندگی گزرانے لگی۔

نوان باب

ہان۔ ہان! لینا۔ لینا۔

"خبردار جانے نہ پائے۔ مین بھی آ پہونچا" دوڑنا۔ دوڑنا! (کسی کے پانی مین کودنے کی آواز سُنکر)۔

"ہین! افسوس دریا مین کود پڑا"

(لہجہ بدلکر) "سوچتے کیا ہو کود پڑو لنگی باندھ کے"

"اجی اب وہ ہاتھ لگ چکا۔ تیر کے نکل جائے گا۔ پچھلی رات کا وقت تھا۔ دُنیا شہر خموشان ہو رہی تھی۔ بیداران شب ہجران کی دردناک آوازین سناٹے مین گونج گونج کر بہت دور تک پہونچتی تھین۔ چاند کی پچھلی تاریخین

تھین۔ زوال ماہ کا وہ سہانی زمانہ تھا۔ آخر شب کی خاندنی نکھرے رنگ کا لطف خوب کھل کھل کر دکھا رہی تھی۔ گستاخ ہاتھون کے جگائے ہوے سیم تنون کے پچھلی رات کے سونے کی ادا چاندنی مین دیکھنے کے قابل تھی سب کی آنکھہ تو دیر ہی سے لگ چکی تھی۔ مگر اب وہ آنکھین بھی جھکی پڑتی تھین جو کسی کے انتظار مین کھلے کھلے کھٹکنے لگی تھین۔ ستارے بھی تین پہر تک حیرت کے ساتھہ دنیا کی دلچسپیون کو دیکھتے دیکھتے غرور حسن سے جھپک جانے والی آنکھون کی طرح جھلملانے لگے تھے۔ اور خود رفتگی کے عالم یاد دلانے والے سکوت مین برقندازون کی ڈراؤنی صدائین اور خواب پریشان والون کی بھرائی ہوئی آوازین گھڑیالی کو چونکا کر بستر غم پر کروٹین بدلنے والون کی مشکل آسان کرانے کی کوشش کر رہی تھین۔ فرخ اپنی پُر فضا کوٹھی مین سو رہا تھا۔ مہدی اوس محلسرا سے مین تھا جو پہلے اوس کے باپ کی خاندانی بی بی سے آباد تھی کیونکہ اب اوس مین اوس کی مان رہتی تھی چار دن طرف سناٹا تھا۔ نوکر چاکر خواب غفلت کے ہاتھہ بک چکے تھے مشتاق جسے مہدی کی سفارش سے پہر اس کوٹھی مین آنا نصیب ہوا تھا بڑے کمرے کے سامنے والے برآمدے مین ایک چارپائی پر پڑا خراٹے لے رہا تھا۔ کسی غیر معمولی آہٹ کے باعث اوس کی آنکھہ کھل گئی۔ ایک بے وقت کمرے مین داخل ہونے والے کی جھلک نظر پڑی۔ مشتاق کسی قدر خوف زدہ اور متحیر ہو کر دھڑکتے ہوے دل کے ساتھہ جھپٹ پڑا بڑے کمرے کے دروازے پر پہونچکر معلوم ہوا کہ کوئی موٹا تازہ اور برہنہ شخص جو صرف جانگھیا پہنے ہے ننگی تلوار ہاتھہ مین لیے اوس کمرے مین جانے کے ارادے مین ہے جہان فرخ سو رہا ہے گو مشتاق کو اوس کی وضع دیکھہ کر آگے قدم بڑھانے کی جرات نہین پڑی مگر وہ مشتاق کی آہٹ پاتے ہی

گھبرا کر اس طرح بھاگا کہ ایک کرسی کی سخت چوٹ کھا کر لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا تو میز کے پائے کی ٹھوکر لگی جلد جلد لنگڑاتا ہوا دروازے پر پہونچا۔ وہان بہت زور سے ایک پٹ کی (جو بھڑا ہوا تھا) ٹکر کھا کر اپنے ہی زور مین ذرا پیچھے ہٹا تو پردے مین الجھ کر ایسا گرا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور خود بڑی پھرتی سے اوٹھکے اپنے تئین سنبھالکر اوس دروازے سے باہر نکل گیا جو دریا کی جانب واقع تھا۔ مشتاق پہلے ڈر کے مارے کھڑا دیکھتا رہا۔ مگر جب اوسکو نکلتے دیکھا بے تحاشا چلا اوٹھا "ہان۔ ہان! لینا۔ لینا!" جس کی آواز سنتے ہی فرخ نے آواز دی پھر سب لوگ دوڑ پڑے۔ لیکن جب تک دوڑین دوڑین وہ کسی طرف راستہ پاکر دریا مین کود پڑا اور غوطہ لگا کر پانی کے اندر ہی اندر خدا جانے کدہر بھاگ گیا۔ یہ شور و غل سنکے مہدی بھی گھبرا کر محل سرا سے نکل آیا۔ سب طرف بخوبی تلاش کر چکنے کے بعد جب کہین پتہ نہ لگا تو سب کوٹھی مین آکر بیٹھ گئے۔

مہدی۔ (استعجاب کے ساتھ) "یہ ہوا کیا؟ آخر کون تھا؟ مین تو نیند مین غافل تھا۔ شور سنتے ہی چونک پڑا۔

فرخ۔ "اور مین بھی تو سوتا تھا" (مشتاق کی طرف دیکھکر) "اونھون نے غل مچایا جب تک آؤن آؤن بھاگ گیا۔ پھر پانی مین کودنے کی آواز سنائی پڑی۔ دریا کے کنارے جا کے دیکھا مگر کسی کا پتہ نہ لگا (لہجہ بدلکر) "بھئی یہ نئی بات ہوئی ہے۔ اس کوٹھی مین آجتک کبھی ایسا نہین ہوا پہرہ چپاٹک پر موجود اور چور کوٹھی کے اندر پہونچ جائے۔ واقعی بڑی جرأت کی" (ایک حیرت کی مسکراہٹ کے ساتھ) "ہین! کچھ جو سمجھ مین آتا ہو کہ کیا معاملہ تھا ہر تقدیر اب چورون سے احتیاط کرنا پڑی"

مشتاق "اس بھروسے بھی نہ رہیے گا۔ یہ چور کا کام نہین ہے۔ آپنے

تو دیکھا ہی نہین۔ آپ کیا سمجھین۔ مجھ سے پوچھیے؟ آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک کالا کالا سٹنڈ آدمی کمرے مین جا رہا ہے۔"

فرخ۔ (بات کاٹ کر) "کس کمرے مین"

مشتاق "یہی جس مین آپ بیٹھے ہین۔ بس مین گھبرا کر اوٹھا۔ دروازے پر پہونچکر صورت جو دیکھی تو جان نکل گئی۔ ننگ دھڑنگ جانگیا پہنے آپ کی خواب گاہ کے کمرے کی طرف جا رہا ہے۔ لیمپ پہلے ہی گل کر دیا تھا۔ لیکن دروازہ کھلا تھا باہر کی روشنی کا عکس جو پڑا تو وہ ننگی تلوار جو اوس کے ہاتھ مین تھی چمکی۔ اور یہان یقین جانیے گا کہ رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میری آہٹ پاتے ہی ڈر کے ایسا بدحواس بھاگا کہ کرسی اور میز مین اولجھ کر گرتے گرتے بچا۔ پھر سامنے کے دروازے کی ٹکر کھائی اور پھرتی کے ساتھ دریا کی طرف نکل گیا۔ اوسے بھاگتے دیکھکر مین نے غل کیا تب اور لوگ بھی جاگ پڑے چور کہین تلوارین چمکاتے ہین۔ ہو نہ ہو کوئی دشمن ہو۔" (مہدی کی طرف اشارہ کرکے) "اون سے پوچھیے یہ بہت بھگت چکے ہین" (پھر فرخ کی طرف دیکھ کر) "اب خدا کے لیے ہوشیار رہیے گا۔ اس طرح بے خوف نہ سویا کیجیے۔"

مہدی "سچ کہتے ہو۔ ہم ایسی بہت باتین دیکھ چکے ہین۔ ہمارا تو ڈر نکل گیا۔ مگر کچھ ڈر نہین خدا حافظ ہے۔" (فرخ کی جانب دیکھ کر) "آپ کے خاندان نے بہت کچھ سکھا دیا اس بارے مین تو ہم آپ کے ممنون ہین۔"

فرخ۔ (شرمندگی کے ساتھ بات کاٹ کر) "خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ مگر آپ کو مین اپنا ایسا عزیز سمجھتا ہون کہ آپ کی زبان سے خاندان کو صرف اپنی ہی طرف منسوب سنکر مجھے رنج ہوتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اس خاندان کو آپ اپنا اور میرا دونون کا نامہربان کینہ خیال کرینگے۔"

مہدی۔ (سرت کی ندامت کے ساتھ) "مین آپ سے اس غلطی کی معافی

چاہ کر خدا سے دعا مانگتا ہون کہ وہ اس کمیٹی کو ہمیشہ قائم رکھے"۔ (ذرا سوچکر)
"آپ کو ان باتون سے خوف نہ کرنا چاہیے۔ غنیمت سمجھیے کہ آپ کے نہین!
نہین! توبہ! ہمارے دشمن اس بے وقوفی سے دشمنی کرتے ہین خدا نہ کرے
کہ وہ عقلمندی کے ساتھ دشمنی کرنے لگین۔ ہان اوس صورت مین البتہ
خوف ہے اور اس طرح تو خدا کے فضل سے ہمیشہ ہم بچتے ہی رہین گے
بلکہ اونھین کوزک ہوگی"۔

فرخ "اب صبح ہوا ہی چاہتی ہے۔ سونے کا وقت تو رہا نہین۔ یہین بیٹھا
رہنا صلاح ہے کچھ ضروری معاملات ہو گئی ون سے میرے دل مین ہین اُنکو
بیان کرنا چاہتا ہون"۔

مہدی "ہان بے فکری کا زمانہ نہین ہے۔ فرمایئے"۔

فرخ "آپ دیکھ رہے ہین کہ تمام خاندان میری جان تک کا دشمن ہو گیا
والدہ ناراض ہو کر میرے یہان سے اوٹھ گئین۔ بھائی خون
کے پیاسے ہو گئے۔ تمام عزیز کوئی نہ کوئی ضرر پہونچانے کی گھات مین
ہین۔ چچا الگ بگڑے ہوے ہین سب نے اکیلا چھوڑ دیا خاندانی
دولتون کی مجھے جو کچھ اُمیدین تھین اون سے بھی یاس ہو گئی۔
پھوپھی اپنی صاحبزادی کو میرے ساتھ گٹھجوڑا کرنا چاہتی تھین وہ بھی
اپنی طرف کھنچی ہوئی ہین۔ گو مجھے اس گٹھجوڑ کا خیال نہ پہلے تھا نہ اب
ہے۔ مگر اس بات کا البتہ افسوس ہے کہ یہ مال خواہ مخواہ میرے
اور آوارہ بھائیون کے ہتھے چڑھے گا تو وہ بالکل بے احتیاطی
سے تلف کر ڈالین گے ملک کی دولت اور خصوص مسلمانون
کی ایسی تباہ حال قوم کی دولت کے برباد ہونے کا خیال کر کے
بڑا رنج ہوتا ہے۔ اپنے خاندان پر کامیاب ہونے کا ذریعہ اب میری
نگاہ مین سوا اس کے کوئی نہین ہے کہ ان عداوتون کو مین بڑے
تحمل اور متانت کے ساتھ ٹالون۔ اپنا مزاج نہایت ہی صابر
بنالون۔ میرے ساتھ ہزارون دشمنیان کی جائین مگر مین بخندہ پیشانی

اون سے بچتا رہون مدد لینے کا ارادہ نہ کرائین صبح مین نماز پڑھانیوالون کے حملے روکے جائین مگر اوس پر حملے کا نام تک نشاط انگیز نہین ہوتا ہے میرے خیالات بالکل پلٹ گئے۔ اگر اپنے موجودہ جنا جانے سے عمل کرون گا تو مین وہ فرخ نہ رہون گا جو پہلے کھدیب گزشتہ صابر اور متین شخص ہون گا۔ غصہ مجھے بہت کم آئے گی تیزی نے معاملے مین فضول خرچیون سے پرہیز کرون گا۔ اپنے روپے کی دیا بھی قدر کرون گا۔ کوشش کرون گا کہ خدا کی دی ہوئی دولت مین سے ایک پیسہ بھی میرے ہاتھ سے رائیگان نہ جائے۔ میرا چال چلن بہت شائستہ ہوگا۔ مجھے اُمید ہے کہ میرے پیارے بھائی مہدی سے اس بارے مین بہت مدد ملے گی۔ یقیناً اب مین اگر اپنے خاندان مین کسی طرح ہر دل عزیز ہو سکتا ہون تو یہی طریقہ ہے"

مہدی۔ نہین نہین! ہو سکتا ہون۔ نہ کہیے بلکہ ضرور ہو جاؤن گا کہیے ممکن نہین کہ اس مزاج کا آدمی خاندان کیسا تمام دُنیا مین ہر دل عزیز نہ ہو جائے۔ آپ کو ایسے مزاج کے ساتھ کل ارادون مین کامیابی ہوگی اور میرے امکان مین جہان تک ہوگا ضرور مدد دون گا بلکہ اپنے مزاج اور چال چلن کو آپ کے موافق بنانے کی کوشش کرون گا"

باتون باتون مین صبح ہو گئی۔ دونون اوٹھکر وضو کے لیے چلے۔ یہ دونون شائستہ اور بے تکلف مزاج کے تعلیم یافتہ نوجوان عام ایشیائی رؤسا کے مثل اپنے تمام کامون مین خدمتگارون کے محتاج نہ تھے۔ اسی وجہ سے فرخ اور مہدی دونون کی عادت تھی کہ جہان نماز کا وقت آتا دریا سے وضو کرتے تھے مہدی جس وقت کوٹھی کے دروازے کے پاس پہونچا تو بائین جانب دیوار کے نیچے کوئی چیز نظر پڑی جو صبح کی سہانی روشنی کے عکس مین چمک رہی تھی اوٹھانے کے لیے مُڑا تو جھجک کر

تلوار پڑی ہے! فرخ! فرخ! آؤ۔
پکارا "این یہان تو ایک
دیکھو تو سہی!" ہوا آکر "ہان معلوم ہوتا ہے بدحواسی مین بہاگتے وقت
فرخ۔ (دوڑ پڑی) تلوار اوٹہالی گئی تہوڑی دیر تک تلوار کو دیکھہ
ہاتھہ سے گہرٹ کرتے رہے اس کے بعد جاکر وضو کیا۔ نماز پڑھی اور اپنے
دیکھکر جہار مین مشغول ہوئے۔

کار اس روز کے بعد سے فرخ اور مہدی نے اپنے چال چلن کو نہایت
عمدہ بنا لیا۔ فرخ کے وہ فضول مصارف نہین رہے جنکی وجہ سے
روز بروز مقروض ہوتا جاتا تھا۔ بلکہ اگلے قرضون سے بہی کسی قدر
سبکدوش ہونے لگا۔

فرخ کے چال چلن نے ایسی شایستگی ظاہر کی کہ تہوڑے ہی دنون مین
دونون چچاؤن کے دل مین اوسکی طرف سے ایک قسم کا عمدہ خیال
پیدا ہوگیا۔

دسوان باب

آخر سرما کے دن ہین۔ کڑی دہوپ کی ابتدا کا زمانہ ہے۔ لو نہین چلتی ہے مگر موا مین
گرمی پیدا ہوگئی ہے دوپہر کے بیٹھنے کے لیے مکانون کے ٹھنڈے کمرے صاف
کیے جانے لگے ہین۔ خس کی ٹٹیان خریدی جاتی ہین۔ نازک پیشانیان شرم
کے علاوہ یون بہی عرق آلود رہنے لگی ہین قریب شام کی سیر بیشتر سے
زیادہ دلچسپ ہے ٹہنڈی ہوا کے جہونکے بڑی آرزون سے نصیب
ہوتے ہین۔ سفر کے لیے دن کے بہ نسبت رات زیادہ مناسب ہوگئی ہے
درختون کے پتون کی سبزی خوب بہار پر ہے۔ نئی ہری ہری کونپلون کا
آنکہونکو تازگی بخشنے والا خوشگوار رنگ باغون کو معمول سے زیادہ دلگیر بنائے
ہوئے ہے ٹہنڈی چاندنی راتین سیر کرنے والون کو نہایت دلکش سمان
دکہلاتی ہین پچہلی رات کے مسافر صبح ہوتے ہوتے عجب لطف کے ساتہہ بہت

دور نکل جاتے ہین ہلکی ہلکی خنکی پیدا کرنیوالی ہوائین صبح مین نماز پڑھانیوالون
کی آوازون کا گونجنا بلبل صبح کی نغمہ سرائی سے کم نشاط انگیز نہین ہوتا ہے
وہ سردی نہین رہی جو صدائے ناقوس سننے پر بھی پیر خو لکو لب جنبا جانے سے
الکسا الکسا کر روکتی تھی۔ صدائے موذن اور ناقوس دیر دونون کا جذب گزشتہ
موسم سرما کی بہ نسبت بہت بڑھا ہوا ہے۔ دوپہر کا وقت ہے دھوپ کی تیزی نے
سڑکون اور مکانون مین تھوڑی دیر کے لیے یونہین سا سناٹا پیدا کر دیا
ہے بادیہ گرد آفتاب کی تپش سے پرشکن جبین اور سمٹی اور چڑھی ہوئی بھوؤن
کے ساتھ چلتے چلتے پریشان ہوکر سایہ دار درختون کے سایہ مین تھکن
مٹانے کے لیے بیٹھ گئے ہین۔ ایک عالی شان محلسرا سے اصیلون
کا وہ شور و غل جو ایشیائی رؤسا کے گھرون سے معمولاً سنا جاتا ہے دوپہر کے
سناٹے مین کم ہوا ہے۔ یہ محلسرا دہلی کی شمالی جانب ایک چوڑی سڑک
کے کنارے واقع ہے۔ ڈیوڑھی کی شان و شوکت دیکھکر خیال کیا
جا سکتا ہے کہ اس مین ہندوستان کا کوئی دولتمند سکونت پذیر ہے ڈیوڑھی
کے بعد والا وہ دروازہ جسمین ہوکر لوگ زنانے مین جاتے ہین ایک
بڑے خوبصورت پردے سے آراستہ کیا گیا ہے جسکے دونون پہلوؤن سے
خوبصورت اور آشفتہ مزاج لونڈیان اور خواصین خدمتگارون کو بیگم کے
خانگی حکم سنانے کے لیے اکثر سر نکالے کھڑی رہا کرتی ہین۔ دروازے
سے گزر کر مسطح اور وسیع صحن ہے جس مین مختلف روشین چھوڑکر ایک
مختصر پائین باغ لگایا گیا ہے۔ دروازے سے نکلتے ہی بغیر کسی جانب
موڑے کھڑا ہونیوالا ادھر اُدھر دیکھکر قیاس کر سکتا ہے کہ دونون پہلوؤن
پر متوسط درجے کی عمارت مین سے ایک طرف لونڈی باندیون
کے رہنے کی صحنچیان ہین اور دوسری طرف کے مکانات باورچیخانے
اور غسل خانے کے مثل اکثر انسانی ضرورتون کے مکانون کا کام دیتے
ہین اور دھوئین کی سیاہی جو ان مکانون کی دیوارون پر جم گئی ہے
دور سے دیکھنے والون کو بتا رہی ہے کہ باورچی خانہ اسی جانب ہے

سامنے کی عالیشان اور خوشنما عمارت جو پائین باغ سے گزر کر اونچی کرسی کے مختصر صحن کے بعد گول سنگین ستونون کے برآمدے سے ہی شروع ہوئی ہے وہ خاص مقام معلوم ہوتی ہے جہان صاحب خانہ کی معمولی نشست و برخاست رہا کرتی ہو برآمدے کے بعد ایک مختصر کمرہ ہے جسکی پختہ زمین شطرنجی اور ایک سفید سُتھری چاندنی سے چھپائی گئی ہے داہنی جانب اونی گدگدے قالین پر ایک بڑا گاؤ تکیہ اوس نازک پلنگڑی سے لگا ہوا رکھا ہے جو دیوار سے ملا کر بچھائی گئی ہے پلنگڑی پر نرم غالیچہ کے علاوہ اور سفید چادر ہے اور چار لمبے لمبے پتلے پتلے تکیون کے علاوہ جو سرہانے ہین پہلو مین ادہر اُدہر گول بغلی تکیے رکھے ہین۔ چھت پر اُجلی اور صاف چھتگیری کھنچی ہے۔ دیوارین چند قرینون سے آراستہ کی گئی ہین جن مین کچھ خوشخط قطعات اور بعض عربی مذہبی مقدس جملے لکھکر لگائے گئے ہین اس کمرے کے علاوہ دو اور خوشنما چھوٹے کمرے ہین جنکی آراستگی درمیانی کمرے کی سی ہے گو اصل قسم کا عمدہ سامان نہو یہ عالیشان محلسرا ان ہی تین مذکورہ کمرون پر نہین ختم ہو گئی ہے بلکہ [illegible] کی جانب کچھ اور کمرے ہین جو اپنی آراستگی سے اس مذاق کی خبر دیتے ہین جس سے پہلے کمرے کو آراستہ کیا ہے۔

محلسرا عورتون سے بھری ہے ہر کمرے سے باہم آہستہ آہستہ باتین کرنیوالیون کی مختلف آوازین آرہی ہین جن مین ملکر اکثر سرد تونکی آوازین بھی آتی جاتی ہین جو بعض خوبصورت نازک جوان اور بعض جھریان پڑے ہوئے بڈھے ہاتھون سے ڈلیان کتر رہی ہین ٹھیک دوپہر کے سناٹے نے سرونون کی ان آوازون کو آدمیون کی آوازون پر غالب کر دیا ہے ورنہ شاید اس سے بیشتر بکثرت بلند ہونے والا شور و غل ان کمرون کو نازک دماغون کے کام کا نہ رکھتا ہوگا۔

درمیانی کمرے کے دروازے بند کر دیے گئے ہین جنکی جھلملیون سے ہلکی ہلکی روشنی نکلکر اُس اندھیرے کو کم کر رہی ہے جو کمرے کے

بند ہونے سے پیدا ہو گیا ہے پلنگڑی پر ایک دُبلی ضعیف عورت لیٹی ہے جسکی بند آنکھون سے سرہانے اور پائینتی کھڑی ہو کر سنکھیا جھلنے والی خواصین خواب کا قیاس کر کے بھاگنے کی فکر مین ہین مگر یہ طویل العمر رئیسہ سُو نہین رہی ہے بلکہ گہری فکر کے ساتھہ کسی اہم معاملہ مین غور کر رہی ہے۔ اس جوان بخت ضعیفہ کی صورت سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ سن پچاس سے گزر چکا ہے۔ بے فکری نے قوی کو ابھی بالکل ضعیف نہین ہونے دیا ہے۔ چہرے پر کچھہ کچھہ جھریان پڑنے لگی ہین مگر اس قدر نہین کہ امیرانہ وجاہت کو مٹا دین۔ دو ایک دانت ٹوٹ گئے ہین لیکن چہرے کی حیثیت مین کسی قسم کا فرق نہین آنے پایا ہے جو چیز کہ بڑھاپے کو زیادہ تر ثابت کر رہی ہے وہ اُسکے بال ہین جو نصف سے زیادہ سفید ہو گئے ہین ناظرین سمجھہ گئے ہون گے کہ یہ فرخ کی پھوپھی ہے یہ ایک ایشیائی معزز خاندان کی دولتمند عورت اس وقت آنکھین بند کیے ہوئے اپنے دل سے یہ باتین کر رہی ہے "لڑکی جوان ہو گئی ہے ابھی تک اسکی شادی کے متعلق کوئی بات قرار نہین پائی آخر کب تک لیے بیٹھی رہون گی اللہ رکھے بڑھاپے کی کمائی یا جو کچھہ سمجھو یہی ایک لڑکی ہے۔ روپیہ پیسہ جو کچھہ ہے سب اسی کا ہے مین کیا قبر مین لے جاؤن گی؟ یہی ارمان ہے کہ اسکے دولھا کو دیکھون یون بات تو بہت جگہ سے آئی میرے تینون بھتیجے ہی موجود ہین کیا کہون لڑکون سے تو اب لیاقت اوٹھہ ہی گئی ہے جسے سُنتی ہون آوارہ ہے ان سب فرخ ہونہار تھا سو سب نے اوس سے ملنا ہی چھوڑ دیا۔ مین نے تو کہا تھا کہ اوسی کے ساتھہ بیاہ دون گی مگر اوس نے ایسی حرکت کی کہ سب عزیزون کو ناگوار گزری۔ خاندان بھر کے خلاف ہے اوس کے دونون بھائیون مین سے تو کوئی بھی کسی کام کا نہین ہے شریفون کو اونکی صحبت سے عار آتا ہے ساری دولت دو ہی روز مین غارت کر کے رکھدین گے پڑھے لکھے واجبی ہی واجبی ہین میری لڑکی کڑھ کڑھ کے ہلاک ہو گی اور خود میری بھی زندگی عذاب مین ہو جائے گی۔

جی چاہتا ہے فرخ ہی کے ساتھ بیاہ دون پھر چاہے جو کچھ ہو میری نزدیک اوسنے کوئی ایسی بڑی بات نہین کی۔ سوتیلے بھائی کو اپنے یہان جگہ دی یہی نا؟ اس سے کیا ہوگیا۔ کچھ اس مین عیب تو آ نہین گیا۔ میری نگاہ مین خاندان بھر مین ایک وہی جچتا ہے اچھا آج اپنے دونون بھائیون سے کہونگی دیکھون وہ کیا کہتے ہین۔

فرخ کی پھوپھی کے خیالات یہین تک پہونچے تھے کہ بیچ کے دروازے کے پٹ جو ایک خواص نے کئی بار آنے جانے کی دیوار مین (احتیاطی) سے بھیڑ دیے تھے ہوا کے ایک تیز جھونکے سے کھلکر دونون طرف کی دیوار مین اس زور سے ٹکرائے کہ وہ اچانک چونک پڑی آنکھ کھولتے ہی تیوریان چڑھا کر غصہ کے لہجہ مین کہا "ان مردارون سے ناک مین دم آگیا ہے"

خواص۔ (خوف زدہ ہوکر نیچی آواز سے) کیسی تیز ہوا چل رہی ہے۔ بیٹھنا دشوار ہوگیا ہے۔

فرخ کی پھوپھی۔ (برہم ہوکر) ارے دروازہ اندر سے بند کیون نہ کرلیا؟ نکوڑون کے مارے نیند حرام ہوگئی (دروازے سے باہر نگاہ بڑھا کر دھوپ کو دیکھکر) دوپہر ڈھل گئی؟ ارے کیا بجا ہوگا؟"

خواص "تین بجا چاہتے ہین"

فرخ کی پھوپھی۔ (اوٹھکر) "اچھا تسلا لاؤ وضو کرلون" (ذرا ٹھہر کر) "ہان جاکر پیر بخش سے کہہ آؤ کہ بڑے بھائی اور منجھلے بھائی کے گھر پر کہہ آئین بلایا ہے بڑا ہی ضروری کام ہے جلدی آئین خوب تاکید سے کہہ آنا ابھی جائیے"

ایک خواص ڈیوڑھی پر گئی دوسری منہ دھلانے کے لیے طسلہ اور لوٹا لائی۔ فرخ کی پھوپھی نے وضو کیا ظہر کی نماز پڑھی اور محل کی عورتون مین بیٹھکر باتین کرنے لگی۔ دو گھڑی دن رہے اسکے دونون بھائی آئے جو بڑے اخلاق کے ساتھ ٹھہلائے گئے۔ کمرے مین تخلیہ ہوگیا اور وہ واقعہ جسنے دوپہر کو ان کی بہن کی نیند مین خلل ڈالدیا تھا پیش کیا گیا۔

بہن :- بھائی! مین نے تمھین یہ کہنے کو بلایا ہے کہ تم اپنی بھانجی کی طرف سے بالکل بے فکر ہو۔ اب وہ سیانی ہوئی ہے مجھے رات دن یہی فکر رہتی ہے کئی دفعہ اُسکی نسبت ہوئی اور چھوٹ گئی اب تو ارادہ ہے کہ جہان کہین مناسب ہو کر بھی دون۔ اے لڑکے یہی جو ہین کچھ نئے تو پیدا ہونگے نہین سب کا حال بھی تم پر روشن ہے پھر بتاؤ اب مین کہان تک انتظار کرون"

بڑے بھائی :- فرخ کے دونون بھائی موجود ہین انہین مین سے کسی کے ساتھ کردو فرخ کے ساتھ نہین ہو سکتا"

بہن :- بھائی دونون مین سے تو کسی سے میرا جی نہین بھرتا۔ یہ تو مجھ سے نہ ہوگا کہ جان بوجھکر لڑکی کو جو لھے مین جھونک دون۔ بھلا اپنی پیاری بیٹی کو ان بدچلنون کے کس طرح حوالے کردون"

بڑے بھائی :- پھر اور لڑکے کہان سے آئین گے۔ عزیزون مین تو یہی ہین"

منجھلے بھائی :- فرخ کے ساتھ کیا؟ سنتا ہون! اب وہ بہت سنبھل گیا ہی اپنے ہمسنون مین پڑھا لکھا بھی زیادہ ہی مگر ہان ہم لوگون سے تو اُس سے کچھ تعلق نہین رہا۔

بہن :- میرا دھیان تو اُسی کی جانب جاتا ہی آخر اُسمین عیب کیا آگیا سوتیلے بھائی سے ملتا ہی ملنے دو ہم سے کیا غرض اور سچ پوچھو تو اللہ جنت نصیب کرے یہ سب ہمارے بھائی کا کیا دھرا ہے اُن سے ملنا نہ چھوڑ دیا اور فرخ تو کوئی برائی نہین کرتا ہی۔ یہ تو اُسکی لیاقت ہے تمھاری رائے ہو تو اُسی کے ساتھ کردون

بڑے بھائی :- یہ تو مشکل ہے۔ سب کہین گے کہ فرخ کو ہم سے چھڑا دیا اور خود ملنے لگے"

منجھلے بھائی :- اونھ۔ کہین گے تو کیا کرلین گے یہی نہ کہ سب پھر اُس سے ملنے لگین گے! ملین! یہ تو ہماری عین خوشی ہی"

بہن :- میرے نزدیک تو گھرانے بھر مین تم سب کے بڑے بوڑھے ہو

جو تم کہہ دو گے سب مان لینگے"

بڑے بھائی "اچھا تمھاری اور منجھلے بھائی کی رائے مین فرخ ہی کیساتھ مناسب ہے تو مجھے بھی منظور ہے"

بہن "تو بھائی بھائی سے تمھین ذکر کرنا۔ فرخ سے وہ بہت ناخوش ہین جسطرح بن پڑے کہہ سنکے راضی کر دینا"

دونون بھائی (ہم آواز ہوکر) "انکا راضی کرنا کون بڑی بات ہے؟ ہنسی خوشی منظور کر لینگی فرخ کے چچا اس تقریر کے بعد اُٹھ کھڑے ہوئے اور جانے کے لیے اپنی بہن سے رخصت ہونے لگے"

بہن (بڑے بھائی کی طرف دیکھ کر) "میرے بھائی جاتے تو ہو مگر بھولنا نہین آج ہی بھابی سے ذکر کرنا"

بڑے بھائی "ہان۔ ہان موقع دیکھ کر ضرور اُنکو کہونگا" اچھا اب خدا حافظ" یہ کہکر دونون بھائی اپنے اپنے گھر واپس گئے۔ یہ رات بغیر کسی کارروائی کے یونہی گذری۔ صبح اُٹھ کر دونون نے جسطرح کہے یہ بات فرخ کی ماں کے آگے چھیڑی"

فرخ کے بڑے چچا "فرخ کی شادی کب تک کروگی اب تو ماشاء اللہ جوان ہوگیا ہے مین دیکھتا ہون تمھین اسکی کچھ فکر نہین"

فرخ کی ماں "بھائی فرخ کی مجھے کیا فکر؟ وہ اپنی فکر آپ کریگا۔ مجھ سے کچھ بھی تعلق ہے جب سے وہان سے اُٹھ آئی ہون کبھی جھوٹون بھی پوچھا" وہ اپنی ماں کو لیے بیٹھا ہے۔ وہی اُسکی شادی بھی کرینگی۔ مین کچھ اسکی ماں تھوڑی ہون مجھ سے کیا غرض"

فرخ کے منجھلے چچا "کیسی باتین کرتی ہو۔ تم خود نہ آنے دو تو اُسکی کیا خطا وہ آئے جاتا تھا اور ہزار کچھ ہو پھر تمھارا بیٹا ہے تینون لڑکون مین جو کچھ ہے وہی ایک ہے اور لڑکون کا حال جانتی ہی ہو اب فرخ نے اپنے تئین بہت کچھ سنبھال لیا ہے"

فرخ کے بڑے چچا "مین بتاؤن تم فرخ کے پاس کہلا بھیجو جبدن وہ کہے

اس دن سوار ہو کے چلی جانا۔ وہان جا کر اچھی طرح کہہ سن لینا صرف خبر کر دینا ہی ورنہ وہ ہر طرح راضی ہی ہوگا مگر دیکھو اور کسی بات کا ذکر نہ آنے پائے"

فرخ کی مان "اچھا مجھے کیا؟ مین آج ہی کہلائے دیتی ہون کل چلی جاؤنگی جب تمھارے نزدیک یہی مناسب ہی تو مین بھلا انکار کر سکتی ہون"

گیارہوان باب

آخر روز ہے درختون کی صبح والی تروتازگی عود کیا چاہتی ہے ہر پتون پر زر و سنہری دھوپ سبزہ رنگون کے طلائی زیورون کی بہار دکھا رہی ہے درختون کا سایہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے وہ دلفریب نیرنگی دکھانے والا سبزہ زار دیکھنے کے قابل ہے جہان گھانس کی ننھی پتیون کے سایہ کے گرد سنہری دھوپ کی جدولون سے قدرت نے خوشنما نقش و نگار بنا دیے ہین آفتاب کی چمکتی ہوئی شعاعین واکنگ ڈریس (سیر کرنے کی پوشاک) پہنکر نکلنے والی کم سن مسون کی پیشانی کے بھورے طلائی بالون مین الجھ الجھ کر عجب لطف دکھا رہی ہین۔ اونچی عمارتون کے سائے جنبا کے سطح پر موجون کے ساتھ لہرا رہے ہین۔ ہوا اسقدر آہستہ آہستہ چلتی ہی کہ ٹھنیون کو بہت کم جنبش ہوتی ہے ہان بعض خوشکن جھونکون سے جبکہ جوروش لیڈیونکی بانکی ٹوپی کے پرون مین ایک دلگیر حسرت محسوس ہونے لگتی ہے پتے ہل جاتے ہین پودے گل کی جلانے والی ہوائے سرد کا اون نازک اور آہستہ حرکت سے برہم ہونے والے دماغون کے تحمل کے نہایت مناسب ہے وقت کی دلفریبیان لوگون کو مکانون سے نکال کے بہکا بہکا کر ایک خود رفتگی کے ساتھ صحراؤن کی طرف کھینچے لیے جاتی ہین"

فرخ خلاف معمول اپنی کوٹھی مین ہے کیونکہ روز گاڑی پر سوار ہو کر ہوا کھانے جایا کرتا تھا اسکی اسوقت زیادہ لطف ڈھونڈھنے والی آنکھون کی خواہش کے لیے گویا مین باغ کی بہار کافی نہین ہی مگر کسی خاص ضرورت کے باعث وہ اسی سے اپنی دلچسپیان حاصل کر رہا ہی کوٹھی کے باہر چند کرسیان پڑی ہین ایک پردہ

بیٹھا ہے باقی خالی ہیں اُسکی نگاہ درختوں پر سیر کرتے کرتے پھاٹک کے باہر والی
سڑک پر بار بار جا کر اس طرح ادھر اودھر پھرتی ہے گویا کسی کو ڈھونڈھ رہی ہے
اور چند منٹ کے بعد مایوس پلٹ آتی ہے غالباً کسی کے انتظار نے اُسے یہاں
جانے سے اُسے روکا ہے جیسے اُس کی نظر گھڑی پھاٹک کے باہر تک
کر آتی ہے نگاہ دوڑاتے دوڑاتے فرخ پر کوئی ایسی نظر پڑ جاتی ہے جس
وجہ سے اُسکا سر دیر تک جھکے رہنے کے بعد اُٹھتا ہے وہ دیکھ کر [illegible]
مگر چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ غم [illegible]
رہا ہے "میرے حال پر والد [illegible] ایسی شفقت [illegible]
کا ظاہر ہونا تو کوئی تعجب کی بات نہیں مگر [illegible]
امید ہو سکتی ہے۔ واقعی اُن کا یہاں آنا [illegible]
ضرورت پڑی ہے خود بخود تشریف لا کے [illegible]
بھیجا تھا کہ اسیوقت تشریف لائیں [illegible]
سے چاہتا تھا اور میرے لیے [illegible]
درست کیا ہے بے شک یہ اُسی کا اثر ہے [illegible]
سڑک پر دو شخص زور زور سے آپس میں باتیں کرتے چلے جاتے تھے اُن کی آواز
سنکر پھاٹک کی طرف دیکھنے لگا مگر جب معلوم ہوا کہ کوئی اور ہے تو پھر
بدستور اپنے دل سے باتیں شروع کیں:- "آتی ہونگی کیا کہوں مجھے
اسوقت تک یقین نہیں آتا اُن کے مزاج سے تو اُمید نہیں خوب یاد آیا
مہدی کی ماں اسی محلسرا میں ہیں۔ اور میں کی کہاں اُنکا سامنا ہونا ٹھیک
نہیں۔ مگر انھیں معلوم ہی ہے۔ اور میں یہ چاہتا بھی ہوں کہ دونوں میں
موافقت ہو اچھا ہے ذرا انھیں بھی دیکھ لیں گی۔

مہدی کی ماں کو میں نے آج صبح اُٹھا بھی دیا تھا اور وہ خود بھی بڑی متحمل
مزاج آدمی ہیں اُن کی طرف سے کوئی چھیڑ بھی ہوگی تو طرح دیجائیگی۔ آئیں تو"
کوئی گاڑی سڑک پر جا رہی تھی جسکی کھڑکھڑاہٹ سے چونک کر اُس طرف دیکھ
کے "آگئیں! نہیں وہ نہیں ہیں وہ تو فنس پر آئیں گی" (پھر گردن جھکا کر) "ہاں

تو مین کیا سوچ رہا تھا؟ اونھ! یاد ہی نہین آتا! خیر ابھی تک نہین آئین! شام تو ہوگئی اب کیا رات کو آئینگی! آدمی نے جھوٹ تو نہین کہہ دیا معلوم تو کچھ ایسا ہی ہوتا ہے مگر نہین پرانا معتبر آدمی ایسی شرارت نہین کرسکتا۔ آئینگی ضرور سوار ہوتے ہوتے دیر ہوگئی۔" آدمیون کی مختلف آوازین سنکر "کیا ہے؟ اہا آگئین فضیل باغ کے اندر آگئین اور مجھے معلوم بھی نہین ہوا!"

گو فرخ ذرا دیر سے کھٹکے پر پھاٹک اور سڑک دیکھنے لگتا تھا مگر فنس جس وقت آئی وہ اسوقت اپنے خیالات مین اسقدر ڈوبا ہوا تھا کہ جب فنس کوٹھی کے قریب پہنچگئی تب معلوم ہوا۔ کہارون نے محلسرا کے دروازے پر ڈولی رکھی کے اندر پہونچکر باآواز بلند بسم اللہ الرحمن کہکے فنس زمین پر رکھی اور سب لوگ سامنے سے ہٹ گئے فرخ اپنی ماں کے اشارے سے پیشتر ہی فنس کے پاس آکر کھڑا ہوگیا تھا جیسے ہی اترتے دیکھا نہایت ادب کے ساتھ جھک کر سلام کیا جس کے جواب مین ماں نے "جیتے رہو۔ عمر دراز ہو" کہتے بڑھ کے بلائین لین اور سینے سے لگا کر بہت روئی فرخ کے بھی آنسو نکل پڑے بیٹے کے آنسو پونچھکر محلسرا مین داخل ہوئی پیچھے پیچھے باادب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا فرخ بھی چلا گیا صحن مین ایک چوکے پر سفید فرش بچھایا گیا تھا جسپر جاکر فرخ کی ماں بیٹھ گئی خواصین پنکھا جھلنے لگین فرخ کی سوتیلی ماں جو بڑے دالان کی بائین جانب کے چھوٹے بغلی کمرے مین تھی اسکے متعلق یہ نہین معلوم ہوا کہ اپنے شوہر کی خاندانی بی بی کے فنس سے اترتے ہی سامنے آکر مرحبا تقدیر یہ پہلا دن تھا کہ اس مکان مین دو سوتین ایک وقت مین جمع ہوئی ہون یا فرخ کے شریف خاندان کی کوئی عورت اس مقام پر آئی ہو جہان اسکی سوت بھی موجود ہو فرخ بھی اپنی ماں کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا!

ماں (ذرا رو اسی ہوکر) "بیٹا خدا نے کتنے دنون کے بعد آج تمھاری صورت دکھائی ہے! میری قسمت مین یہی لکھا تھا کہ ایک ہی شہر مین رہ کر اپنی اولاد کی صورت کو مدتون ترسا کرونگی!"

فرخ (بچشم تر رکتی ہوئی آواز سے)۔ "مجھ سا نالائق بیشک اسی قابل ہے کہ والدین اسکی صورت سے بیزار ہو جائیں مگر مجھکو آج سے زیادہ کیا خوشی حاصل ہوگی کہ اپنی پیاری ماں کو راضی پاتا ہوں مین اپنی خطاؤن کے عوض مین بہت سزا بھگت چکا للہ اب قصور معاف فرمائیے" یہ کہکر فرخ ماں کے قدمون پر گر پڑا ماں سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار رونے لگی اور اوٹھا کر گلے لگا لیا۔"

فرخ "نہین یون نہین۔ منھ سے کہدیجیے کہ مین نے معاف کیا۔"

ماں "مین نے معاف کیا بس!"

شام ہوگئی تھی ایک خواص نے کنول روشن کرکے رکھ دیا جس مین چربی کی بتی جل رہی تھی مغرب کا وقت تھا دونون نے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی۔ نماز سے فراغت کرکے فرخ کی ماں بڑے دالان کے اندر گئی اور مدت کے چھوٹے ہوئے کمرون کو اُس محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگی جو اُس مکان کے ساتھ ہوا کرتی ہے جسمین ایک عمر گذر گئی ہو فرخ کی سوتیلی ماں کو اب اسکا موقع نہین باقی رہا کہ اپنی موت سے چھپی بیٹھی رہے فرخ کی ماں کو آتے دیکھکر وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور بڑھکر ادب کے ساتھ سلام کیا۔ ایک معمولی عادت نے جو سلامون کا جواب دیتے دیتے پڑ جایا کرتی ہی فرخ کی ماں سے بغیر اسکے کہ کچھ سمجھے جواب دلوا دیا مگر جواب دیتے ہی وہ بڑے غور سے اسکی جانب دیکھنے لگی۔ فرخ کی ماں جب یہ سمجھ گئی کہ اُسکو سلام کرنے والی کون عورت اسوقت اُسکا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا کیونکہ کبھی شدید غصے کے آثار ظاہر ہوتے تھے جو ضبط اور تحمل پر غالب آنے کی کوشش کرنے والا معلوم ہوتا تھا اور کبھی رحمدلی کی علامتین نظر آنے لگتی تھین جنکو مہدی کی ماں کے مودبانہ سلام کا خیال اسکے دل مین پیدا کر دیتا تھا۔ ان دونون سوتون کی یہ پہلی ملاقات ایک تھوڑی دیر کے سکوت ہی پر ختم ہوگئی۔

فرخ کی ماں نے تمام محلسرا کو دیکھا اور پھر باہر والی چوکی پر آبیٹھی۔ اب

فرخ بھی آگیا باہم باتین شروع ہوئین۔ باتون باتون مین رات زیادہ گذر گئی ان نے دیر تک بیٹے کی باتین سنکر اس معاملے کا ذکر کرنے کی ضرورت سے جس کے لیے وہ آئی تھی خواصون کو ہٹا دیا اور فرخ کو نزدیک بلا کے اپنے پاس بٹھا کر کہا "بیٹا" "تمھاری پھوپھی کی لڑکی سیانی ہوگئی اب وہ جلدی کرتی ہین ادھر تمھاری شادی کی بھی مجھے فکر ہے تمھارے چچا بھی یہی کہتے ہین کہ جس طرح ہو اب جلد شادی کردو اسمین تمھاری کیا مرضی ہے؟ مین فقط یہی پوچھنے کے لیے آئی ہون"

فرخ (دل مین) "یہ کیا؟ مین نے تو سنا تھا کہ اب وہ اپنی لڑکی میرے ساتھ منسوب کرنا نہین چاہتین!"

مان (خوشبو کی کاسکوت خیال کرکے) "اے صاف صاف کہدو گے اسمین شرم کی کونسی بات ہے؟ ہان کہو!"

فرخ۔ (گردن نیچی کرکے ایک شرم مین ملی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ) "مجھے آپ کے حکم سے انحراف ہو سکتا ہے جو کچھ آپ تجویز فرمائینگی وہ میرے حق مین بہتر ہی ہوگا"

مان: "اے یہ تو مین جانتی ہون مگر آخر تم خود پسند بھی کرتے ہو"

فرخ۔ اُس امر کو مین کیونکر نہ پسند کرونگا جس کے ارادے ہی نے مجھ کو اپنی والدہ کی قدمبوسی کرادی حالانکہ مین مایوس ہو چکا تھا"

مان: "بس مین یہی پوچھنے آئی تھی"

فرخ۔ آپ نے کیون تکلیف فرمائی فقط کہلا بھیجنا کافی تھا۔ مین وہین حاضر ہوتا"

اس گفتگو کے بعد فرخ کسی ضرورت سے اُٹھ کر باہر گیا اسکی مان کو تنہا دیکھکر مہدی کی مان جو دیر سے باہر آنے کا موقع ڈھونڈھ رہی تھی اس کے پاس آکر ذرا الگ ہٹ کر بیٹھ گئی وہ خواص جو پنکھا جھل رہی تھی پھر حاضر ہوئی تھوڑی دیر کے بعد فرخ باہر سے آگیا۔ کسی خواص نے آکر عرض کیا "خاصہ تیار ہے" فرخ کے اشارے کے موافق ہاتھ دھو لاکے جانے کے

کے اشارے کے موافق ہاتھ دھولائے جانے کے بعد دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا۔ فرخ نے اپنی ماں کو کھانے کے لیے ہاتھ بڑھاتے دیکھ کر خود بھی کھانا شروع کیا۔ مہدی کی ماں نے بغیر اس کے اپنی واجب التعظیم سوت سے صاف الفاظ مین اجازت پائے کھانے مین ہاتھ ڈالنے کی جرات کرنا بالکل نامناسب خیال کیا وہ جس طرح بیٹھی تھی اسی طرح آنکھین نیچی کیے بیٹھی رہی فرخ کی ماں پر بہت دشوار تھا کہ اپنی سوت سے کھانے کی درخواست کرے مگر اسکے ساتھ ہی ایک تو نہ کہنا بالکل بے موقع تھا دوسرے اسکی مودبانہ نشست فرخ کی ماں کی رحمدلی کو ایک قسم کا جوش دلا رہی تھی۔ آخر نہ رہا گیا اور اس نے مہدی کی ماں سے شریک طعام ہونے کی درخواست کی اس عمدہ حکمت عملی نے بڑی دلچسپی کے ساتھ دونون سوتون مین گفتگو شروع کرادی اور مہدی کی ماں نے نہایت شائستگی کے ساتھ بتادیا کہ بسر کرنے والی عورت کو کیسا ہونا چاہیے کھانے سے فراغت کرکے فرخ کی ماں اس پلنگ پر گئی جو خاص اسکے لیے بچھایا گیا تھا فرخ رخصت ہوکر باہر آیا مہدی کی ماں کا پلنگ اسکی سوت کے پلنگ سے اتنے فاصلے پر تھا کہ جہانتک معمولی گفتگو کی آواز پہونچ سکتی ہو آنکھ لگنے سے پیشتر کی تنہائی نے فرخ کی ماں کو ایسا گھبرا دیا کہ اسے اپنے شوہر کی غیر خاندانی بی سے ہمکلام ہونے کی ناگوار محنت کرنی پڑی مہدی کی ماں نے اس گفتگو مین جو عاجزی ظاہر کرنے والی حکمت عملی ملحوظ رکھی تھی وہ فرخ کی ماں پر بڑا اثر کر گئی ہے۔

صبحکو فرخ کی ماں اپنے بیٹے اور اسکی سوتیلی ماں سے رخصت ہوکر اپنے بڑے جیٹھ کے گھر سوار ہوگئی اسی روز فرخ کے دونون چچا ان سے ظاہر کیا کہ فرخ خوشی منظور کرتا ہے۔ وہان پہونچکر فرخ کی ماں سے اس کی مہمانداری کے متعلق بہت حالات پوچھے گئے جو اسکی خود اسکے گھر مین کی گئی تھی تمام امور اس نے ظاہر کیے مگر اس رحمدلی کے خیال کو جو اس کے دلمین سوت کے متعلق پیدا ہوگیا تھا صرف اسوجہ سے نہ ظاہر کرسکی کہ عام

گھرانے کے خلاف ہوگا خاندان مین یہ ایک بہت بڑی تقریب تھی اور ایسی شادی تھی جس پر سیکڑون امیدین اور آرزوئین منحصر تھین دونون طرف سے بے انتہا فضول خرچیون کے ساتھ سامان ہونے لگا۔

دو تین مہینہ کے بعد یہ امر عموماً ظاہر کردیا گیا بہت جلد فرخ کے ساتھ اُس کی پھوپھی کی لڑکی کی شادی ہوگی۔ خاندان نے پیشتر کسی قدر ناراضی ظاہر کی بکثرت یہ بات مختلف جلسون مین سنی گئی کہ فرخ کی چھوڑنے مین اُس کے چچاؤن نے عام اعزا و اقربا کے ساتھ ضرور کوئی نہ کوئی فریب کیا تھا خصوص فرخ کے بدلحاظ بھائی اپنا نقصان دیکھکر اس خیال کو زیادہ تر پُرزور کرتے تھے مگر چند ہی روز مین یہ خیال دلون سے جاتا رہا اور فرخ اپنے تمام عزیز و اقارب مین اُسی طرح جانے لگا جسطرح پہلے جاتا تھا۔

فرخ کو جب یقین ہوگیا کہ تمام عزیزون کو اُس سے جو رنجشین تھین سب جاتی رہین تب یہ تازہ خیال اس کے دل مین پیدا ہوا کہ اپنے ارادے کے موافق مہدی کو خاندان مین ہر دلعزیز بنانا چاہیے وہ اپنے دل مین کہنے لگا:۔ "مین اپنی آرزوؤن مین کامیاب ہوا چاہتا ہون۔ مگر نہین جب تک مہدی اور اُسکی مان کو خاندان سے نہ ملادون اُسوقت تک کبھی نہ سمجھنا چاہیے کہ مین کامیاب ہوا والدہ کے خیالات مہدی کی مان کی نسبت اب وہ نہین رہے جو پہلے تھے صبحکو جاتے وقت جس چہرے سے اونھون نے مہدی کی مان کو رخصت کیا اُس سے صاف سمجھا جا سکتا تھا کہ کچھ ناراضی گئی ہے یا نہین مگر پھر بھی اس معاملے مین کسی قدر یہ پیچیدگی ضرور ہوگی ابھی مجھ کو صبر کرنا چاہیے جب شادی کے دس بارہ روز رہجائینگے اوسوقت مین آزادی کے ساتھ کہہ دونگا کہ اگر مہدی اور اسکی مان کو میرے اور سب خاندانی عزیزون کی طرح شریک ہونے کی ممانعت کی جائیگی تو مین ہرگز نکاح نہ کرونگا۔ مگر اس پر سخت برہمی ہوگی۔ ہوا!"

مہدی سے جسطرح ملا ہون اُس کے خلاف مجھ سے کبھی نہ ہوگا جسکے لیے تمام خاندان کا چھوڑنا گوارا کرلیا پھر اُسی کو ترک کرکے خاندان سے ملنا

بڑی بے استقلالی کی بات ہے شادی کا جون جون سامان ہوتا جاتا تھا فرخ کے دلمین یہ خیالات مستحکم ہوتے جاتے تھے۔

تاریخ قرار پاگئی اور اس باشان وشوکت تقریب کو بہت ہی تھوڑا زمانہ رہ گیا۔ فرخ کی ماں اس کے مغرز اور باوقعت چچاؤن کی صلاح سے بیٹے کی شادی کرنے کے لیے اپنے قدیمی محلسرا مین اوٹھ آئی۔ گو اُسے اپنی سوت سے اسقدر اجنبیت نہین رہی تھی مگر پھر بھی اُسکے ساتھ ایک ہی مکان مین رہنا کم ناگوار نہ تھا۔ مہدی کی ماں نے پیشتر ہی سے وہ مزاج پیدا کرلیا تھا جو کسی دوسرے کی اطاعت مین بسر کرنے والی عورت کے لیے ضروری ہے فرخ کی ماں کے دل سے وہ خیالات جو عورتون کو معمولاً اپنے شوہر کی دوسری بی بی کی نسبت ہوا کرتے ہین کم ہوتے ہوتے چند ہی روز مین بھول گئے اس زمانے مین جب تک کہ فرخ کی شادی سر پر آپہونچی مہدی کی ماں اسکے باپ کی خاندانی بی بی کے لیے ایک نہایت خوبصورتی کے ساتھ دل بھلانے والی ہم صحبت تھی مگر کتخدا ہونے سے کچھ روز پیشتر فرخ نے اپنی ماں کو ایک خاص سبب سے پھر یاد دلایا کہ مہدی کی ماں اسکی سوت ہے جسکے ساتھ اوسکو دشمنی نہ کرنا چاہیے مگر یہ یاد آنے پر بھی انصاف پسندی نے اُسے برہم نہین ہونے دیا فرخ آزادی اور دلچسپی کے ساتھ اپنے خاندان مین آنے جانے لگا تھا دونون چچا اسکی صورت کے پھر ویسے ہی مشتاق ہوگئے تھے جیسے کہ پہلے تھے خاندانی لوگون کی ایک صحبت مین جہان فرخ بھی موجود تھا اسکی گذشتہ باتین یاد کی گئین بعض ہم سن عزیزون نے مہدی کا تذکرہ چھیڑ کر فرخ کو ان خیالات کے ظاہر کرنیکا مناسب موقع دے دیا جو چند روز سے اُسکے دلمین مضبوط ہوتے جاتے تھے۔

ایک رشتہ دار (طعن سے) کیون فرخ! مہدی کیسے آدمی ہین اتنے دنونکی صحبت مین تو تم نے خوب پہچان لیا ہوگا؟"

دوسرا۔ (مسکراکر) "صورت تو بیوقوفونکی سی ہی"

فرخ (طیش کھانے کے ساتھ ہی ضبط کرکے) ہمارے خاندان بھر مین تو وہ سب سے

زیادہ لایق اور عمدہ آدمی ہین"
پہلا- (حیرت کے ساتھ) "خاندان! خاندان سے انھین کیا تعلق؟"
فرخ- (متانت کے ساتھ) "مین تو اپنے والد کی اولاد کو اپنے ہی خاندان مین خیال کرتا ہون"
دوسرا- "فرخ! دیکھو شادی ہو جانے دو تب ایسی باتین کہنا ابھی تمکو یہ کہنا مناسب نہین- تمہاری پھوپھی سُن لین گی تو بڑی خرابی ہوگی"
فرخ- "کیون! امین نے مہدی کو ایسا قابل قدر بھائی پایا ہے کہ کسی بزرگ کی بیجا ناراضی سے بچنے کے لیے اس کا چھوڑنا ہرگز نہ گوارا کرونگا"
پہلا- "یہ چھوڑنا ہی ہے کہ تم اُنکو شادی تک مین نہ شریک کرسکو"
فرخ- "یہ کبھی ممکن نہین ہے پہلے مہدی آلین گے پیچھے مین آؤنگا- یہ تو مین علانیہ کہتا ہون کہ جب تک میرے بھائی مہدی اور اُن کی مان شریک نہونگی مین نکاح ہی نہ کرونگا"
پہلا- "فرخ ہم تم سے سچ کہتے ہین یہ کبھی نہین ہو سکتا اس خیال مین پڑنے سے تمہین نکاح مین ناکامیابی ہوگی"
فرخ- (برہم ہوکر) "اُونہہ! اُونہہ" یہ کہکر اپنی کوٹھی مین چلا آیا-
فرخ کے چلے آنے کے بعد اوس صحبت مین نہایت جوش کے ساتھ اسکی مخالفت کی گئی اور اوسی وقت یہ امر بہت بڑھا کر اوسکے چچا تک پہونچا دیا گیا جسنے دیر تک فکرمند رکھا اپنی بہن اور بھائی کو سخت تشویش مین ڈال دیا قبل اسکے کہ یہ خبر فرخ کی مان کو معلوم ہو لوگون مین ایک سخت بدمزگی پیدا ہوگئی- گو خاندان کے عاقبت اندیش سن رسیدہ بزرگون نے سکوت کیا مگر بکثرت رائین اس جانب ہوگئین کہ نسبت چھوڑ لی جائے فرخ کی پھوپھی- لڑکی کی مان تمام اعزا و اقارب کے جوش کے باعث زبان سے کچھ کہہ نہ سکتی تھی لیکن دل مین فرخ کی اس درخواست سے اس قدر خلاف نہ تھی- اوس نے اپنے دونون بھائیون سے بمنت کہا کہ وہ کسی طرح اس برہمی کو رفع کردین-

فرخ کے چچاؤن نے اپنی بہن کی خواہش کے موافق لوگون کو حکمت عملی کے ساتھ فہمایش کی اور فرخ کی مان کو بلا بھیجا جو اُسی روز سوار ہو کے آئین فرخ کی مان نے فنس سے اُترتے ہی ایک نئی برہمی دیکھی جس نے اوسے انتہا سے زیادہ غمگین بنا دیا۔ اصل معاملہ دریافت کر چکنے کے بعد گوسوت کی ایک قدیمی عداوت نے جسے وہ دل مین رکھتی تھی ایک فوری جوش مارا مگر اتفاقاً وہ اس فتنہ انگیزی کو اس قدر واجبی نہین خیال کر سکین جتنا کہ اوس نے طول کھینچا تھا۔ مہدی کی مان کی چند روزہ صحبت نے اوسے ایسا بنا دیا تھا کہ اس بارے مین اُسکے خیالات آیندہ سمدھن کے خیالات سے بہت ملتے ہوئے تھے۔ دونون جیٹھون کے کہنے کے موافق گھر پر آکر فرخ سے پوچھکر اس امر کا اندازہ کرنا چاہا کہ فرخ کے خیالات کو اس معاملہ مین کہان تک استقلال ہے

مان "کیون بیٹا مہدی کے لیے کسی سے تم سے کچھ گفتگو ہوئی تھی"

فرخ۔ (ٹالنے کے طور پر) "نہین۔ کچھ نہین"

مان۔ (اصرار کے ساتھ) "نہین جو کچھ دل مین ہو صاف صاف کہدو"

فرخ "آپ سے کیا تعلق! جسنے جیسا کہا ویسا سُن لیا"

مان "تو آخر مجھ سے کہنے مین کیا ہرج ہے"

فرخ "بعض صاحبون نے کہا تھا کہ مہدی شادی مین نہ شریک ہونے پائین گے مین نے کہدیا اگر مہدی اور اون کی مان نہ شریک کی جائین گی تو مین شادی ہی نہ کرون گا اور اب بھی یہی کہتا ہون جب اتنی سخت برہمی ہوئی تب مین نے مہدی کو چھوڑا نہین اب چھوڑ دون گا"

مان "تمہارے چچا اور تمہاری ساس اس سے ناراض ہین۔ سنو اس وقت تمہاری غرض درپیش ہے اسے نکل جانے دو پھر دیکھ لینا جلدی کا ہیکی ہے کوئی تم سے چھوڑنے کو تھوڑے ہی کہتا ہے۔ فقط تمہاری برات مین نہ شریک ہون گے نہ سہی"

فرخ "یہ تو ممکن ہی نہین آپ فرماتی کیا ہین؟ اس مین اصرار نہ فرمائیے"

مان مجبور ہو کے خاموش ہو رہی دوسرے دن اپنے آنجہانی شوہر کے

بھائیون کو بلا کر کہدیا فرخ تو کسی طرح نہین مانتا اب تمہین اختیار ہے جو چاہے کرو"

آخر فرخ کے چچاؤن نے بڑی حکمت سے سمجھا بجھا کر لوگون کا غصہ فرو کیا اور بڑی مشکلون سے یہ امر تسلیم کرایا گیا کہ مہری اور اوس کی مان کی شرکت مین کوئی قباحت نہین ہے برات کی تاریخ وہی رہی جو قرار پا چکی تھی جسے اب صرف سات آٹھ روز باقی تھے۔ اس مین شک نہین ہے کہ فرخ کی کوششون نے اتنا اثر دکھلایا کہ اب اوسکی مان اور بہو بھی اور اوسکے چچا سب کے سب اوسکی سوتیلی ماں کے طرفدار ہو گئے۔

بارہوان باب

اُس موسم کی نورانی صبح ہے جبکہ درختون کی سبزی زیادہ تر و تازگی کے باعث آنکھون کو نہایت شگفتہ معلوم ہوتی ہے۔ مینہ کا دلگیر اثر ہر مقام سے ظاہر ہوتا ہے مگر آسمان بالکل کھلا ہوا ہے آفتاب ابھی نکلا نہین ہے مگر سانولی رات کی ہلکی سیاہی اوس کی سفید جھلکتی ہوئی روشنی سے مل مل کر رخصت ہو رہی ہے۔ دو مختلف رنگون کے باہم مل جانے سے اسوقت عروس بہار سبز رنگان ہند کی طرح نہایت کھلی ہوئی ملاحت ظاہر کرنے والے چہرے سے ناز و انداز دکھاتی دنیا مین آئی ہے ٹھنڈی ہوائے صبح کے خوشگوار جھونکے چپکے سے اُن غنچون کے پہلو مین گدگدا کر نکل جاتے ہین جو دیر سے اپنی ہنسی کو ضبط کیے ہوئے ہین نسیم سحر کی سنک پا پا کر بڑے درختون سے ایک ہلکی سنسناہٹ کی آواز سے گویا مرغان خوش الحان کی نغمہ سرائی کے ساتھ سُر ملانے کے لیے گلے بازی شروع کی ہے چھوٹے درختون کی پھولون سے لدی ہوئی ٹہنیون کا لچکنا کسی معشوقہ بادہ کش کے دوش عاشق کی طرف بڑھتے ہوئے بے سکت ہاتھون کے دلربا نمونے دکھا رہا ہے باد سحر کی ٹھنڈک پا کر کروٹین بدلنے والے بدمستان خرابات کی لمبی سانسین اُن بھیانک خراٹون کے ختم ہونے کی

فیروے رہی ہین جورات کے سناٹے مین چارون طرف سے سُنے جاتے تھے۔

عام ہندوستانی رؤسا کے خلاف فرخ کی آنکھ کھل گئی ہے جبکہ سب بیخودیان تمام ہو رہی ہین سٹیان ٹوٹ رہی ہین اور نیند مین اُچٹ رہی ہین نماز صبح کے وضو کے لیے کوٹھی سے نکلکر خوشنما سیڑھیون سے اوترتا ہوا اوس آخری زینہ پر پہونچا جس کے ساتھ جمنا کی سفیدۂ صبح کے عکس سے جھلکتی ہوئی مستانہ رو موجین شوخیان کر رہی تھین۔ دریا کی سیر اگرچہ بہت دلگیر تھی مگر اوسکی طرف بے اس قدر متوجہ ہوئے جس قدر دل چاہتا تھا فرخ وضو کرکے کوٹھی مین آیا یہ نماز اوس وقت ادا ہوئی جبکہ ابتدائی وقت ہونے کے باعث زیادہ ثواب ہوتا ہے تڑکے کا دلچسپ سمان ایسا بھلا معلوم ہوا کہ سیر کے شوق مین فرخ نے فیو سے پیشتر ہی گاڑی تیار کیے جانے کا حکم دیدیا تھا۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی کمٹم تیار پائی اور قبل اسکے کہ مہدی محلسرا سے برآمد ہو سوار ہو کر روانہ ہوا گاڑی اوس سڑک پر چلی جاتی تھی جس کی ایک جانب سبزے کی ننھی ننھی پتیون پر شبنم کے گول اور آبدار قطرے چمک رہے تھے اور دوسری جانب جمنا کی موجین اُن قیامت خرامون کے نازک پاؤن کو چوم رہی تھین جو ندی غسل کے لیے تارون کی چھان مین گھرون سے نکل آئے تھے فرخ ایک مہذب آدمی تھا جسکی پاک نگاہ اُس حسن کی جانب کم اوٹھا کرتی تھی جس پر نگاہ ڈالنا جائز نہین ہے۔ اس پُرفضا مقام پر فرخ جس چیز سے لطف اوٹھاتا جاتا تھا وہ بادِ سحر کے خوشگوار جھونکے اور سبزے کی تر و تازگی تھی مرغانِ سحر کی نغمہ سرائی اور سہانی صبح کی فرحت نے اوسے ایسا از خود رفتہ بنا دیا کہ دلچسپیان بہت دور تک بڑھا لے گئین آفتاب کے نکلنے سے پیشتر ہی فرخ نے اپنے تئین خاص شہر کے پختہ مکانون کے درمیان مین پایا۔ صبح کے دلگیر اثر نے یہان ایک اور قسم کا سمان باندھ رکھا تھا۔ شام سے یہ آزادی سیر کرنے کو ترسی ہوئی نگاہ جس شوق

سے خوشنما مکانون پر جاتی تھی ویسا ہی لطف بھی پاتی تھی۔ فرخ بڑی دلبستگی کے ساتھ مکانون کی سیر کرتا چلا جاتا تھا کہ اوسکی نظر ایک عالیشان اونچے کمرے پر جا پڑی جو دو متوسط درجے کے پختہ مکانون کے اُس طرف تھا اس بلند کمرے کے کئی دروازون مین سے بیچ کا دروازہ کھلا تھا مگر اندر کی جانب ایک باریک عمدہ چلمن پڑی تھی گو نسیم سحر کے مستانہ ادا جھونکون کی شوخیان دیر سے چلمن کو حرکت دے رہی تھین مگر جو بڑا جھونکا فرخ کی نگاہ کے ساتھ ہی دروازے کے رُخ کو چلا اتنا شوخ تھا کہ چلمن اُلٹ گئی چار پانچ ماہ وش اور باعصمت عورتین اُس دلگیر ادا کے ساتھ دکھائی دین جو نامحرمونکا اچانک سامنا ہو جانے سے شرمندگی کے ساتھ جھک جاتے وقت پیدا ہوتی ہے فرخ ان شریف عورتون پر نگاہ ڈالنا بالکل ناپسند کرتا تھا مگر اس کا بغیر کسی بدنیتی کے اس جانب دیکھنا اور چلمن کا اُلٹ جانا ایسا مطابق پڑا کہ سرسری طور پر اس کی نگاہ اُن خوب صورت چہرون پر گزرنے ہی لگی اور آخر دو اچھی شکلون سے گزر کر ایک بھولی کم سن کنواری لڑکی کی دلفریب گورے اور نازک چہرے پر پہونچی۔ فرخ نے اس دل چھین لینے والی لڑکی کو اوسی وقت دیکھا جبکہ اوسنے اپنے کو شرما کے جھکنے کا ارادہ کرنے والی شوخ اور بڑی آنکھون کی شعاع سے اوس کے دل مین ایک گہرا زخم کر دیا جس کو فرخ اوسی وقت سمجھ گیا تھا کہ ناسور ہو جاے گا فرخ کی نظر اُس پر پوش لڑکی کے پیارے چہرے سے ہرگز جدا ہونا نہین چاہتی تھی مگر چلمن نے جو ہوا سے اُٹھ گئی تھی اُسے مجبور کر دیا کہ بڑی حسرت کے ساتھ پلٹ آئے تھوڑی دیر تک ایک معشوقانہ بیرخی اور سراپا ناز بے توجہی پر فرخ کی پُرشوق نگاہ کے ساتھ آنے والی اُمیدین عموماً کمرے کی اوس طرف کی دیوار اور خاصتہً دروازے کے مارون سے سر ٹکرا کر قربان ہوتی ہین فرخ نے گاڑی پہلے ہی روک لی تھی مگر جس وقت وہ ہوش مین آنے کے قریب پہونچا اور اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا اسوقت دوبارہ

جلوہ دیکھنے کی آرزوؤن مین سے بہت تھوڑی تھین جو باقی رہی ہون اور اسے
بلا کی مایوسی کا نمونہ دکھانے والے چہرے کے جھکانے کے لیے حسرت مند
آنکھون کے جھکانے کے ساتھ بیتابی کے ساتھ اوس کمرے کیطرف اٹھاتے
وقت کہا "این وہ تو خود بخود اُدھر کو مڑی جاتی ہے"۔ (دوبارہ بڑے استقلال کے
ضبط کے ساتھ سر جھکا کر) ہائے کیسی پیاری صورت تھی کس غضب کا حسن تھا
کیا پاک نگاہ تھی! افسوس مجھے بے موت مار ڈالا (آنسو ڈبڈبا آئے) ہائے
مین نے تو اچھی طرح صورت بھی نہ دیکھی ایک ہی جھلک نے دل بیچین کر دیا ہائے
ذرا جی بھر کے تو دیکھ لیتا۔ آہ جب تو اور بھی دل ہاتھون سے جاتا رہتا دیکھون شاید
پھر ایک جھلک نظر آجائے (رومال سے آنسو پونچھکر) ہائے پھر وہی نا اُمیدی
اس دل نے کہین کا نہ رکھا" پھر گردن جھکا کر "اب دیدار نہ نصیب ہوگا ایسی عفیفہ
اور شریف لڑکیان کہین نامحرمون کو اپنی صورت دکھاتی ہین ہان مجھے تو پاکدامن
دوشیزہ لڑکیون پر آنکھ ڈالنا نہ چاہیے مگر اب مین اپنے اختیار مین کب
ہون مین لاکھ طرح سے روکون مگر یہ بیچین دل جو آپے سے گزر گیا ہے جب یہ بھی
ملنے! اُف یہ حسرت میری جان لیکر جائیگی۔ یہ پیاری صورت پھر کبھی نظر آئے
ممکن نہین۔ میرا دل اسکی یاد بھولے یہ اس سے بڑھکر محال" (تیز دھوپ دیکھکر)
"اُفوہ اتنا دن چڑھ آیا کیا وقت ہوگا (گھڑی دیکھکر) "این! نو بجگئے اب چلنا چاہیے
مگر دل تو کسی طرح مانتا ہی نہین کیونکر جاؤن؟ (پھر کمرے کی طرف دیکھکر) آہ! وائی
حسرت ہمیشہ کی مایوسی زندگی بھر کی بے چینی! تم سبکو مین اکیلا کیونکر برداشت کر سکونگا
(چلمن کو یاس کے ساتھ دیکھکر) "او ظالم چلمن! تیری یہ دشمنی عمر بھر یاد رہیگی"
(آنسو بہانے کے ساتھ سر جھکا کر) "اب چلنا چاہیے لوگ بار بار اُس طرف دیکھتے
دیکھین گے تو سمجھ جائین گے۔ میری پیاری معشوقہ بدنام ہوگی" (دروازے پر
آخری مایوسی کی نظر ڈالکر) "اچھا رخصت گو دل نہین مانتا مگر مین جاتا ہون" (ادھر
اُدھر دیکھکر) "مین کسطرف سے آیا تھا! اُفوہ! ایسا خود رفتہ ہوگیا کہ یہ بھی نہ یاد
رہا" (مین سے ایسی بدحواسی کی بات پوچھنا کسی طرح مناسب نہین گاڑی
جس رُخ کو کھڑی ہے غالباً اسکے خلاف جانب سے آیا ہون میری کوٹھی بھی

اوسی طرف ہوگی گھر ہی سے تو آیا ہون نہ! افسوس اتنی بدحواسی یہ بھی ٹھیک ٹھیک نہین یاد ہے خیر جو کچھ ہو مین گاڑی موڑتا ہون۔

فرخ نے یہ کہکر گاڑی پھیری۔ رستہ بڑی غم فزا فکر مندی کے ساتھ کٹا اوس دلکش کمرے سے جو جو دور ہوتا گیا وہ وہ اوس کی حسرت ترقی کرتی گئی اپنے گھر وہ اس طرح واپس آرہا تھا کہ رأس اُسکے ہاتھ مین تھی اور وہ گھوڑے کے اختیار مین تھا جسطرف چاہتا لیے چلا جاتا کوٹھی مین اوسے ایک نہایت ہی حسرتمند چہرے کے ساتھ وہ عادت لے آئی جو معمولی آمد و رفت کے باعث اوسکے شایستہ گھوڑے کو پڑی ہوئی تھی۔

اور دنون کے خلاف فرخ کا بہت دیر کے بعد کوٹھی مین پہونچنا مہدی سے کسی قدر انتظار کروا چکا تھا گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ سُنتے ہی وہ کوٹھی سے باہر نکل آیا۔ دلپر اثر ڈالنے والے مختلف خیالات نے جو جلد جلد فرخ کے مجسم غم کی صورت دکھانے والے چہرے کا رنگ بدلوا رہے تھے مہدی کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ فرخ کو بڑے غور اور حیرت کے ساتھ دیکھے ایک غمناک سکوت کے ساتھ فرخ کوٹھی کے اندر آیا جسکے پیچھے مہدی بھی تھا اور دونون کرسیون پر بیٹھ گئے۔

مہدی۔ "آج اسقدر دیر کہان لگی؟ مین منتظر ہی تھا"

فرخ۔ (دل مین) "یہ میرا بڑا راز دار ہے لیکن یہ بات مُنہ سے نکالنے کے قابل نہین" (زبان سے) ذرا دور چلا گیا تھا"

مہدی۔ "آخر چپ کیون ہو مین بڑی حیرت سے دیکھتا ہون کہ تمہارے چہرے کا رنگ اوڑا جاتا ہے"

فرخ۔ (ٹالنے کے طور پر) "یون ہی کچھ طبیعت سُست ہے"

مہدی۔ "نہین کبھی نہین۔ تمہاری صورت سے کسی قسم کی بیماری کے آثار نہین پائے جاتے۔ تمہارے چہرے پر حسرت برس رہی ہے تمہاری آنکھون سے مایوسی ٹپکتی ہے۔ تمہاری آواز دردناک ہے مین اُمید کرتا ہون کہ تم کسی بات کو نہ چھپاؤ گے"۔

مہدی کی یہ باتین سنکر فرخ سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار آنسو ٹپک پڑے
مہدی "این یہ رونا کیسا؟ آخر ہوا کیا کچھ کہو تو سہی"
فرخ۔ (آہ سرد کھینچکر) "مین اب وہ فرخ نہین رہا جس سے تمکو محبت تھی وہ فرخ تو ایک زندہ دل اور خوشی کے ساتھہ بسر کرنے والا شخص تھا مین تو افسردہ دل اور غم مین ڈوبا ہوا ہون میرے پاس نہ بیٹھو ورنہ تم مصیبت مین پڑ جاؤگے۔
مہدی "یہ کیسی باتین کر رہے ہو؟ ہوش مین ہو کہ نہین"
فرخ "ہوش۔ ہوش تو میری جان سے زیادہ پیاری معشوقہ نے چھین لیے"
مہدی۔ (متحیر ہوکر) "شاید کسی نگاہ نے تمپر جادو کر دیا۔ مگر اس سے پہلے تو مین نے تم سے کبھی نہین سُنا کہ تمہاری کوئی معشوقہ ہے غالباً آج ہی اس بلا مین پڑے ہو مگر بتاؤ تو ہوا کیا شاید ہم بھی کوئی تدبیر کر سکین"
فرخ "ہاے کوئی تدبیر کارگر نہین ہوسکتی۔ میرے مرض کو کوئی نہین کہو سکتا" یہ کہکر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔
مہدی۔ (تسکین دیکر) "اس قدر بے صبر نہو۔ دیکھو ہم بھی ضرور کوئی نہ کوئی تدبیر کرلین گے"
فرخ "بھائی صبح کا دلچسپ سمان نہین نہین میری پیاری کا جذب مجھے شہر مین کھینچ لے گیا۔ ایک کمرے پر صرف ایک یون ہی سی جھلک نظر پڑی جس نے دل ہاتھون سے چھین لیا۔ ہاے ایسی باعفت معشوقہ ایسی پیاری شکل۔ ایسی بھولی صورت دنیا بھر مین نہ ہوگی تم کیا تدبیر کروگے اگر گناہ کرنا بھی گوارا کر لیا جاے تو حیادار شریف لڑکیان کسیکو اپنا منہ نہین دکھا سکتین" (اوٹھکر) اب نہین بیٹھا جاتا۔ جاتا ہون لیٹ رہون گا۔ خوابگاہ کے کمرے مین چلا گیا"
مہدی۔ (دل مین) "بڑی خرابی ہوئی۔ فرخ بالکل آپے سے جاتا رہا یہ بات اگر مشہور ہوگئی تو اس کی شادی مین خلل پڑ جائیگا۔ مین دیکھتا ہون وہ ضبط بھی نہین کر سکتا۔ عشق اُسکے اوپر بہت غالب آگیا ہے۔ ضرور

یہ امر سب لوگون پر کھل جایگا کچھ نہ کچھ تدبیر کرنا چاہیے۔ مگر اوس عورت کا پتہ بھی تو لگے۔ خدا جانے فرخ نے کہان دیکھا تھا۔ آخر خود فرخ سے دریافت کرلون۔"

مہدی خواب گاہ کے کمرے مین گیا جہان فرخ مُنہ لپیٹے پڑا تھا اوس نے پکارا فرخ! فرخ! آنسو پونچھنے کے ساتھ مُنہ کھولکر ایک بے چین کردینے والی نگاہ سے دیکھنے لگا۔"

مہدی "تم نے اپنی معشوقہ کو کہان دیکھا؟ گھبراؤ نہین مین جلد تدبیر کرتا ہون"

فرخ "مجھے کچھ نہین یاد ہے ہان اگر خود جاؤن تو شاید میری معشوقہ کی کشش مجھے وہان تک پہونچا دے۔"

مہدی "تمہاری معشوقہ کا نقشہ کیسا ہے۔ حلیہ بیان کرو تو پتہ لگاؤن"

فرخ۔ "ہاے مین نے بیداری مین ایسا خواب دیکھا ہے جس سے زلیخا کا خواب کروڑ درجہ اچھا تھا۔ ہاے زلیخا نے تو معشوق سے بات تک کرلی تھی مگر مین اچھی طرح صورت بھی نہین دیکھ سکا۔ مہدی مجھ سے تم زیادہ نہ پوچھو مین کچھ نہین بتا سکتا۔"

مہدی (دل مین) "اس کے ساتھ جو سائیس گیا تھا اوس سے پتہ لگ جائے گا اچھا اوسی کو ساتھ لیکر جاتا ہون۔"

مہدی فوراً سوار ہوگیا اور تقریباً پانچ گھنٹہ کے بعد واپس آیا۔ گاڑی سے اوترتے ہی وہ اوس کمرے مین گیا جہان فرخ تھا۔ مہدی نے فرخ کو جس حال مین چھوڑا تھا اوسی حال مین پایا۔

مہدی۔ (فرخ کیطرف باآواز بلند خطاب کرکے) "لو ہم نے تدبیر کرلی۔ آج تو نہین مگر کل صبح کو چلنا تمہاری معشوقہ کی زیارت کرا لائین گے۔"

فرخ "میری معشوقہ کبھی ایسی نہین کہ اوسکی پیاری صورت دیکھنے کیواسطے کسی کی تدبیر کارگر ہوسکے۔ مجھے کبھی یقین نہ آئے گا۔"

مہدی "اچھا جب آنکھون سے دیکھ لوگے تب تو یقین آئے گا۔ اس کے بعد مہدی کل کی اُمید دلا دلاکر فرخ کا دل بہلانے لگا۔ یہ پورا دن اور اسکے

بعد والی رات فرخ بڑی اُلجھن کے ساتھ گزرانی۔ دوسرے دن مہدی فرخ کو لیگیا۔ جسوقت اوس کمرے پر فرخ کی نگاہ پڑی جہان سے اوسکی عاشقانہ زندگی شروع ہوئی تھی بے چین ہوکر بڑی حسرت کے ساتھ مہدی کیطرف دیکھکر کہا "مجھے اجازت دیجیے کہ ایک گھڑی ٹھہر کر اوس مقام کی اچھی طرح زیارت کرلون جسکی طرف ایک نظر دیکھ لینے سے میرے ہوش وحواس کی زندگی تمام ہوگئی۔

مہدی "مین تمکو اسی مکان مین لیے چلتا ہون مناسب ہوگا اگر اسکے اندر چلکر تم یک بہولی صورت کو دیکھو جو اس کمرے سے بدرجہا زیادہ تمہارا دل بہلا سکیگی۔"

فرخ چپ ہو رہا اور دونون اُس مکان مین داخل ہوئے۔ فرخ کو حیرت ہوئی جب اوسنے مکان کو بالکل خالی پایا اور مہدی کی یاددلائی ہوئی اُمیدون کی جا پر ایک صاف اور عمدہ کمرے مین بیٹھکر اپنی معشوقہ کا انتظار کرنے لگا "میری پیاری! خدا کرے جلدی آجائے ہائے اُس کے نازک ہاتھ ان دروازون کو چھوئین اور مین محروم رہون میری سب سے بڑی قسمت تو کب تک ستائے گی۔

پہلا حصہ ختم ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دلچسپ

حصہ دوم

پہلا باب

"——— تو کب تک ستائے گی؟ ہائے! محبت بڑی بُری چیز ہے۔ اس مرض کا نام پیارا۔

نہیں نام ہی نہیں اسکی ابتدا بڑی خوشگوار ہے یہ تو انسان کو عجب دلفریب کرشمون سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اپنی معشوقہ کو جب مین نے پہلی نگاہ سے دیکھا تھا تو اسکی صورت کیسی بھلی معلوم ہوئی تھی۔ توبہ توبہ۔ یہ مین نے کیا کہا؟ کیا اب بھلی نہ معلوم ہوگی؟ ہائے! ابھی تک نہین آئی۔ مگر ہان مین اُس کی عصمت اور پاکدامنی کے اوپر جان دیتا ہون۔ اس مقام پر کسی نامحرم کے سامنے وہ کیون آنے لگی تھی؟ اوس کے یہان آنے کو مین ہرگز نہ پسند کرونگا بلکہ اس جگہ چلی آئے تو میری معشوقہ نہین۔ پھر مین یہان بیٹھا کیون ہون؟"

فرخ کا پیچ در پیچ سلسلۂ خیال کسیطرح ختم ہونیکو نہین آتا تھا کہ داہنی طرف کے دروازے کو حرکت ہوئی۔ ان سب خیالات کو چھوڑ کر اسکا دل اُدھر متوجہ ہوا چشم منتظر بڑی بیتابی کے شوق کے ساتھ دروازے کو دیکھنے لگی۔ کسی کی گوری گوری نازک انگلیون نے دروازہ کھولا۔ اور ایک کشیدہ قامت چھریرے بدن کی نئی نئی اُمنگون پر آئی ہوئی نازنین عورت نے دروازے سے نکل کے نظر اوٹھائی لوگونکو دیکھا اور ساتھ شرما کر گردن جھکا لی۔ اوسکا قصد تھا کہ سیدھی چلی آئے مگر شرماتے وقت رہ جھجک گئی اور از سر نو قصد کر کے

اٹھلاتی ہوئی مستانہ چال سے آکر فرش پر بیٹھ گئی۔

یہ مکان نہایت عمدہ اور خوبصورت بنا تھا اسکی موجودہ ویران حالت نے مجھکو اس امیرانہ شوق پر بہت افسوس آتا تھا جسنے عالیشان عمارت کی بنیاد ڈالی ہوگی دنیا مین جب ہم کچھ بھی دولتمند ہوتے ہین تو ہمارے ولولے اور ہماری حوصلے نئی نئی تمناؤن کا شوق دلانے لگتے ہین مگر افسوس اُسوقت نہین معلوم ہوسکتا کہ ان شوقون کا نتیجہ کیا ہوگا۔ دنیا مین ہزارون ایسی عالیشان عمارتین نظر پڑینگی جنکی ہر ہر گری پڑی اینٹ کے نیچے سیکڑون شوق حسرتون سے گلے مل مل کر ہر وقت کرتے ہین۔ کیا بانیونکو معلوم تھا کہ ہمارے شوق اسطرح خاک مین ملائے جائینگے۔ نہین اُنکی اُسوقت کی اقبالمندی ایسے حسرت نصیبی کے خیالات کو مدسگنی سمجھتی تھی۔ بہت کم ایسے لوگ ہین جنکو ان موقعونپر افسوس آتا ہو۔ مگر ان عمارتون کو خود بانیون کی نگاہ سے دیکھین تو معلوم ہو کہ انمین کتنی آرزوئین تڑپ رہی ہین۔

غرض یہ عمارت کسی اگلی حوصلہ مندی کے شوق کا نتیجہ تھی مگر اب یہ حال تھا کہ مرمتی روکار پر بیشمار برساتون کے گزر جانے کے باعث تمام استرکاری پر سیاہی دوڑ گئی تھی اور اینٹون پر اکثر جگہ سبز سیاہی مائل کائی جمی ہوئی تھی در و دیوار نے خوبصورت نے سے مگر خوشنمائی اور رونق کو انکی چہل پہل اور عروج کا زمانہ اپنے ساتھ لیتا گیا تھا۔ سب سے اوپر کی چھت پر شاید خودرو گھانس اکثر جگہ اُگ آئی تھی کیونکہ سڑکے کہین کہین گھاس کی پتیان نظر آتی تھین۔ اندر اندر یہ کیفیت تھی کہ چونہ اور استرکاری اینٹونکو چھوڑ چکی تھی فقط گرنے ہی کی کسر تھی بلکہ اکثر جگہہ دیوار سے استرکاری کے پپڑا و کھڑا و کھڑ کر زمین پر آرہے تھے چھتین گو بڑی خوشنمائی کے ساتھ بنائی گئی تھین مگر کڑیون اور پٹرون کو بخت سیہ نے اپنے منحوس رنگ مین رنگ دیا تھا۔

بنانے والے نے اسکو دو حصون مین بنایا تھا شاید ایک حصہ دو انہ ہوگا اور ایک زنانہ کیونکہ ایک بڑی محرابدار دروازے سے گزر کے ایک چھوٹے سے صحن کی بغل مین آپسمین ملے ہوئے دو کمرے تھے اور دونون کے دروازے اوس گلی مین نکلے تھے جو دو قدم پر جاکر بڑی سڑک سے ملگئی تھی۔ یہ کمرے کشادہ تھے

اور ان مین دو ڈھائی سو آدمی بفراغت بیٹھ سکتے تھے۔ بس اس حصہ مین اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جسپر انسان کی نظر شوق سے پڑے۔ سوا اوس عالیشان دروازے کے جو کمرون کے سامنے اور بیرونی دروازے کے دہنے پر بڑی شان و شوکت سے بنایا گیا تھا اس دروازے مین دو تین زینے چڑھکر جانا ہوتا ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ غالباً زنانہ مکان اونچی کرسی دیکے بنایا گیا ہوگا مگر دروازے کے اندرونی حصے پر پہونچنے معلوم ہوتا ہے کہ بائین طرف کوٹھے پر جانے کا زینہ ہے۔ اور آگے دو زینے اوترکر نشیب مین وسیع صحن واقع ہے۔ بائین طرف کی عمارت بہ نسبت اور اطراف کے دروازے سے قریب تھی۔ اور یہی عمارت زیادہ شاندار بھی معلوم ہوتی تھی اسمین ایک بیرونی برآمدہ تھا۔ اور اندر ایک بڑا کمرہ۔ برآمدے کو جاتے وقت تین تین زینے چڑھکر بڑے بڑے محرابدار درون کے اندر سے ہوکر جانا پڑتا تھا۔ کمرے مین جاکر صحن کیطرف رُخ کرکے بیٹھو تو سوا اسکے کہ داہنی طرف ایک دروازہ تھا جسمین ہوکر مردانے مکان کو ایک پوشیدہ راہ گئی تھی اور اوسکے مقابل مین ایک الماری کا دروازہ تھا جو اوسکے جواب مین بنادیا گیا تھا اور کسی طرف سے ہوا آنے کا گمان بھی نہین ہوسکتا تھا۔ صحن کے باقی اطراف مین ایک عالیشان عمارت کا سلسلہ موزونیت اور عمدہ ترتیب کے ساتھ پھیلا ہوا تھا۔ مگر مدتون کی بے مرمتی نازک خیال معمارونکی کاریگری کو بالکل بے رونق کیے ہوے تھی۔ کوٹھے پر بھی نہایت نفیس عمارت بنی تھی اور ایک کمرہ ایسے عمدہ موقع سے بنایا گیا تھا کہ اوسکے دروازون سے انسان بڑی سڑک کو دور سے دیکھہ سکتا تھا۔

فرخ اس مکان مین مہدی کے ساتھہ آیا تھا اور اُس نیچے کے بڑے کمرے مین جو برآمدے کے اندر واقع تھا صحن کیطرف مُنہ کیے بیٹھا اپنی معشوقہ کا انتظار کر رہا تھا کہ دہنی جانب کے چھوٹے دروازے سے وہ زاہد فریب نازنین آئی اور ایک ادا کے ساتھہ آنکھین جھکائے ہوے آکر نہایت شوخی سے مہدی اور فرخ دونون سے ذرا الگ ہٹ کر بیٹھ گئی۔ یہ نازنین ایک نہایت ہی حسین عورت تھی اور ابھی

اسے اٹھارہ وان ہی سال ہوگا۔ گوری گورے چہرے پر بھولا پن ویسا ہی پیارا پیارا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ دلربائی مین ہوشیار ہونے پر اسکا الڑھپن مزہ دیتا تھا مگر باوجود چہرے کے بھولے پن کے اُسکی ترچھی نگاہوں بازچتون اُن لوگونکے حق مین ستم تھی جو کوئی چلبلا معشوق ڈھونڈھتے ہین کالی کالی بالونکی بڑی خوشنمائی سے گندھی ہوئی چوٹی باریک ریشمی دھانی دوپٹے کے نیچے سے اپنی سیاہتابی کی جھلک دکھا رہی تھی سیاہ آنکھین اگرچہ قدرت کی عمدہ کاریگری سے بڑی بڑی بنی تھین مگر شرد باد باکے اُنھین جھوٹی ثابت کرتی تھی۔ وہ چاندکی ایسی صاف اور سدّور پیشانی جو شرم آلودگی کے باعث بیچ سی گئی تھی اسوقت کی نیچے کو جھکی ہوئی ادا مین نہایت ہی دلربا بنگئی تھی۔ نازک ناک کو اُس قدرتی گلاب کے پھول کا گلبن کہنا چاہیے جسکی دو پنکھڑیان ادہر اُدہر کے دونون گورے اور کچھ کچھ سُرخی مایل رخسار تھے۔ دہانہ چھوٹا تھا۔ جنبون پر اور جو ہلون سے بھرا اور بھرا سینہ اُن جوانی کی اُمنگون کو روکے ہوے تھا جو خود بخود نکلی پڑتی تھین فرخ کی نگاہ اس کا فراد اور وش پری پیکر کے استقبال کو جس طرح بڑی بیتابی کے شوق سے بڑھی تھی اس کی صورت دیکھکر اوس سے زیادہ بدمزگی کے ساتھ واپس آئی۔

اسوقت فرخ کا چہرہ اُن لوگون کے دیکھنے کے قابل تھا جو چہرے کے فوری تغیرات کو دیکھنا چاہتے ہین مگر نہین فرخ نے اتنا موقع ہی نہین دیا کہ کوئی اسکے چہرے پر نظر ڈالے اس دلربا معشوقہ کے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اوسکا قصد تھا کہ پھرتی کے ساتھ برآمدے اور صحن سے گزر کر باہر نکلجائے مگر جلدی کی گھبراہٹ مین اوسنے برآمدے کے در سے ٹکر کھائی۔ چونے کا ایک بڑا پپڑ جو اینٹون سے الگ ہوچکا تھا زور سے نیچے کی پختہ زمین پر گرا مہدی اس قصد مین تھا کہ لپک کے فرخ کو روکے جیسے ہی پپڑ کے گرنے سے ایک بڑی آواز ہوئی ویسے ہی اوس دروازے کے اوس طرف سے جدھر سے وہ شوخ ادا نازنین آئی تھی یہ آواز آئی۔ "این یہ آواز کس چیز کی تھی" ساتھ ہی پیرون کی چاپ معلوم ہوئی۔ مہدی کا

خیال بٹ گیا اور وہ گھبرا کے اُس دروازے کی طرف دیکھنے لگا "کون ہے؟ یہ ادھر سے کسکی آواز آئی؟ - این لاحول ولاقوۃ! کیا دھوکا ہوا ہے اشتاق ہین"

مشتاق "یہ آواز کیسی تھی؟ - اور آپ اکیلے ہی ہین؟ کیا فرخ نہین آئے؟"

مہدی "اس طرف گئے وہ تو نظر ہی نہین آتے!"

مہدی نے اسقدر کہا تھا" اس طرف گئے نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا تو فرخ ندارد بات پوری بھی نہین ہونے پائی تھی کہ گھبرا کر کہنے لگا" لو وہ تو نظر ہی نہین آتے!"

مشتاق "یہ آواز کس چیز کی تھی؟"

مہدی - (بگڑ کر) "انھین آواز ہی کی پڑی ہوئی ہے مین حیرت مین ہون کہ فرخ کہان غائب ہو گئے اور یہ اپنی گا رہے ہین"

مشتاق "گئے کہان ہونگے کہین ادھر اودھر مکان کی سیر کر رہے ہونگے آجکل مزاج مین وحشت تو ہی ہے مگر لقد یہ بتاؤ کہ دھڑاکے کی آواز کیسی آئی تھی؟"

مہدی "فرخ تو پہلے ہی سے بگڑے تھے اب مین دیکھتا ہون کہ کچھ آپ مین بھی سنک آچلی ایک دفعہ ہو دو دفعہ ہو - ایک بس دفعہ پوچھ چکے ہو" (خوفہ کی طرف اشارہ کرکے) "یہ جو آئین تو خدا جانے کیا وحشت سوار ہوئی کہ اوٹھکے بھاگے مگر گھبراہٹ مین در کی ٹکر کھائی دیوار پرانی تو ہی ہے چونے کا ایک بڑا سا پٹر گر پڑا - آپ ماشاءاللہ سے ایسے گھبرا کے دوڑے کہ مین آپکی طرف دیکھنے لگا اب جو ادھر دیکھتا ہون تو فرخ ندارد"

مشتاق "تو یہ کیون نہ کہا کہ فرخ اُٹھکے بھاگے - مین سمجھا گھبراہٹ کے باعث ادھر ٹہل رہے ہونگے - مگر انہین ڈھونڈھنا چاہیے آخر کہان چلے گئے؟"

مہدی "تم یہان ٹھہرو - یہ اکیلی گھبرائینگی مین جا کے ڈھونڈھ لاؤن"

یہ کہکے مہدی چل دیا اور مشتاق اور شفاق اور اس معشوقہ ہوش ربا مین باتین شروع ہوئین

مشتاق "آپ کو بیکاری تکلیف ہوئی ہو تو مجھے سمجھے کہ فرخ کا کچھ پھول بھی بیگا کر اسکے سر

ایسی وحشت سوار ہوئی کہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ کی صورت دیکھکر بھی متوجہ نہ ہوئے۔ تعجب کی بات ہے!"

معشوقہ۔ ذرا آپ مجھے بنائیے تو نہین مین بھلا کس قابل ہون؟"

مشتاق "استغفراللہ! مین بناتا ہون"۔ خدا نے آپکو صورت ہی ایسی دلربا دی ہے مین قسم کھاکے کہتا ہون آپ انتخاب ہین"

معشوقہ "اب آپ اپنی تعریف رہنے دین۔ خیر بھلا بُرا جیسا خدا نے بنایا ہے ویسی ہی ہون"

مشتاق "آپکی ادائین تو اچھے بھلے آدمیون کو دیوانہ بنا دین۔ فرخ تو سڑی ہین انھین ان کی کیا قدر ہو"

معشوقہ "یہ آپ کی قدردانی ہے۔ ورنہ بھلا میری کیا اصل وحقیقت ہے"

مشتاق۔ آپ کی اداؤن پر اچھے اچھون کی جان جاتی ہے۔ اب اسوقت شہر مین آپ کی دھوم ہو رہی ہے۔ بڑے بڑے امیرون کا یہ نقشہ ہے کہ ایک جھلک دیکھہ پانے کی تمنا مین گھنٹون کھڑے رہتے ہین"

معشوقہ۔ (بات ٹالنے کے لیے) "اے اب وہ گئے تو دہین کے ہو رہے؟"

مشتاق "فرخ آجکل اپنے ہوش وحواس مین تو ہین نہین اور نئی نئی جو دام محبت مین گرفتار ہوئی ہین تو فراق انتہا سے زیادہ خراب ہو رہا ہے باہر کھڑی غدر کر رہی ہونگی کہ نہیں چلتے"

معشوقہ "آخر ہوا کیا؟"

مشتاق "ساری کہانی سُن چکین اور کہتی ہین ہوا کیا۔ یہی ہوا کہ کسی تیرنگہ کے گھایل ہو گئے۔ اب یہ بھی نہین بتلاتے کہ کسکو دیکھا اور کہان دیکھا گاڑی پر سوار تھے سائیس سے بس اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہان سڑک پر کچھہ دیر تک گاڑی روکے کھڑے رہے اور اس مکان کو دیکھا کیے دریافت کرتے ہین تو یہ مکان برسون سے خالی پڑا ہوا ہے کسیکے ہان بارات تھی اُسنے اس مکان کو ایک روز کے لیے مانگ لیا تھا۔ مالک مکان بیچارہ اب بالکل غریب ہے خود تو رہتا نہین خالی پڑا رہتا ہے۔ اُسنے دیدیا۔ اب رات مین خدا جانے کون کون اور کہان کہان کی عورتین آئی ہوئی تھین۔ پتہ لگے تو کیونکر؟ ہزار غور کرتے ہین کوئی بات نہین سوجھتی

اور انکا یہ حال ہو کہ جیسے دنیا ہی سے گئے گزرے ہوے ہمنے یہ ترکیب سوچی تھی کہ اس مکان مین لاکر انکے بہانے سے تمکو پیش کردین۔ آخر تم بھی تو اب حسن و جمال ناز و انداز کسی بات مین کم نہین ہو۔ مگر اپنی اپنی طبیعت ہے۔ کچھ کام نہ نکلا دیکھیے کیا انجام —" باہر سے آواز آئی "بھئی انکا تو کہین پتہ نہین" قبل اسکے کہ مشتاق کچھ جواب دے مہدی اندر آیا اور اوسکے چہرے پر نہایت تشویش پائی جاتی تھی

مشتاق "کہین پتہ نہین؟"

مہدی "کہین نہین۔ سب طرف دیکھا مگر بالکل بے سود۔ سائیس سے پوچھا وہ کہتا ہے مین نے دیکھا تک نہین"

مشتاق۔ (گھبرا کے) "اور گاڑی کہڑی ہے؟"

مہدی "ہان حیرت تو یہی ہے کہ گاڑی پر نہین گئے! یہ دیکھتے ہی دیکھتے خدا جانے کہان غائب ہو گئے!"

مشتاق "تو صاحب بیفکر نہ ہونا چاہیے انھین تلاش کیجیے۔ مزاج مین وحشت حد سے زیادہ سمائی ہوئی ہے"

مہدی "ہان ہان۔ مین بھی اسی فکر مین ہون" (اُس نازنین کیطرف اشارا کرکے) انکو تو تم پہونچا دو اور مین جاتا ہون دیکھون گھر پر گئے ہین یا کہین اور چلے گئے۔

مشتاق "یہ اپنی گاڑی پر سوار ہو کر چلی جائینگی مین آپ کے ہمراہ ہی نہ چلون میرے نزدیک آجکل اُنکی بڑی حفاظت اور نگہداشت کرنی چاہیے" (معشوقہ کیطرف دیکھکر) "کیون صاحب آپ چلی جائینگی؟ تکلیف تو ہوئی آپ کو۔ مین پھر حاضر ہونگا"

معشوقہ "مجھے آپ کی کیا ضرورت ہے؟"

مشتاق۔ (کھڑے ہوکے ایک آہ سرد بھر کر) "جی ہان بھلا مجھ ایسے غریبونکی آپ کو کیون ضرورت ہونے لگی"

معشوقہ۔ (ایک بھولے پن کی ادا سے مسکرا کر) "ضرورت تو ہے مگر آپ منظور نہ کرین گے"

اسپر مہدی کو بھی ہنسی آگئی۔ اور فوراً ہنسی کو روک کے کہا "اب تم کو

دل لگی سوجھتی ہے اور یہان کوئی بات مزہ نہین دیتی۔ لے اب چلو دیر کرنا ٹھیک نہین۔"

غرض مہدی اور مشتاق اور وہ معشوقہ جادو اور تینون آدمی مکان سے باہر نکلے وہ معشوقہ سوار ہوکے اپنے گھر کو روانہ ہوئی۔ مہدی اور مشتاق گاڑی پر بیٹھے اور فرخ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ رستے مین دونون نے یون باتین شروع کین۔

مہدی "بھئی صورت تو قیامت کی تھی اور ادائین بھی کتنی پیاری تھین! مگر مطلب خاک نہ حاصل ہوا۔ بلکہ فرخ اور برافروختہ ہوگئے ہون گے۔ کی تھی بھلائی ہوگئی برائی۔"

مشتاق "مجھے یقین تھا کہ اوسکی صورت دیکھتے ہی فرخ فریفتہ ہوجائینگے آپ نے دیکھا تھا کس بانکپن سے نظر ڈالتی تھی۔ خیر اسکو تو اب جانے دیجیے یہ بتائیے کہ فرخ کے روبراہ لانے کی اور کیا تدبیر ہے۔ کچھ زور نہین چلتا۔ خدا جانے کون ایسی برق وش تھی کہ ایک ہی نظر مین کام تمام کردیا۔"

مہدی "یہ معاملہ زیادہ مشکل ہوتا جاتا ہے مین دیکھتا ہون کہ سارا بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہے شادی کے اب دن ہی کرہ گئے ہین؟ اونکی پھوپھی کو جھوٹون بھی خبر ہوگئی تو دیکھنا کیسا ہنگامہ اوٹھتا ہے۔"

اونکے بھائی دشمن ہو ہی رہے ہین وہ الگ بغلین بجائینگے غرض بڑی خرابی ہوگی۔" گاڑی فرخ کی کوٹھی پر جاکر ٹھہری مہدی نے ایک خدمتگار سے پوچھا "فرخ ہین؟"

خدمتگار "حضور وہ تو آپ ہی کے گھر گئے تھے۔"

مہدی "جب سے نہین آئے؟"

خدمتگار "جی آپ کے ساتھ ہی تو گئے تھے۔"

مہدی۔ (جھنجھلاکر) ابے ہم پوچھتے ہین ابھی تک نہین آئے۔"

خدمتگار۔ (گھبراکر) "جی نہین تو بس حضور کے ساتھ ہی گئے تھے۔"

مہدی۔ (برہم ہوکر) "عجب گدھا ہے۔"

مشتاق "خیر معلوم تو ہوگیا کہ ابھی تک نہیں آئے اور وہ تو وحشت کے مارے گاڑی پر آئے ہم سے پہلے کیونکر پہونچتے۔ آپ اندر بیٹھیے مین پیادہ ہی چل کھڑے ہوئے روانہ ہوا اور مہدی اندر بیٹھکر سوچنے لگا۔ "یہ بڑی جاتا ہون تلاش کرون مشتاق کہ اُنکے جوش عشق کو جہان تک بن پڑیگا چھپائے ہی خرابی ہوئی مین تو سمجھا تھا ہین کہ چھپ چکا۔ حد درجہ کی رسوائی ہوگی۔ اب رکھونگا مگر اونکی حرکتین ایسی شادی ہوچکی"

دوسرا باب

فرخ ایک کشادہ سڑک پر قدم بڑھائے چلا جاتا ہے "مہدی نے مجھے بڑا دھوکا دیا اوسکو مین ایسا نہ جانتا تھا۔ میرے ساتھ تو جو کچھ کیا وہ کیا ہی میری باعصمت معشوق کی پاکبازنگاہ کی توہین کی" (کچھ آہٹ پاکر) آتا تو نہین ہے؟" (پھر کے دیکھا مگر کوئی نہ تھا) ذرا اور قدم بڑھا بڑھا کر چلنے لگا میری پیاری معشوقہ کی نظر بازی اور اوسکی ادائین بڑی پاکبازی کے ساتھ ہین۔ وہ اس بے حیا فاحشہ کی طرح ایسی بیحجابی سے کبھی نہ چلی آتی! ہائے مین اوسے کہان پاؤنگا؟ وہ تو ایک حور تھی کہ بجلی کیطرح آسمان پر سے اپنا جلوہ دکھایا اور غائب ہوگئی" "کوئی آتا ہی" (پلٹ کر دیکھا) "نہین کوئی بھی نہین ہے۔ یہ شیطان ہے جو کھڑی کھڑی میری معشوقہ سے میرا دھیان بٹاتا ہے۔ اب مین اسکی باتون پر سر گرم خیال نہ کرونگا ہائے میری دلربا اگرچہ مین نے تیری زیادہ ادائین نہین دیکھین مگر وہ تیری ایک ہی ادا زندگی بھر یاد رکھنے کے لیے مجھے بہت ہے۔ ہائے وہ نامحرم شخص سے نظر دو چار ہوتے وقت ایک دا سے جھک جانا مجھے کبھی نہ بھولے گا۔ وہ تیری نیچی بھولی پاکبازنگاہ مجھے دلکو چھینکر اپنے ساتھ لیتی گئی" ایک مقام پر فرخ ذرا ٹھہر گیا۔ بائین ہاتھ کو ایک اور سڑک گئی تھی اور دونون سڑکین اس مقام پر آکے مل گئی تھین فرخ دل مین کہنے لگا۔ "میرے مکان کو کدھر سے راستہ گیا ہی؟ کچھ یاد نہین آتا کہ مین گاڑی کس طرف لے جایا کرتا تھا۔ کسی سے پوچھ لون؟"

اسوقت دہوپ تیزی پر
ہوتی ہے - یہ سڑکین کو زیادہ
دوڑانے سے بہت کم کسی کی
آجاتا تہا تو سر پر چادر لپیٹے
بہی پر شکن پیشانی سے برابر
تھے - ابرون کی کچی صاف
کے ساتہہ دیکہتی ہین - سفید
دہوپ پڑتی تہی تو چونے کی
ایسے وقت مین اس بار
بعض جگہ کالے ابر کے پھٹے
ٹکڑون نے کچہ ایسی خوشنما
تھے کہ آسمان کی صورت ا
حدت سے کسی کو نگاہ اوٹھا
جنھین ہوا ابر پلٹے دے
کے نقش اور قسم قسم
ٹکڑے کو آفتاب پر کر دیتی
ہٹا دیتی تہی اور آفتاب نہ
پکڑ جاتی تہی - اکثر ایسا ہوتا
ہلکی پڑ جاتی تہی -
دہوپ کا ہلکا ہو جانا
معلوم ہوتا تہا -
فرخ نے ترا ہے پر کہڑ
سے منہ کا پسینہ پونچھکر
راستہ پہچانون ؟ خیر جو کچہ ہو
اشارا کر کے "
ہی کو چلتا ہون" -

ہوئی تہی - برسات کی دھوپ عموماً زیادہ شدت پر
وسیع تہین مگر اسوقت انپر بہی دور تک نگاہ
صورت نظر آتی تہی - ادہر اوہر کوئی بلا رسیدہ نظر
ہوتا تہا کہ دھوپ کی گرمی زیادہ نہ محسوس ہو - اس
پسینے کے قطرے ٹپک ٹپک کے چادر کو بہگوتے جاتے
تا دیتی تہی کہ آنکہین سڑک کو بڑی ناگوار تکلیف
ر استر کاری کی ہوئی پختہ دیوارون پر جو سفید سفید
سفیدی اوسے اور بہی لے اوڑتی تہی -
ت کو غنیمت سمجہنا چاہیے کہ آسمان پر سفید اور بعض
پھٹے ٹکڑے پھیلے ہوے تھے - ابر کے ان متفرق
یب کے ساتہہ نیلے آسمان پر نقش و نگار بنائے
سوقت دیکہنے کے قابل تہی مگر افسوس دہوپ کی
انے کی بہی مجال نہ تھی - یہ پھٹے پھٹے ابر کے ٹکڑے
رہی تہی لحظہ لحظہ اپنے پہلو بدلکر آسمان پر طرح طرح
جال ڈالدیتے تھے - ہوا جب کسی ابر کے تار پر
تہی اوس وقت بالکل سایہ ہو جاتا تہا اور جب اوسے
بگون آسمان پر نظر آنے لگتا تہا پہر دہوپ شدت
تہا کہ ابر کا کوئی سفید ٹکڑا آفتاب پر آجاتا اور دہوپ
یا بالکل سایہ ہو جانا سڑک پر چلنے والونکو بہت غنیمت
ے ہو کر سوچنا شروع کیا "مجہے کدہر جانا ہے ؟" (رومال
میری عقل اب اتنی بہی ٹہکانے نہین رہی کہ گہر کا
اب کسی سے پوچہے کون ؟" (بائین ہاتہہ کی طرف

فرخ نے غلطی کی وہ اپنے گھر کی طرف سیدھی سڑک سے نہین چلا۔ یہ سڑک جسکو اوسنے اختیار کیا بڑا چکر کہا کے اوسکی کوٹھی کو گئی تھی۔ بہرحال فرخ اوسی سڑک پر ہولیا۔ دھوپ کی شدت اوسے بہت کم محسوس ہوتی تھی۔ اوس پر کوشش کے آفتاب کی کرنین پڑ رہی تھین۔ اسکا سلسلۂ خیال اُسی آفتاب کی شعاعون مین اُلجھا ہوا تھا۔ اوس نے پھر اپنے دل سے باتین شروع کین۔

"میرے دلکی بیتابی بڑھتی جاتی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو مین زندگی کیونکر بسر کرونگا؟ موت ابھی آجاے تو اسکی اور بات ہے مگر ظاہر اسباب ابھی مجھے بہت دنون زندہ رہنا ہے۔ یہ بھی غلط ہے ظالم عشق زندہ رہنے دے گا تو جیوُن گا۔ عشق کے ظاہری زور و شور سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میری بہت تھوڑی زندگی باقی ہے۔ میری شادی اور میرے متعلق والدہ کے جتنے حوصلے اور جتنی آرزوئین ہین سب خاک مین مل جائینگی۔ اُونہہ ان باتون کا تو اب مجھے خیال بھی نہ کرنا چاہیے۔ مین تو اب ایک اور ہی عالم مین ہون۔ مجھے ان فکرون سے کیا سروکار۔ لوگ دو ہی عالم بتاتے ہین ایک دُنیا دوسرے عقبےٰ۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ عالم عشق کو بھول ہی گئے یہ ایک تیسرا عالم ہے۔ مہدی نے بڑی بُری حرکت کی۔ ایک فاحشہ عورت سے میرا سامنا کرا دیا۔ شاید وہ عشق کو طبیعت کا ایک معمولی میلان سمجھا ہے وہ کیا جانے۔ عشق چیز ہی اور"

فرخ کے خیالات اس مقام تک پہونچے تھے کہ ایکطرف کسی باغ کا پھاٹک نظر آیا اوسے دھوکا ہوا کہ شاید اوسکے باغ کا پھاٹک ہے۔ ٹھہر کر غور سے دیکھا اور اندر چلا گیا۔

ویسے ہی ایک ابر کا ٹکڑا آفتاب پر آگیا اور چارونطرف سایہ ہوگیا یک بیک ٹھنڈک ہوجانے سے ذرا تسکین سی ہوگئی۔ فرخ جب باغ کے اندر داخل ہولیا تو اوسے معلوم ہوا کہ یہ کوئی اور مقام ہے۔ ایک چمن کے کنارے بنچ پر بیٹھ گیا۔ درخت اگرچہ اوسوقت کی کڑی دھوپ کے باعث پژمردہ ہوگئے تھے مگر اس دم بھر کے سائے نے یکایک اُنکی بہار کو چمکا دیا۔ وہی ہوا جسکے گرم گرم

جھونکے بادِ سموم کا اثر رکھتے تھے خوشگوار معلوم ہونے لگے فرخ کے تمام بدن سے پسینہ بہہ رہا تھا اس ہوا کا چلنا اوسے لطف دینے لگا نہ وہ نگاہ جو ابھی تیز دھوپ کے خوف سے کسی طرف جاتے ہوئے ڈرتی تھی سرسبز درختوں اور ہرے ہرے سبزے کیطرف ایک بڑے ذوق و شوق سے بڑھنے لگی۔ پیشانی کی شکنیں مطمئن بھوئیں سیدھی ہوگئیں۔ اور نظر ہوا مین بے تکلفی کے ساتھ سیر کرنے لگی۔

فرخ نے نگاہ اوٹھا کے آسمان کو دیکھا تو ابر کی خوشنما سلسلہ بندیان اُسی بہت اچھی معلوم ہوئین۔ وہ اپنے مقام سے اوٹھا باغ کی چند روشون پر ادھر اُدھر پھر کے باہر نکلا اور آگے روانہ ہوا۔ یہ سڑک آگے بڑھکر جمنا کے کنارے پر نکلی تھی۔ فرخ نے کچھ دیر ٹھہر کے جمنا کے بہاؤ کو دیکھا ہوا ابر کو اُڑائے لیے جاتی تھی یہ سیر دیکھنے کے قابل تھی کہ پانی پر کبھی معلوم ہوتا تھا کہ دھوپ بھاگی چلی جاتی تھی اور سایہ اوسکے پیچھے دوڑا چلا جاتا ہے اور کبھی سایہ بھاگتا چلا جاتا ہے اور دھوپ اوسکے پیچھے دوڑی چلی جاتی ہے۔ دھوپ کے وقت پانی کی لہرون پر آفتاب کے عکسون کا لہرانا اور سائے کے وقت بڑی بے تکلفی سے نگاہ کا پانی پر سیر کرنا ایسی دلفریب کیفیتین تھین کہ فرخ ٹھہر گیا۔ دریا پر منقش آسمان کا عکس جو پانی کے لہرانے سے کانپتا ہوا معلوم ہوتا تھا اوس سے فرخ کی بڑی دلچسپی ہوئی۔ وہ دم بھر کے لیے اپنے جنون انگیز ولولون کو بھول گیا۔

فرخ موجون کی روانی اور آسمان کی رنگ آمیزیون کی جانب طبیعت کو مصروف کیے ہوے تھا کہ اوسکے کان مین ایک آواز آئی "لے اب گھر ہی تشریف لے چلیے گا کہ دریا کی لہرین ہی گنا کیجیے گا؟" پھر کے جو دیکھتا ہی تو مشتاق کی صورت نظر آئی۔ ایک سکوت کے عالم مین دم بخود ہوکے رہگیا وہ مین کہنے لگا "مین ہزار ترک کرون مگر دُنیا میرا پیچھا نہین چھوڑتی ورنہ مجھے اب ان لوگون سے کیا سروکار؟ مین اب گھر بار مال و دولت سبکو چھوڑ دون گا ایک عشق کے لیے کوے یار کے سوا کہین دلچسپی نہین۔ اگر کسی قدر ہے تو بس آزادی کی سیر مین۔ اوس تنہائی مین جہان کوئی دھیان بٹانے والا نہو

کچھ ایسی ہی جگہ پر خیال یار سے خوب باتین ہوتی ہین"
عشق واقعی ایک جنون ہے معمولی خواہشین جنکی طرف ہماری طبیعت مائل ہوا کرتی ہے اونپر اوس کا قیاس ہی نہین ہو سکتا۔ ایسے ایسے تجربہ روز ہوا کرتے ہین کہ کسی بانکی ادا یا کسی ترچھی چتون یا کسی مستانہ چال کو دیکھتے ہی ہماری طبیعت پر ایک فوری اثر ہو۔ ہر حسن عام اس سے کہ وہ کسی چیز مین ہو دلکو اپنی طرف کھینچنے کی تھوڑی بہت ضرور قوت رکھتا ہے مگر وہ حسن بلا کا ہے جو کسی کو اپنا سچا عاشق بنا کے فریفتہ کرے نوجوانونکو کبھی یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر وہ بھولی اور پیاری صورت جو اپنا جلوہ دکھا کر گھڑی دو گھڑی کے لیے اونھین بیقرار کر دیتی ہے اونکی معشوق ہے۔ وہ جب گھر مین آکر اپنے دلکو ٹٹولینگے تو اوس صورت کا کہین مشکل سے پتہ لگے گا۔ اور دو چار روز مین ایک معمولی صورت ہو جاے گی جس دل مین پیدا ہوا پتھر کی لکیر ہو جاتا ہے۔ وہ صورت جو اپنا سچا عاشق بنا لیتی ہے آنکھون کے سامنے سے کسی وقت ہٹتی ہی نہین۔

فرخ مشتاق کی طرف دیکھکر پھر جو خیالات مین ڈوبا مشتاق نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور آخر مجبور ہو کر کہنے لگا "ایجناب تو اب تشریف لے چلیے مہدی نہایت پریشان ہو رہے ہین وہان آپکو بہت ڈھونڈھا جب پتہ نہ ملا تو گھر پر آئے مگر بیکار اسلیے کہ آپ کو گھر پر بھی نہ پایا۔ خیر اب آپ تشریف لے چلین"
مہدی کا نام آنا تھا کہ فرخ کے دلپر گویا ایک چوٹ لگی۔ وہ عالی شان بڑی مکان۔ وہ گھنٹون کا انتظار۔ وہ اوس نازنین کا ایک ادا کے ساتھ آنا سب باتین ابتدا سے آخر تک اوسکی نظر کے سامنے پھر گئین۔ مگر اپنی رنجیدگی کو ٹالنے کے لیے اُسنے مشتاق سے پوچھا "آپ ادھر کہان آنکلے"
مشتاق "یہ خوب بات پوچھی! اے جناب آپ کی تلاش کے سوا اور کون کام تھا وہ تو کیسے ادھر ہو نکلے ورنہ یہ خیال مین نہ تھا کہ آپ یہان ہونگے۔ غرض فرخ مشتاق کے ساتھ ہو لیا اور ایک فکرمندی کے ساتھ اپنی کوٹھی کیطرف چلا۔ اُسکا دل کسی بات مین نہ لگتا تھا مگر مشتاق چھیڑ چھیڑ کے کچھ بات کرتا جاتا تھا"
مشتاق "یہ آپ ادھر کیون نکل آئے؟" جواب ندارد۔

مشتاق "حضرت کچھ فرمایا نہ آپ نے؟ مجھے بڑی حیرت ہے"
فرخ "یونہین نکل آیا"
مشتاق "آخر اس دوپہر کیوقت اسطرفکی سیر ہی منظور تھی یا راستہ بھول گئے؟"
فرخ "بھول گیا ہونگا"
مشتاق "گاڑی موجود تھی اسکو چھوڑ کے پاپیادہ چل کھڑا ہونا آپ ہی کا کام تھا۔ آخر اس قدر آپ فکرمند کیون ہین؟"
فرخ نے نگاہ اٹھا کے مشتاق کیطرف دیکھا اور اس سوچ مین پڑ گیا۔ کیا اسے میرے عشق کا حال معلوم ہوگیا۔ شاید مہدی نے کہدیا ہو۔
مشتاق "فرمایئے آپ کس سوچ مین ہین؟"
فرخ "ہان"
مشتاق "(دلمین) یہ بہت ہوئی (بظاہر) آخر معلوم تو ہو کہ آپکو کس بات کی فکر ہے؟"
فرخ۔ (گھبرا کر) "ہان! کیا؟" فرخ اس بیخودی کے عالم مین مشتاق کے ساتھ جاتے جاتے اپنی کوٹھی پر نکلا۔ کوٹھی کے اندر گیا۔ مہدی اسکو دیکھتے ہی اوٹھ کھڑا ہوا۔ فرخ اسوقت چارونطرف ایک وحشیانہ نظر سے اسطرح دیکھ رہا تھا جسطرح کوئی اجنبی شخص دیکھتا ہے۔ مہدی کو اسنے ایک ایسی نظر سے دیکھا جو معمولاً کسی نئے آدمی پر پڑا کرتی ہے ہاے! جو نگاہ معشوق سے آشنا ہوئی سب سے بیگانہ ہوجاتی ہے۔ عشق کی زنجیر اسوقت پیرون مین پڑتی ہے جب دنیاوی تعلقات کے سب بندھن کھل چکتے ہین وہی روز کے ملنے جلنے والے۔ وہی رہنے سہنے کا مکان۔ وہی پہننے اوڑھنے کے کپڑے جن سے۔ وہ سابقہ رہتا تھا عشق ہوتے ہی ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا انکو کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔ آخر مہدی نے پوچھا "فرخ تم اس مکان سے چلے گئے تھے؟"
بس اتنا پوچھنا قیامت تھا عشق کے مصور نے تمام گزشتہ امور کی تصویرون کا مرقع آنکھون کے سامنے پیش کردیا۔ اس پرانے عالیشان مکان کے در نگاہ کے آگے پھرنے لگے اور اس خوبصورت عورت کے کھولتے وقت دروازے سے جو آواز نکلی تھی کانون مین گونجنے لگی۔ اس عورت کا ناز و انداز سے آکر بیٹھ جانا اور اپنا اوٹھ کھڑا ہونا سب پیش نظر تھا۔ ساتھ ہی خیال آیا یہ کارستانی اسی مہدی کی تھی۔ یہی مجھ غریب دیکر

وہان لیگیا تہا۔ فرخ کے دل مین کبہی آتا تہا کہ ساری ناراضی مہدی پر ظاہر کردون اور کبہی دل
کہتا تہا کہ نہین طرح دینا چاہیے۔ ع این ہم اندر عاشقی بالاے غم ہاے دگر۔
فرخ جسوقت اس سوچ مین تہا اُسوقت مشتاق رخصت ہوکر چلا گیا جب مہدی نے
دیر تک اپنی بات کا جواب نہ پایا اور فرخ کو دریا کے فکر مین غرق دیکہا تو ایک دوسرے پیرائے مین
اُسنے فرخ کا خیال ہٹانے کی کوشش کی یعنے اب اُسنے نصیحت شروع کردی۔
مہدی۔ فرخ دیکہو اب تم ایسے ناسمجہہ نہین ہو تمہاری دانائی پر ہمکو اعتبار تہا۔ مگر افسوس
ساری عقل تم اپنے ہاتہہ سے کہوئے دیتے ہو۔ کس کام کی بات ہوئی اگر تم اپنے پرائے
مین بدنام ہوگئے۔ ساری دُنیا تمہاری مجنونانہ عاقبت اندیشیون پر خندہ زنی کرنے
لگی۔ تم اتنا نہین سمجہتے کہ شادی کو دو ہی تین روز باقی ہین۔ اگر شادی نہوئی تو تم جانتے
ہو کیسی خرابی ہوگی؟ تمہاری سب کوششون کو بڑا بہاری نقصان پہونچ جائے گا
دولتمندی اور تمول کی اُمیدین بالکل منقطع ہو جائینگی۔ دشمن بہائیون کو بڑی
مسرت ہوگی۔ تمہاری والدہ جو فقط تمہارے ہی سہارے پر جیتی ہین اس ضعیفی
مین اُنکا کیا حال ہوگا؟ انسان جو کرے سوچ سمجہہ کے کرے۔ عاشق ہوتے ہیتیرون کو
دیکہا ہو مگر تمہاری طرح کسی کے حواس نہین جاتے رہتے ہین۔ اب یہ کونسی حرکت
تہی کہ اسوقت دہوپ کا تو یہ عالم ہے کہ جیسے پہاڑے کہاتی ہے اور آپ وحشت مین
چل کہڑے ہوے۔ گاڑی موجود تہی مگر نہین پا پیادہ ہی چل دیے۔ لے اب چلو
ذرا سُور ہو کچہ تو طبیعت کو سکون ہو جائے گا۔"
فرخ۔ (ایک آہ سرد بہر کے) "خیر ہین تو چاہے بُری ہون یا سودائی مگر تمسے ایسی اُمید نہ تہی"
مہدی۔ (حیرت سے) "کیون؟ مین نے کیا کیا؟
فرخ "ہاے! مہدی تمنے ایسی بات کی کہ میرے دلمین زخم پڑ گیا۔ میری باعصمت
معشوقہ کا دہوکا دیکر ایک فاحشہ عورت کو میرے سامنے کردیا۔ تمنے ایک پاکدامن
نازنین کا نام بڑے بُرے موقع پر استعمال کیا۔ تمنے اوسکی عصمت کی توہین کی۔"
مہدی چُپ ہوگیا پہلے تو اس سے کچہ بہی نہ بن پڑا مگر آخر یون بات بنائی "نہین
جان نُور جبکہ مین نے ایسا نہین کیا۔ یہ تو تم خود ہی مان لوگے کہ اُسی مکان مین اپنی
معشوقہ کو دیکہا تہا۔ مجہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہی نازنین جس سے

آج تمہارا سامنا ہوا تھا اس مکان مین اکثر آیا جایا کرتی ہے۔ اس غلطی مین پڑ کے مین نے اوسکو بلوایا تھا اگر وہ تمہاری معشوقہ نہین ہے تو تم مجھے معاف کرو۔ مگر ذرا اپنے دل مین خوب سوچ لو مجھے تو اب تک گمان ہوتا ہے کہ وہی نازنین تمہاری معشوقہ ہوگی"

فرخ "تم اوس فاحشہ عورت کو نازنین کیون کہتے ہو؟ ایسے اچھے لفظ کو تمنے غارت کر دیا۔ ہائے کیا اچھا لفظ تھا "نازنین! خیر اسے اب مین اپنی معشوقہ کی شان مین استعمال نہ کرونگا۔ سُنا مہدی تم بھی میری معشوقہ کو نازنین نہ کہنا"

مہدی "نہین مین کبھی نہ کہونگا۔ اب یہ سب باتین پھر ہو رہین گی اسوقت چل کے تم لیٹ رہو" فرخ کسی طرح جاتا نہ تھا مگر مہدی زبردستی کمرۂ خواب مین لے گیا اور اُسے لٹا کے خود محلسرا کو روانہ ہوا۔ مہدی نے چلتے وقت اپنے دل مین کہا "فرخ کا عشق بیشک اب جنون کے مرتبے کو پہونچ گیا۔ طشت از بام ہوا ہی چاہتا ہے۔ ہمتو ہزار چھپائین مگر ایسی باتین کہین چھپانے سے چھپتی ہین۔ پھر اس کے بھائی ایسے دشمن ہین کہ جان کے خواہان ہو رہے ہین۔ اب اسکی اطلاع اسکی والدہ کو کر دینا چاہیے۔ ایک تو مصلحت بھی اسی مین ہے دوسرے بعد کو کسی اور ذریعے سے معلوم ہوا تو اونکو مجھ سے شکایت ہوگی" بس اسی خیال سے مہدی محلسرا کو روانہ ہوا کہ فرخ کی مان کو اُسکے بیٹے کے پُرشور عشق کی خبر دے۔

فرخ پلنگ پر پڑا اپنے خیالات مین غلطان و پیچان تھا "مجھے کیا کرنا ہوگا؟ مین اپنے آپ کو بڑی سخت مصیبت مین مبتلا پاتا" (چونک کے شانے کو ہاتھ سے سہلا کر) افوہ! کس زور سے کاٹا ہے! کیا پلنگ مین کھٹمل ہو گئے؟" (کروٹ بدل لی) "مین غور کرتا ہون تو دُنیا کی ہزارون چیزون کو اپنے ساتھ وابستہ پاتا ہون۔ کیا سبکو یک قلم ترک کر دون؟ طبیعت تو یہی چاہتی ہے۔ جس کسی سے علاقہ ہی نہ" (کمر مین کھجلا کر) "واقعی بڑے کھٹمل ہو گئے ہین۔ خیر جب کسی سے علاقہ ہی نہ رکھا تو پھر گھر مین رہا تو کیا اور کسی طرف نکل گیا تو کیا"

"کھٹملون پر کیا موقوف ہے۔ یون بھی تو چین نہین پڑتا" (پھر کروٹ بدلی) "ہان غرض یہان رہنے کا معاذ اللہ خون نکل آیا ہو تو جب مین" (رو اٹھے

بازو کو زور سے سہلا کر) "عجیب نالائق خدمتگارون سے سابقہ پڑا ہے۔ کمر کو صاف نہین رکھتے پھر بھی لیجیے موجود ہین۔ مین کیا کہہ رہا تھا؟

غرض یہان رہنے کا کوئی نتیجہ نہین۔ والدہ ہین میری حالت دیکھ دیکھ کر اونکو اور خفقان ہو جائیگا" (اور طرف کروٹ لی)

"اور یون آزادی اور تنہائی مین جدہر چاہونگا نکل جاؤنگا۔ جہان چاہون گا بیٹھ جاؤن گا۔ جس جنگل مین جی چاہا دو گھڑی بیٹھکر خیال یار سے باتین کرلین۔ اُفوہ! کیا اُلجھن ہے۔ کسی کل چین ہی نہین پڑتا" (کروٹ بدلکر) "جو مصیبت سر پر پڑیگی والدہ ایک ہی دفعہ جبل لین گی" (یاس کی صورت بنا کر) "میری معشوقہ کبھی مجھے ملیگی تو ہے نہین خیال یار ہی سے کام ٹھہرا تو پوری تنہائی کیون نہ" (گھبرا کے اُٹھ بیٹھا) یہان کسی طرح چین نہ پڑیگا چلو باغ مین ٹہلون۔ شاید دل بہل جائے" کوٹھی سے نکلکر باغ مین پہونچا) "کیا یہ پہولون کے درخت اور یہ کہلا ہوا باغ اس قابل نہین ہے کہ اسمین بیٹھکر اپنی پیاری معشوقہ کو یاد کرون؟ نہین یہان عزیز آشنا آکے ستائینگے۔ یاد جانان کا پورا فرد تو اس کوٹھی کے قرب جوار مین کہین بھی نہین ہے یہ پھول کیسا خوبصورت اور نازک ہے۔

میری معشوقہ کے رخسارے بس ایسے ہی ہین۔ نہین نہین۔ یہ تو اسوقت دھوپ سے مُرجھا سا گیا ہے۔ اُسکے گالون پر ہر وقت شادابی اور تروتازگی رہتی ہوگی اُسکا حسن صدا بہار ہے" "دل تو یہان بھی نہین لگتا۔ آؤ ذرا سڑک پر چل کر دل بہلاؤن (پھاٹک سے باہر نکل کے) "تو یہان بھی خاک اُڑ رہی ہے۔ کہان جاؤن؟ اچھا چلتا ہون۔ آخر کہین دل تو بہلے گا" انہین خیالات مین ڈوبا ہوا کسی طرف کو چلدیا

تیسرا باب

"بھئی سُنا۔ ہم اب آغا کے اکھاڑے مین جانا چھوڑ دین گے"

"حقیقت مین اب وہان بے ایمانی ہونے لگی وہ اکھاڑا اس قابل نہین رہا کہ کوئی مرد آدمی وہان جائے جسے جانا ہو اپنی آبرو سے ہاتھ دھو کر جائے"

"اور یقین جانو ہمنے جانا چھوڑ دیا تو اکھاڑا ٹوٹ جائے گا"

"اجی کوئی وہان پیشاب کرنے جائیگا نہین"

"سب ہی دیکھ رہے تھے کہ دنگل مین بھولا کشتی کہا گیا۔ پیٹھ لگ چکی قادر نے بڑی پیاری کشتی نکالی تھی۔ مگر نیچے کے اکھاڑے والون نے ایسا نچھیڑا نکالا کہ بیچارا منہ دیکھ کے رہگیا۔ اور آغا کھڑے منہ دیکھا کیے"

"مجھے تو غصہ آچلا تھا۔ جی مین آیا کہ بھڑ پڑون مگر آغا کو خاموش دیکھکر مین بھی کچھ نہ بولا"

"نہین جی نہین جب اپنے اکھاڑے والون کی اتنی بھی طرفداری نہ کی تو کسی کو ایسی پڑی ہے کہ جائے گا"

"لو بڑے بھائی بھی آگئے" (بھائی کیطرف دیکھکر) "کیون بھائی صاحب آپ بھی تو اوسروز موجود تھے" "دنگل مین نا؟ لاحول ولاقوۃ کتنی بڑی بے عزتی ہوئی ہے" "بے عزتی۔ یہ نہین کہتے کہ آغا کے وہان جانا اب کسی مرد آدمی کا کام نہین ہے (دروازے کے سامنے باہر کو دیکھکر) لو اب چپ رہو وہ خود چلے آتے ہین۔ "کون؟ ارے آغا جی اور کون۔ تو چپ کیون رہین کیا کچھ ڈرتے ہین"

"یہ مناسب بات [illegible] گئے (ہاتھ سے اشارہ کرکے)۔

"ذرا بیٹھ لینے دو"

(آغا کی طرف دیکھکر) "فرمایئے استاد خراج تو اچھا ہے؟"

آغا "سب خدا کا شکر ہے"

"کیا خبر مین ہین"

آغا۔ (پہلے شخص کیطرف دیکھکر) "تم کل اکھاڑے مین نہین آئے مزاج تو اچھا ہے"

"جناب سچ تو یون ہے کہ آپ کا اکھاڑا اب شریفون کے قابل نہین رہا"

آغا "کیون؟ اسکا کیا مطلب ہوا؟"

"اُس روز دنگل مین آپ کے استاد نے بڑی ہیٹی کی"

آغا "کس روز؟"

"اُس روز جسدن قادر نے کشتی نکالی تھی اور کس روز؟"

آغا "بھئی سچ کہون میرے نزدیک تو بھولا کی پیٹھ لگنے نہین پائی تھی مین بولتا

تو کیا بولتا ؟"

"اور سُننا آنکھون مین خاک ڈالتے ہین"

آغا "میرا یقین نہین ہے۔ دیکھو وہ بہادر علی آتے ہین اونسے پوچھ لو یہ بھی وہان موجود تھے" (بہادر علی سے) "کدھر سے آتے ہو ؟"

بہادر علی "اسوقت تو مین لاڈو کے ہان سے آتا ہون"

آغا "لاڈو کون ؟"

بہادر علی "اجی وہ چاندنی چوک سے دریبے کو جاتے ہوئے نکڑ والے کمرے پر نہین رہتی ہین ؟" (اُس شخص کیطرف دیکھکر جو کمرے مین پہلے سے بیٹھا تھا) "انکو ایک خوشخبری سُنانے آیا ہون۔ واللہ پھڑک اوٹھین۔ کچھ مٹھائی قبولین تو بتاؤن گا"

"مٹھائی ہر وقت حاضر ہے کہو تو سہی ؟"

بہادر علی "تمہارے بھائی کے متعلق ہے"

آغا "انکے بھائی کون ؟"

بہادر علی "فرخ کو نہین جانتے ہو !"

بہادر علی کا اتنا کہنا تھا کہ دونون آدمیون کے چہرون سے خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ایک تو وہ جسکے قول سے یہ باب شروع ہوا ہے اور دوسرا وہ جسے آتے دیکھکر اُسنے کہا تھا کہ "لو بڑے بھائی آ گئے" غالب ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ دونون کون تھے۔ یہ دونون فرخ کے نامہربان بھائی تھے۔ بڑے کا نام مسعود اور چھوٹے کا نام مقصود تھا۔

یہ دونون عرصے سے فرخ کے دشمن ہو رہے تھے۔ انہین سخت ناگوار تھا کہ فرخ کیون مہدی سے مل گیا۔ اصل تو یون ہے کہ اس بات کو اپنی دشمنی کا ایک بہانا قرار دے لیا تھا۔ دونون سخت نالایق تھے۔ پڑھے لکھے بھی واجبی ہی واجبی تھے۔ جب فرخ کے والد نے انتقال کیا ان دونون نے اپنا ترکہ بٹا لیا۔ انسان کا یہ قاعدہ ہے کہ اُسکے مزاج کی کیفیتین اور اوس کے دل کا جوش اور اوسکی طبیعت کا میلان اوسوقت ظاہر ہوتا ہے جب کچھ

مال و دولت اوسکے ہاتھ مین ہو۔ ہم اپنے غریب دوستون کی نسبت اکثر یہ خیال رکھتے ہین کہ دُنیا مین اگر یہ کسی با اختیار حیثیت پر ہوتے تو مفید شخص ہوتے مگر ہمارا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ چونکہ اُن لوگون کے ہاتھ مین روپیہ نہین ہے اس وجہ سے اُنکی طبیعتون کے جوش ظاہر ہونے کا موقع نہین پاتے اگر یہ دولتمند ہو جائین تو کیا عجب کہ سب سے زیادہ بدتر شخص ہون۔

غرض بُری صحبت کے باعث فرخ کے دونون بہائیون کے دلی جذبات نہایت خراب ہو رہے تھے۔ باپ کا ترکہ تقسیم کرانے کے بعد اون کا ظہور ہوا۔ پہلے انسے الگ ہو گئے اُسکی کبھی جھوٹون خبر پوچھنا بھی انہین نہ نصیب ہوا اور رات دن عیاشی اور اوباشون کی صحبت ہی سے انہین سروکار تھا۔ چند روز مین ساری دولت اُڑ گئی جس کا فرخ کو نہایت افسوس تھا فرخ کے ساتھ ان دونون کو اسبات کا حسد تھا کہ وہ پھوپھی کی جائداد کا مالک ہو جائیگا اپنی پھوپھی کی دولت کو یہ بڑی طمع کی نگاہ سے دیکھتے تھے انکو یقین تھا کہ پھوپھی کی بیٹی کی شادی اگر فرخ کے ساتھ نہ ہوئی تو خاندانی قیدین اون کی نالائقی کو سُک کر دینگی اور پھوپھی مجبور آ ان دونون مین سے کسی کو اپنی داماد ی مین قبول کر لینگی۔ غرض ایسے ہی ایسے خیالات تھے جنھون نے اُنکو فرخ کی دشمنی پر آمادہ کر دیا تھا۔ یہ فرخ کی جان کے خواہان تھے اور ایک آدو دفعہ اسکی کوشش بھی کی مگر ناکام رہے۔

اسوقت مقصود بیٹھا اپنے دوست مرزا سے باتین کر رہا تھا کہ مسعود بھی آگیا۔ اوسکے بعد آغا آئے اور پھر بہادر علی آئے۔ جب بہادر علی نے فرخ کا نام لیا تو مقصود اور مسعود دونون ایک مسرت سے اوسکی طرف دیکھنے لگے اور کسی عمدہ خبر کے منتظر ہو گئے۔

مرزا "اُنکی تو اب دو ہی چار روز مین شادی ہوا چاہتی ہے"

بہادر علی "جی ہو چکی۔ شادی نہ ہوئی خالہ جی کا گھر ہوا"

مرزا "چوک گئے یار خالہ نہین پھوپھی کا گھر کہا ہوتا"

مسعود۔ (مسکرا کر) "خوب! اے میان بہادر علی وہ خوشخبری سناؤ"

آغا" ابھی نہ ذرا انکا شوق تو بڑھنے دو"
مسعود" نہین جی تم یہان بھی کرو"
بہادر علی" فرخ تو اب عاشق ہو گئے"
مسعود" کس پر؟"
مقصود" آپ تو بیوقوف ہین کسی ہوبن بن پر عاشق ہو گئے ہونگے جیسی وہ ویسی فرشتے"
مسعود" اسے کبھی تمیز نہ آئے گی"
مقصود (بگڑکر)" آپ مجھے کوئی اور نہ سمجھیے گا جہان تک آپ کا لحاظ کرتا ہون جیسے انکا دبا کہاتا ہون مجھے اپنے باپ کی تو مروت سے نہین"
مسعود" اب مین دیکھتا ہون شامتین آئی ہین جہانتک طرح دو سر چڑھتا آتا ہے"
مقصود" تو کچھ مجھسے آپ ایسے کڑے بھی نہین ہین"
مسعود- (ہنسکر) اچھا تو اب مجھے اپنا کڑا پن دکھا ہی دین"
مسعود نے لپک کے مقصود کے ٹپے لیے اور وہ جو مسعود کا ٹیٹو لیتا ہے تو مسعود کی آنکھین باہر نکل آئین- مرزا اور آغا اور بہادر علی تینون اونھہ کہڑے ہوئے" ہان ہان! ہان ہان! جانے دو! جانے دو! ارے بھئی یہ بھائیون بھائیون مین؟"
غرض بہزار دقت دونون کو چھوڑایا اور بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دی قاعدے کی بات ہے کہ ایسے لوگون کے جوش ذرا ہی مین اوبھر پڑتے ہین اور چونکہ غیرت کا بالکل خیال نہین ہوتا فوراً دفع بھی ہو جاتے ہین- غرض بہادر علی سے خوشخبری سننے کے لیے دونون بھائی پھر سنبھل بیٹھے" ہان جی ہان- میان بہادر علی فرخ کس پر عاشق ہوئے؟"
بہادر علی" کس پر بتاؤن- یہ تو کسی کو پتہ ہی نہین لگتا بلکہ مین جانتا ہون خود انکو بھی نہ معلوم ہوگا کہ مین کس پر عاشق ہوا ہون"
اس جملے پر قہقہہ پڑا-
بہادر علی" ہنسی کی بات نہین ہے مین ابھی ابھی لاڈو کے وہان سے آتا ہون- لاڈو کی وہ نوچی نہین ہے دلبر"

مرزا "سچ کہنا کیا جوبن ہے اوسپر! واللہ قیامت ہے۔ ایسی زنین تو دیکھی نہین"

مقصود "اور ابھی اوس کا سن ہی کیا ہو سبت کوئی پندرہوان یا سولہوان برس ہوگا"

مسعود "یار تو اوسکے وہان چلنا چاہیے"

مقصود "اب چھوٹون کے ہوتے ہوئے بزرگ کیا جائینگے۔ اب کیا مین جاؤنگا"

مسعود منسکر چکا ہو رہا اور بہادر علی کیطرف دیکھکے کہنے لگا "پھر کیا ہوا؟"

بہادر علی "تو جناب فرخ کے وہ کون بھائی بمبئی سے آئے ہین! بھلا سا نام ہے۔ ہان مہدی۔ اونہون نے کیا کیا کہ دلبر کو لے جاکے فرخ کے سامنے کردیا اور کہا تمہاری معشوقہ یہی ہے۔ فرخ کو جو وحشت نے گھیرا تو اوٹھہ کے بھاگے۔ مین نے سنا ابھی تک پتہ نہین لگا۔ غرض اونکا عشق بڑھی زور دن پر ہے۔ وحشت مین خدا جانے کہان مارے مارے پھرتے ہونگے۔

مسعود "واللہ بڑا عمدہ موقع ہاتھہ لگا۔ اب اسکی شادی نہ ہونے دو اور بھئی وہ تو ہمیشہ سے بدمعاش تھا۔ پھوپھی بیچاری کیا جانین۔ جو لوگون نے کہدیا اونکی پر راضی ہوگئین۔ پھوپھی یہان رہی ہون تو جانین۔ پھوپھا ہمیشہ لکھنؤ مین رہے وہ بھی اُنکے ساتھ وہین رہین۔ جب تک وہان تھین اون کی لڑکی میرے ساتھہ منسوب ہونے کو تھی اب پانچ مہینے ہوے پھوپھا کی بیوی کے یہان چلی آئین تو لوگون نے کچھ ایسی رخنہ اندازیان کین کہ نسبت چھوٹ گئی اور فرخ کے ساتھہ اپنی بیٹی کی شادی کا ارادہ کیا۔ خدا کرے اوس کمبخت کا کہین پتہ نہ لگے۔

مقصود "سنا بھئی وہ جو تجویز ہم تم سوچے تھے اب اوسکا ٹھیک موقع ہے۔ وحشت مین تنہا مارا مارا پھرتا ہوگا کہین جنگل ہی مین اوسکا کام تمام کردیا جاے تو خوب ہو"

مسعود "ہان ہان! سبت ٹھیک۔ ایسا موقع پھر ہاتھہ نہ لگے گا"

مقصود "اچھا تو اسوقت پانچ آدمی ہین اور پانچون دلی دوست ہین۔ آپسمین اقرار ہوجاے کہ کسی کو کانون کان خبر نہ ہو اور پانچون آدمی ملکر فرخ کا

جھگڑا ہی پاک کر دین"
آغا "سچی مین ہر طرح حاضر ہون تمہارے ساتھ جانے نیے مین بھی تامل نہ ہوگا؟"
مرزا "مین کیا تمسے مُنہ موڑونگا اجی خدا نے چاہا تو سب سے آگے ہونگا"
بہادر علی "یار ذرا سوچ سمجھ لو اور یون تمہارا ساتھ دینے کو تو مین بھی تیار ہون"
آغا "اجی سب سمجھا ہوا ہے۔ کسی کو معلوم ہی کیا ہوگا؟"
بہادر علی "بھان بس یہی مطلب ہے مگر سب کے سب آدمیون کا شریک ہونا ٹھیک نہین۔ بس جن دو آدمیون کو چاہو تجویز کر لو"
آغا "ہان خوب صلاح بتائی۔ بس ایک مسعود ایک مین۔ کیون کافی ہے نا"
مرزا "اور ہمین نہ لوگے؟"
آغا "تم بھی سہی۔ تین آدمی ہونگے تو کیا خرابی ہوگی؟"
مسعود "تو ہو گئی"
آغا "ہان ہان جی ہو گئی۔ اب اوسکا پوچھنا ہی کیا؟"

چوتھا باب

فرخ کی مان رو رہی تھین کہ خود فرخ آیا اور مان کے گلے سے لپٹ گیا اور کہنے لگا "امان جان مجھے بڑی فکر ہے۔ مارے فکر کے مین گھلا جاتا ہون۔ اب امان مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دُنیا ہی مین میرا تمہارا ساتھ چھوٹ جائیگا دیکھو امان جان گھبراتا نہین۔ بھائی مہدی میری جگہ تمہاری خدمت کو ہمیشہ حاضر رہین گے۔ تم اونہین میری ہی جگہ پر سمجھ لینا۔ اور سُنتے ہو بھائی مہدی دیکھو امان جان کو مین فقط تم پر چھوڑے جاتا ہون" (آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے) "دیکھیے اب خدا کب ملاتا ہے۔ مہدی میرا کہا سُنا معاف کرنا۔ میرے بعد تم اکیلے رہجاؤ گے" یہ کہکر فرخ چلا مان رونے لگی اور مہدی نے چاہا کہ لپک کے اُسے روکے فرخ بھاگا جاتا ہے اور مہدی پیچھے دوڑا جاتا ہے کہ اُدھر سے ایک شیر آگیا۔ مہدی سہم کر رہگیا اور شیر نے فرخ کو سخت زخمی کیا۔ مگر فرخ نے پھرتی سے شیر کی آنکھین

پھوڑ دین۔ فرخ کے تمام بدن سے خون بہہ رہا ہے۔ اور خون کے نکلنے سے اوسکی حالت غیر ہوتی جاتی ہے۔ فرخ کی آنکھین تیرا گئین اور ایسا معلوم ہوا جیسے اوسکی جان نکل رہی ہے۔ مہدی گھبرا گھبرا کے فرخ کی طرف دیکھہ رہا ہے کہ سامنے سے ایک اور شیر نمودار ہوا اور زور سے گرج کر اوسنے مہدی پر حملہ کیا۔ مہدی بھاگا دور پہونچکر پلٹ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ شیر فرخ کے بدن کو پھاڑ رہا ہے۔ اتنا دیکھنا تھا کہ مہدی نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ تمام کوٹھی گونج اوٹھی اور آنکھہ کھل گئی۔ یہ خواب دیکھکر مہدی کی آنکھہ جو کھلی تو اوسنے اپنے تئین نہایت ہی پریشان پایا۔ کچھہ دیر تک پلنگ پر سہما ہوا پڑا رہا اور جب دل زیادہ گھبرایا تو کوٹھی کے اوس طرف جدھر جمنا بہہ رہی تھی جا کے ٹہلنے لگا۔ صبح ہو چکی تھی۔ مشرق کیطرف آسمان کے کنارے پر سپیدۂ صبح نمایان تھا۔ جس طرح کوے یار مین دل عشاق بکھرے ہوتے ہین اوسی طرح آسمان پر ستارے بکھرے ہوئے تھے۔ آسمان ہجران نصیبون کی سوگواری کا سیاہ لباس اُتار رہا تھا۔ مہمانان شب کے رخصت ہونے کا پر حسرت عالم ستارون سے دیکھا نہ جاتا تھا۔ اپنی آنکھین بند کیے لیتے تھے۔ پڑوس کے شوالے کا چراغ جو رات بھر روشن رہچکا تھا اس وقت کسی جان بلب کیطرح ہچکیان لے رہا تھا۔ نسیم سحر کے ہلکے ہلکے جھونکے برسات کے موسم مین جبکہ اُمس ہوا کرتی ہے بہت غنیمت معلوم ہوتے تھے۔ جس طرح رات بھر فراق یار مین نالہ وزاری کرنے والون پر اس ٹھنڈی سُہانی ہوا کے باعث غنودگی سی طاری ہو گئی تھی اوسی طرح ایک یوسف صورت سے کوٹھی کی شمعین بھی خاموش ہونے لگی تھین۔ دریا خوب چڑھا ہوا تھا۔ اور کوٹھی کے صحن مین پانی آجانے کو دو ہی تین سیڑھیان باقی رہگئی تھین۔

جمنا کا تیز دھارا لہرا لہرا کے کوشش کرتا تھا کہ سپیدۂ صبح کے عکس کو اپنے ساتھہ بہا لیجاے۔ دُنیا والون سے رخصت ہوتا ہوا اندھیرا جہان مہمانان

شب کو اُن کی بیوفائی کے ٹھکانون پر پہونچا رہا تھا وہان اوس نے دو چار پیاری صورتین تارون کی چھان مین لب جمنا بہی لاکے کھڑی کردی تھین شوالے کے گھاٹ پر پانی کا زیادہ پچکولے لینا نگاہون کو اپنی طرف متوجہ کرلینے مین کسی کے چھڑون کی جھنکار سے کم نہ تہا۔ نگاہین صبح کے اندھیرے مین عجب لطف کے ساتھ اوس لہراتے پانی کے تھپیڑے کھا رہی تھین جو شوخیون کے ساتھ مہوشون کے گورے گورے پنڈرون کو چھو چھو کے بھاگتا تہا۔ یہ سمان اور یہ وقت دل بہلانے کے لیے کافی تہا مگر مہدی کی نگاہ کے سامنے خواب کی تمام باتین پہر رہی تھین وہ فرخ کا بہاگنا۔ وہ اوسکا پیچھے دوڑنا۔ وہ شیرون کا آنا۔ اور وہ فرخ کے نزع کا عالم یہ سب اوسکو پریشان کیے دیتے تھے مہدی دل مین کہنے لگا ہائے فرخ! کیا تمنے ہمیشہ کے لیے ساتھ چھوڑ دیا؟ افسوس تمہارے دوستون کا کیا حال ہوگا تمہاری مان کس طرح زندہ رہین گی؟ ہائے! تم اپنے بہائی مہدی سے ہمیشہ کے لیے جُدا۔ نہین یہ تو خواب تہا۔ خواب و خیال کا کیا اعتبار! فرخ ابہی زندہ ہوگا۔ ہوگا نہین ہے۔ فرخ کی وحشت نے اوسے ہاتھ سے کہویا۔ دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہے۔ مین نے بڑا پریشان خواب دیکھا۔ ایسے خواب انسان کے خیالات پر بُرا اثر کرتے ہین۔ فرخ کو گئے ہوئے آج کے دن ہوے؟ ہفتہ ایک اتوار دو دوشنبہ تین منگل چار بُدھ پانچ ہان آج پانچ دن ہوئے۔ خدا جانے کہان ہوگا! ادہر اُدھر جنگلون کی سیر کر رہا ہوگا۔ کیا جانے راتین کہان بسر کی ہون گی۔ اور دن کہان گزرے ہونگے۔ یہ اوس کے سر پر کیا وحشت سوار ہوئی؟ ہائے! عشق بُری بلا ہے۔ فرخ کے دشمن بہت ہین۔ اوسکے بہائی جان کے خواہان ہین۔ اب جس روز سے فرخ گیا ہے تلاش کرنے مین کوئی کسر نہین اوٹہا رکہی گئی۔ تمام گلی کوچے اور تمام قریب قریب کے جنگل سب چھان مارے۔ اُنکی والدہ جانتی ہین کہ مین بے فکر ہون۔ اور فکر کا حال تو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ مگر اونکا کہنا بہی حق بجانب ہے اُنپر بن پی ایسی گئی اجباب

ذرا روز روشن ہولے تو پھر ڈھونڈھنے کی کوشش کرون" یہ کہکر مہدی پھر وقت کی دلچسپیون کی جانب متوجہ ہوا۔ اب چڑیان چہچہانے لگین تھین اور ستارے جھلملا جھلملا کے غائب ہوگئے تھے۔ ویسے ہی گھڑیال نے پانچ بجائے۔ اور اُدھر شوالے کے نیچے سیڑھیون پر نازک بدن نہانے والیونکا زیادہ جھرمٹ نظر پڑا۔ مہدی ان کیفیتون کو دیکھ رہا تھا کہ اُسے کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ پلٹ کے دیکھا۔

مہدی "کون حسینی خانم!"

حسینی خانم "جی حضور۔ بیگم صاحب نے پوچھا ہے کہ صاحبزادیکی کچھ خبر معلوم ہوئی؟"

مہدی "میری جانب سے تسلیمات عرض کرنا اور کہنا ابھی تک کچھ حال نہین معلوم ہوا"

حسینی خانم "یا خدا اونکا کہین جلدی پتہ لگے" کیا کہون بیگم صاحب کا تو یہ حال ہے کہ دانا پانی مطلق حرام ہوگیا۔ رونے دھونے کے سوا کوئی کام ہی نہین"

مہدی۔ (آبدیدہ ہوکر) "تمام ڈھونڈھا مگر کسی طرف پتہ ہی نہین لگتا۔ تم جاؤ کہدینا کہ آپ گھبرائیے نہین۔ خدا نے چاہا تو آج ہی کل مین پتہ لگا جاتا ہے"

حسینی خانم۔ (سلام کرکے) "تو مین جاتی ہون۔ یہی کہدونگی" حسینی خانم یہ کہکر چلی گئی

مہدی پھر ٹہل ٹہلکر عالم خیال سے باتین کرنے لگا "اب کدھر جاؤن؟ کہان تلاش کرون؟ کون جگہہ ڈھونڈھنے کو چھوڑ دی گئی ہے جہان اب جاؤن آج کا خواب کیسا پریشان تھا؟ ابتک یاد آجاتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین یہ مجھے بھی معلوم ہے کہ خواب تھا اوسکا کچھ اعتبار نہین۔ مگر خدا جانے یہ کیا بات ہے کہ ایک گھبراہٹ سی ہے۔ ہزار دل بہلاتا ہون مگر طبیعت کی اُلجھن کسی طرح موقوف ہونے کو نہین آتی" (آہٹ پاکر) کون ہے"

خدمتگار۔ (سامنے آکر) "جی مین ہون"

مہدی "کیون؟"

خدمتگار "ایک صاحب آئے ہین"

مہدی۔ (دل مین) "کہین بلا لون؟ (ادھر اُدھر دیکھکر) اہاہا! دھوپ

پھیل گئی!" (خدمتگار سے) "کمرے مین بٹھاؤ۔ مین ابھی آیا"
خدمتگار چلا گیا اور مہدی کچھ دیر کے لیے پھر فکر مین غرق ہو گیا۔ پھر چند منٹ کے بعد کوٹھی مین داخل ہوا "اخاہ! آغا صادق ہین۔ کیسے مزاج تو اچھا ہے؟"
آغا صادق "الحمدللہ آپ کی عنایت"
مہدی "مدتون کے بعد ملاقات ہوئی۔ یہ اسوقت کہان آنکلے؟"
آغا صادق "اب تو مین نے معمول کر لیا ہے کہ روز صبح کو تفریح کے لیے شہر سے باہر چلا جایا کرتا ہون۔ حضرت بڑا لطف حاصل ہوتا ہے اور سُنا آپ نے آج عجب اتفاق ہوا۔ وہ جو ظفر شاہ کی مسجد نہین ہے وہی جہان پر کہ انگریز اور انگریزنین گیند کھیلا کرتی ہین اوسکے ادہر جمنا کے کنارے تک جو جنگل چلا گیا ہے وہان رات کسی کو کسی نے مار ڈالا۔ خون ضرور ہوا ہے۔ مگر پتہ نہین چلتا کہ کون مار ڈالا گیا۔ سُنا ہے کہ ایک ہاتھ کٹا پڑا ہوا ملا۔ اور خون کے تو جیسے پرنالے بہے ہین۔ مین ابھی تو وہین سے آتا ہون۔ خاص شہر مین تو یہ اندھیر ہو رہا ہے اب آپ ہی بتائیے کہ دور کیا حال ہوگا؟"
یہ سُنکر مہدی کو رات کا خواب یاد آگیا فوراً اسکے چہرے سے حسرت برسنے لگی۔ (دل مین) "خدا کرے فرخ بخیریت ہو۔ مجھے اوسکے بھائیون سے اس بات کا بھی خوف ہے۔ ہائے! فرخ کے ہوش و حواس کہان گئے؟" (ظاہر) "تو جناب آغا صاحب یہ بڑے اندھیر کی بات ہے۔ اب تو یہان کے بدمعاشون سے ڈرنا چاہیے"
آغا صادق "کیا عرض کرون۔ میرے تو حواس نہین بجا رہے"
مہدی "خدا جانے کسکی زندگی پوری ہو گئی تھی؟ ہان قاتلونکا بھی کچھ پتہ لگا؟"
آغا صادق "ابھی ٹھیک تو معلوم نہین۔ مگر دو ایک آدمی ماخوذ ہوئے ہین۔ ایک تو جمنا کے کنارے ایک کرارے کی آڑ مین بیٹھا اپنے کپڑون سے خون دھو رہا تھا اور شاید پولیس کے آدمیون کو آتے دیکھکر تلوار پانی مین پھینک دی اور دوسرا تلوار لیے اوپر کھڑا تھا۔ اور تلوار پر جا بجا خون کے لوتھڑے بھی جمے ہوئے تھے۔ دونون فوراً گرفتار کر لیے گئے؟"
مہدی "کچھ معلوم ہوا کون لوگ؟" آغا صاحب علی بھی آگئے۔ انسے خوب پتہ لگے گا

کیون صاحب یہ شہر مین کیا ہنگامہ ہوگیا؟"
اصغر علی کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے پہلے تو ہزار کوشش کی مگر آواز مُنہ سے نہ نکل سکی۔ آخر اپنے تئین بہت سنبھال کے کہا "بھائی کیا پوچھتے ہو؟ زندگی کا مزہ جاتا رہا"
مہدی۔ (اصغر علی کی طرف غور سے دیکھکر) "ارے بھئی سدھ جلد بتاؤ کیا ہوا کیا؟"
اصغر علی۔ "تمکو ابتک خبر نہین! ہاے اس جانگداز صدمے کے خبر سُنانا بھی میری قسمت مین لکھا تھا؟" (مہدی خود بخود چونک کے اُسکی طرف بغور دیکھنے لگا) "ہاے بھائی فرخ مارڈالے گئے!"
خدا جانے یہ کس قیامت کا جملہ تھا کہ یک بیک سب طرف ایک مایوسی کا سکوت پیدا ہوگیا۔ ایک ایک کی صورت دیکھتا رہگیا۔ چہرون سے ظاہر ہونے والی حسرتین ایکدوسرے سے اشارہ کرنے لگین۔ چشم زدن مین کچھ ایسا انقلاب ہوا کہ ایک عالمگیر سناٹا ہوگیا۔ اور کوٹھی۔ باغ۔ دیوار۔ در۔ پھول۔ پتے۔ جس چیز کو دیکھو اوسپر بیکسی برس رہی تھی۔ مہدی چند منٹ بیٹھا رہا۔ دل بھرا ہی آتا تھا مگر اُسنے بلا کا ضبط کیا اور نگاہ نیچی کیے فرخ کی تصویر جو عالم خیال مین اوسکی نظر کے سامنے پھر رہی تھی دیکھا کیا۔ اتنے مین مشتاق آیا اور آتے ہی اُس نے دروازے پر ایک چیخ ماری اور ڈاڑھین مار مارکے رونے لگا۔ مشتاق کے رونے کی آواز سُنکر مہدی سے بھی نہ رہا گیا وہ کُرسی سے اُٹھکر کھڑا ہوگیا۔ اور باواز بلند رونا شروع کیا۔ کوٹھی بزم ماتم ہوگئی۔ اور گریہ وبکا کی دلخراش آواز دراز ون سے نکل نکلکر ہوا مین گونجنے لگی۔ صدائے نالہ وفریاد محلسرا مین پہونچی۔ فرخ کی مان گھبرا اُٹھی۔ ایک آہ سرد بھری اور کہا "الٰہی میرے بچے کی خیر۔ حسینی خانم دوڑ تو دیکھو یہ کوٹھی سے رونے کی کیسی آواز آرہی ہے۔ حسینی خانم باہر آئی۔ جب تک حسینی خانم باہر سے پلٹ کر آئے آئے اوس کا یہ عالم تھا کہ ایک پاؤن اس دالان مین تو دوسرا اوس دالان مین کسی طرف چین ہی نہین آتا تھا۔ اتنے مین حسینی خانم باہر سے آئی۔ خاموش مگر صورت پر حسرت برس رہی ہے اور آنکھون سے آنسو جاری ہین۔
فرخ کی مان۔ (زور سے فریاد کرکے) "ہے ہے! ارے یہ تو مین پہلے ہی سے

سمجھی تھی۔ ہائے میرے فرخ! ارے مین نہ سمجھی تھی تو مجھے یون دغا دیگا۔ ارے میرے نازون کے پالے! (حسینی خانم کی طرف ایک جوش حسرت سے دیکھکر) نے حسینی خانم جو کچھ کہنا ہو کہو۔ ارے مین اپنے بچے کی سُنانی تو سُن لون"

حسینی خانم۔ (شور کرکے) "ہے ہے! بی بی مین کیونکر کہون۔ میری زبان تک کیونکر آئے گا۔ ہائے! ظالم دشمنون نے گھر ہی تباہ کر دیا" فرخ کی مان نے اتنا سُننا تھا کہ ایک چیخ ماری اور غش کھا کے گر پڑی۔ تمام محل مین کہرام مچ گیا مہدی کی مان لپک کر گلاب پاش اوٹھا لائی۔ آنکھون سے برابر ٹپ ٹپ آنسو ٹپکتے جاتے تھے مگر گلاب چھڑکا۔ تھوڑی دیر کے بعد فرخ کی مان کو ذرا ہوش آیا مصلحتاً نالہ و فریاد موقوف کیا گیا۔ اور عورتین اپنے اپنے ذہن کے موافق فرخ کی مان کا دل بہلانے کی کوشش کرنے لگین۔

ادہر کوٹھی مین جب سب کو رونے سے ذرا سکون ہوا تو مہدی نے کہا لے اب رونا تو عمر بھر کے لیے ہے۔ تجہیز و تکفین کی فکر کرنی چاہیئے"

اصغر علی "تجہیز و تکفین کب کی کیجیے گا! لاش کا بھی پتہ ہو۔ مین نے کیا کوئی بات اوٹھا رکھی ہے۔ رات کو جب مین اونہین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے واپس آیا تو حیدر ایک لڑکا ہے اوسنے کہا کہ فرخ شام کو ظفر شاہ کی مسجد کے صحن مین تن تنہا بیٹھے تھے اوسوقت تو مین جا سکا نہین صبح پو پھٹتے ہی وہان پہونچا دیکھا تو ایک ہنگامہ برپا ہے پولیس کے آدمی رات ہی کو پہونچ گئے تھے مگر کوئی یہ کیا جانے کہ فرخ تھے۔ جا کے دیکھا تو ایک ہاتھ کٹا ہوا پڑا ہے۔ لاش کا کہین پتہ نہین۔ خون بہت بہا ہوا زمین پر پڑا تھا۔ ہاتھ مین ایک فیروزے کی انگوٹھی تھی اوسپر نظر پڑنا تھی کہ قیامت ہو گئی۔ فرخ کے ہاتھ مین بھی مین نے وہی انگوٹھی دیکھی تھی۔ برقندازون نے لاش کے تلاش کرنے مین کچھ اوٹھا نہین رکھا مگر پتہ نہ لگنا تھا نہ لگا۔ خدا جانے ظالمون نے کہان چھپا دی ہے۔ اسوقت دریا مین بھی جال پڑ رہے ہین مگر مجھے لاش ملنے کی اُمید نہین۔

آغا صادق "مجھے اسکی خبر ہی نہ تھی۔ افسوس کیا صدمہ ہوا ہے۔ فرخ کا سا آدمی اب ہونا مشکل ہے۔ وہ شہید ہوئے مگر ہائے! اپنے دوستون کو عمر بھر کا

داغ دے گئے"

مشتاق "مزا برحق ہے۔ انسان دنیا مین کیا کیا سامان کرتا ہے اور غرور دیکھو تو سب ہیچ ہے"

آغا صادق "برحق برحق کہتے ہو اٹھ کھڑے ہوؤ اور مہدی سے رخصت ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوئے"

اصغر علی۔ (مہدی کے کان مین) "اور آپ نے یہ بھی سنا کہ یہ کام کس کا ہے؟ خود فرخ کے بڑے بھائی صاحب۔ ایک وہ اور ایک اور شخص دو آدمی ماخوذ بھی ہوے ہین۔ سنا ہے کہ کوئی اور بھی تھا مگر پتہ نہین لگا بھاگ گیا"

مہدی "اجی یہ تو مین پہلے ہی سمجھا ہوا تھا"

مشتاق "مسعود نا! اے حضرت وہی ہین۔ انکے سوا اور کوئی نہین ہو سکتا مین نے تو راستے مین سنا تھا۔ شہر بھر مین تہلکہ مچا ہوا ہے بلکہ مجھ سے لوگون نے یہ بھی کہا تھا کہ انکے بڑے بھائی ہی نے مار ڈالا"

مہدی "ہاے فرخ تو گئے مگر ان ظالمون سے اب ہم سمجھین گے۔ میان اصغر علی تم کو بھی گواہی دینا ہوگی۔ بھئی اور بھی جسکو اسکا حال معلوم ہو اسکو گواہی پر آمادہ کرنا۔ اجی مین چاہتا ہون کہ ان دونون سے بدلہ لون"

اصغر علی "یہ سب خدا نے چاہا تو ہو ہی رہے گا۔ خدا خود اوس خون ناحق کا بدلہ لے گا۔

پانچوان باب

فرخ کی پھوپھی "نصیبن کیا بجا ہوگا؟"

نصیبن "اے بیوی ابھی تھوڑی دیر ہوئی تین بجے تھے مگر ابھی دھوپ بہت تیز ہے بدلی بڑے زور سے اوٹھی ہے خدا کرے برس جاے"

فرخ کی پھوپھی "ہان ایک آدھ چھینٹا پڑ جاے تو ٹھنڈا ہو خاذ اللہ کس غضب کی اُمس ہے"

نصیبن "ٹھنڈک ہو جائیگی مگر بیوی ابھی کام بہت سے پڑے ہین بڑا ہرج ہوگا"

فرخ کی پھوپھی "اے ہان۔ اب دن ہی کتنے رہگئے ہین۔ آج بدھ ہے اور ہفتہ کو رات آئے اور ابھی سامان بہت باقی ہے۔ خدا کرے بڑے بھائی آجائین مین نے تو منجھلے بھائی کو بھی بلایا تھا مگر وہ آج کچھ کام بتاتے تھے۔ لو پانی برسنے لگا

یا اللہ شکر۔ اب تو بڑے بھائی کے آنے مین بھی مجھے شک ہے نصیبن سب دروازے کھول دو" دروازے کھول دیے گئے۔

فرخ کی پھوپھی" اے اُدھر کے دالان مین بوچھار جاتی ہوگی نصیبن شہزادی سے پکار کے کہدو ادھر نکل آئین وہان اکیلی کیا کر رہی ہین؟ میرا تو اس لڑکی سے ناک مین دم آگیا۔ مجھے بیٹھے چکی ہے مگر پردہ مین کسی طرح دل ہی نہین لگتا۔

نصیبن" نہین بیوی وہ تو پردے سے پانون بھی نہین باہر نکالتی ہین اسوقت اُدھر چوکی پر گئی تھین۔ خدا جانے کیا دل مین آیا کہ اُدھر ٹھہر گئین (پکار کے) اے صاحبزادی وہان بوچھار آتی ہوگی ادھر نکل آئیے دیکھیے آپ کی امی جان بلاتی ہین" شہزادی الڑھپن کے ساتھ پائنچے ہاتھ مین اوٹھائے دالان سے باہر نکلین اور ایک چلبلی بچین کی ادا سے کیچڑ سے بچا بچا کر پاؤن رکھتی سمٹ سمٹ کر مینھہ سے بچنے کی کوشش کرتی آئین اور پردے مین چلی گئین۔ تھوڑی دیر مین پانی برس کے نکل گیا۔ اسوقت ایک عجیب کیفیت ہو رہی تھی۔ قدرت نے نہایت ہی دلچسپ سمان باندھ رکھا تھا۔ برسنے والی کالی گھٹا کو ہوا اُڑا لے گئی تھی مگر سفید منتشر ٹکڑے آسمان پر پھیلے ہوے تھے۔ نکھری نکھری دھوپ سفید سفید مینھہ سے دھوئی دیوارون پر بڑا لطف دکھا رہی تھی۔ آفتاب کی کرنون کو جیسے پانی نے دھو دیا تھا۔ کیونکہ اونکی نازک روشنی کو نگاہ بڑی خوشگواری سے دیکھتی تھی۔ آسمان کی نیلگونی جیسے دن کی تپش کے بخارات نے میلا کر دیا تھا خوب پاک وصاف ہوگئی تھی۔ ہر چیز سے ایک تروتازگی ظاہر ہونے لگی۔ ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکون سے اُمس موقوف ہوئی اور پسینے خشک ہوئے۔

فرخ کی پھوپھی" اب خوب ٹھنڈک ہوگئی"

نصیبن" بیوی صبح سے کس شدت کی گرمی تھی"

فرخ کی پھوپھی۔ (سامنے دیکھکر) لو بڑے بھائی تو آگئے اور منجھلے بھائی بھی

دونون بھائی آئے اور کمرے مین بیٹھ گئے۔

فرخ کی پھوپھی "اے بھائی تم غفلت کرتے ہو اب فقط تین ہی چار روز رہگئے ہین۔ اُن مین کیا کرلوگے؟ ابھی زیور بہت سا باقی ہے۔ جوڑے بھی اب تک سب تیار نہین ہوے۔ چالولون کو تم سے کئی دفعہ کہہ چکی ہون مگر تمنے کچھ فکر نہ کی"

بڑے بھائی "تو گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ سب ہو جائیگا۔ ابھی وہ دن تو آنے دو۔ خدا نے بڑی تمناؤن سے یہ خوشی کا دن دکھایا ہے" منجھلے بھائی بولے "نصیبن تھوڑا پانی پلا دو۔

فرخ کی پھوپھی "یہ پانی پینے کا کونسا وقت ہے۔ اسوقت تو خدا نے ٹھنڈا کر دیا"

منجھلے بھائی "مجھے آج کچھ پیاس ہی بہت ہے۔ یہ چوتھا گلاس ہے" یہ کہکر نصیبن سے گلاس لیکر پانی پیا اور مُنہ پونچھکے "شادی تو ہو ہی جائیگی مگر آج مین نے ایک ایسی خبر سُنی ہے کہ مجھے بڑی فکر پیدا ہو گئی۔ بڑے بھائی اور فرخ کی پھوپھی دونون حیرت و اضطراب کے ساتھ صورت دیکھنے لگے۔

منجھلے بھائی "سُنتا ہون فرخ نے بڑی آوارگی اختیار کرلی۔ اوس کی نسبت کبھی ایسی باتین آج تک نہین سُنی گئی تھین۔ مگر مجھے یقین نہین آتا سُنتا ہون کسی عورت کے پیچھے آوارہ و سرگردان پھرا کرتا ہے"

فرخ کی پھوپھی "ہاے یہ میری تقدیر کی خطا ہے اُسکی خطا نہین۔ مگر بھائی سچ کہتی ہون جو کہین میری شہزادی کے دل کو کچھ صدمہ پہونچا تو میری زندگی اجیرن ہو جائے گی"

بڑے بھائی "ابھی کوئی تشویش کی بات نہین ہے۔ لوگ فرخ کے دشمن ہو ہی رہے ہین۔ کسی نے غپ اُڑا دی ہوگی۔ اوس کے مزاج مین ایسی آوارگی ہی نہین ہے۔ مجھے کبھی نہ یقین آئے گا۔ تم بسم اللہ کرکے نکاح پڑھواؤ مین خوب طرح سے دریافت کرلونگا تم اطمینان رکھو"

ایک ساما باہر سے سرپٹتی آئی اور کمرے کے پاس پہونچکر زور سے ایک دو ہتڑ سر پر مارا اور کہا "بیوی لُٹ گئی۔ ہاے! ظالمون نے کہین کا نہ رکھا"

سب لوگ حیرت سے دیکھنے لگے "کیا ہوا کیا؟ کچھ منہ سے تو کہو۔ آخر بتاؤ تو"
ماما "ارے وہ بات کیسے منہ سے نکالون! ہائے میرے اللہ۔ ارے ان
جوانا مرگون سے خدا سمجھے! ہائے! دولہا کو مار ڈالا"
فرخ کی پھوپھی۔ (سر پیٹ کر) "ارے میری قسمت مین یونہین لکھا تھا۔ ہائے
خدا دشمنون کو بھی ایسی قسمت نہ دے۔ ارے میری قسمت اونپر بھی
اثر کر گئی۔ ہائے! ہائے! ہائے! میری بچی! ارے لوگو مین کیا کرون!
ہائے مین لٹ گئی۔ لوگو مین اپنی بچی کے دولہا کو کہان پاؤنگی؟" یہ کہکر
پردہ نوچ کے پھینک دیا اور شہزادی سے جا کے لپٹ گئی۔ شہزادی
کی صورت سب سے بڑی حسرت کی نمونہ ہو رہی تھی۔ اوس کا کم سنی کا
بھولا چہرہ بہت بڑا ضبط کرکے یاس و حسرت کو شرم و حیا کے دامن مین
چھپا رہا تھا۔
منجھلے بھائی۔ (آنکھون سے آنسو پونچھکر) "آئیے بھائی صاحب باہر چلکر
اس خبر کو دریافت تو کر آئین۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ یک بیک آسمان سر پر
پھٹ پڑا" دونون باہر گئے۔
فرخ کی پھوپھی "ہائے مجھ بدنصیب کو یہ دن دیکھنا بدا تھا! ارے میری
بچی ماجھے ہی مین بیٹھے بیٹھے بیوہ ہو گئی۔ ارے لوگو مین اپنی فریاد کس کے
پاس لے جاؤن؟ ہائے یہ کن سنگدلون کا کام تھا؟ ارے اوسکے ساتھ
میری جان بھی لے لی" تمام محل مین کہرام مچ گیا۔ ماما اصیلین کھڑی ہو ہو کے
سر پیٹنے لگین آہ و زاری کی صدا آسمان تک بلند ہوئی ایک ایک کو سمجھاتا
تھا مگر سمجھنے کا ہوش کسی کو بھی نہ تھا۔
دونون بھائی باہر سے آئے۔ بہن کو سمجھا بجھا کے بٹھایا۔
بہن "یہ ہوا کیا؟"
بڑے بھائی۔ (رو کر) کیا بتاؤن کہ کیا ہوا۔ اس ضعیفی مین کلیجے پر اتنا بڑا داغ
اوٹھانا لکھا تھا۔ بس وہی ہوا"
بہن "بھائی خدا کے لیے جلدی کہو تم کیا دریافت کر آئے؟"

بڑے بھائی سے کچھ کہا نہ گیا زبان بند ہوگئی منجھلے بھائی نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا دہن ہماری اور تمہاری قسمت مین یہی لکھا تھا۔ فرخ کو اوسکے بھائیون نے مار ڈالا۔ مسعود پکڑا ابھی گیا ہے۔ ہای مین مسعود کو ایسا نہ سمجھا تھا اتنی بڑی سنگدلی اور شقاوت کا کام اوسکے بھائی کے ساتھ دیکھیے یہ زمانہ کیا کیا کرتا ہے یہ زمانہ جو نہ کرے تھوڑا ہے اور عداوت کس بات کی؟ بس اسی شادی کی۔ جانتے تھے کہ ہمارے ساتھ ہوگی۔ اور اُڑانے کو بے انتہا دولت ہاتھ لگے گی۔ بس مار ڈالا۔ اب ذلت کے ساتھ گرفتار ہوے ہین۔ شہر بہر لعنت بھیج رہا ہے۔ دو دن مین پھانسی ہوگی اسکی خبر ہی نہ تھی۔ ایسے آنکھون پر پردے پڑ گئے"

فرخ کی پھوپھی "ان ظالمون کو مین اپنی لڑکی دونگی۔ لاکھ برس تو یہ ہوگا نہین اب اسکی شادی ہو چکی۔ فرخ نے اس کے پیچھے اپنی جان دی تو وہ اب کیا کسی اور کی ہوکے رہے گی۔ ہاے شہزادی تو بیوہ ہوگئی۔ وہ عمر بھر یون ہی بیٹھی رہے گی۔ مقصود سمجھتا ہوگا کہ مین اکیلا رہگیا ہون اب اور کون ہے؟ شہزادی کو مین بیاہ لاؤنگا۔ یہ ہو چکا۔ ہاے! میری شہزادی تیرا شوہر ایک مظلوم شہید ہے"

مان کی یہ تقریر سنکے شہزادی کے چہرے سے ایک بشاشت ظاہر ہونے لگی۔ اوسکو یہ اطمینان ہوگیا تھا کہ اپنے مظلوم شوہر کی سوگواری مین عمر بسر کرنے کا موقع ملا۔ ہاے! اس بھولی کم عمر سوگوار کے دل سے کوئی پوچھے کہ اوسپر کیا گزری۔

چھٹا باب

عدالت کی کرسی پر ایک یورپین مجسٹریٹ بیٹھا ہے۔ تمام عملہ اپنے اپنے کام مین مشغول ہے۔ انسپکٹر پولیس کی رپورٹ پر ایک قتل عمد کا مقدمہ پیش ہوا۔ استغیث کا اظہار شروع ہوا۔ دو مجرم سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑے کھڑے ہین۔

حاکم "تمہارا کیا نام ہے؟"
مستغیث "مہدی"
حاکم "تم مقتول کا کون ہے؟"
مہدی "بھائی"
حاکم "کیسا بھائی؟"
مہدی "وہ میرا سوتیلا بھائی تھا"
حاکم "کیا تمکو یقین ہے کہ انہین لوگون نے مار ڈالا!"
مہدی "بے شک! فرخ کی جان کا دشمن ان لوگون کے سوا کوئی نہ تھا یہ مدت سے اوس کی جان لینے کی فکر مین تھے۔ ایک مرتبہ کوٹھی مین فرخ پر حملہ ہوا تھا اور رات کے وقت کوئی شخص ننگی تلوار لیے گھس آیا تھا مگر گرفتار نہ ہو سکا۔ اور دریا مین کود کے بھاگ گیا۔ خود فرخ کو اُس مرتبہ انہین لوگون پر شک ہوا تھا۔"
حاکم "یہ لوگ فرخ کا کیون دشمن ہو گیا"
مہدی "اول تو وہ لایق تھا تمام خاندان اوسکی عزت کرتا تھا۔ اور یہ لوگ بالکل آوارہ ہین۔ ان کی صحبت سے خاندان کے لوگ احتراز کرتے ہین۔ دوسرے ان دونون مین سے ایک کی خاندان کی ایک لڑکی کے ساتھ شادی ٹھہری تھی۔ مگر اوسکی آوارگی ہی کے سبب سے نہ ہوئی اور فرخ کے ساتھ اُسکی شادی دو چار روز مین ہونے کو تھی۔ ان لوگون نے اسی حسد مین اوس کو مار ڈالا"
حاکم "کیا مجرم بھی فرخ کے قرابت دار ہین"
مہدی "اوسکے سگے بھائی ہین"
حاکم "اچھا تم کیونکر ثابت کر سکتا ہو کہ فرخ کو مسعود اور مقصود ہی نے مار ڈالا؟"
مہدی "پولیس کے کانسٹبل جنھون نے مجرمونکو ماخوذ کیا ہے اُنکی شہادت ثابت کر سکتی ہے"
حاکم "پولیس کا کون کون کانسٹبل مجرمون کو گرفتار کیا"
مہدی "شیخ خدا بخش اور نراین سنگھ اور منا یہ تین آدمی وہان موجود تھے"

حاکم "اچھا تم جاے شیخ خدا بخش کو حاضر کرو" خدا بخش حاضر ہوا۔
حاکم "تم بیان کرے کہ تم نے ان لوگونکو کس طرح گرفتار کیا"
خدا بخش "صبح ہو چکی تھی اور ابھی ستارے نکلے ہوے تھے مین اُدھر سے نکلا اُس روز میری پچھلی نوکری تھی ذرا مین جنگل مین بڑھا تو مجھے بہت سا خون بہا ہوا معلوم ہوا اور ایک ہاتھ بھی کٹا ہوا پڑا تھا۔ نراین سنگھ اور منا کی نزدیک ہی آواز آئی مین نے لپک کے اُنکو ساتھ لیا اور جنگل مین تلاش کرنا شروع کیا۔ جمنا کنارے دُور سے دو آدمی کھڑے ہوے نظر آئے ہم تینون اُدھر بڑھے تو ایک کہین جنگل مین بھاگ گیا۔ خدا جانے وہ کون تھا مگر (ایک مجرم کیطرف اشارہ کرکے) انکو ہمنے گرفتار کیا۔ وہان دیکھا تو ہمین ایک اور آدمی معلوم ہوا جو بیٹھا پانی مین اپنا دامن دہو رہا تھا۔ دامن مین خون بھرا تھا اور ہان پہلے آدمی کے ہاتھ مین تلوار تھی اور اوسپر خون کے لوتھڑے جمے ہوے تھے۔ بس ہمنے دونونکو گرفتار کرلیا۔ اُس آدمی کے ہاتھ مین بھی تلوار تھی جو اپنا دامن دہو رہا تھا۔ مگر ہم کو دیکھکر پانی مین پھینک دی"
حاکم۔ (مجرمون کی طرف دیکھکر) "تمکو کچھ ان سے پوچھنا ہے"
مسعود۔ (خدا بخش سے) "تمنے تلوار ہاتھ مین دیکھی تھی ؟"
خدا بخش "ہان تمکو پانی مین پھینکتے دیکھا اور وہ تلوار بھر پانی سے نکلی بھی"
مسعود "یہ تمنے کیونکر جانا کہ ہمارے ہاتھ مین خون ہی کے دھبے تھے ؟"
خدا بخش "انکا رنگ خون کا سا تھا" مسعود چپ ہوگیا۔
حاکم "بس ؟ اچھا دوسرے کانسٹبل کو لاؤ" نراین سنگھ حاضر ہوا۔
حاکم "تمکو اس خون کے بارے مین کیا معلوم ہے ؟"
نراین سنگھ "جو کچھ خدا بخش نے بیان کیا اُس سے زیادہ ہمکو کچھ نہین معلوم"
حاکم "تمکو ان دونون پر قاتل کا شبہہ ہوا تھا"
نراین "حضور شبہہ کیسا ہمکو یقین ہے"
حاکم "اچھا تم جاؤ۔ اب منا کا اظہار لینے کی کوئی ضرورت نہین" (مہدی کیطرف دیکھکر) "تمہارا اور کون گواہ ہے"

مہدی "جی ہان اصغر علی کی شہادت باقی ہے"
حاکم "اصغر علی کو بلاؤ" اصغر علی آیا۔
حاکم "تم اس معاملے مین کیا دیکھا تھا؟"
اصغر علی "فرخ کا کئی روز سے پتہ نہ تھا رات کو مجھے معلوم ہوا کہ فرخ ظفر شاہ کی مسجد مین تھے صبح سے پہلے ہی کچھ رات رہے مین وہان پہونچا مجھے کچھ آہٹ معلوم ہوئی تو دو قدم جی کڑا کرکے جنگل مین چلا گیا۔ ایک لاش پڑی دیکھی ابھی اچھی طرح ٹھہرنے بھی نہ پایا تھا کہ دور سے کچھ آدمی مجھے دوڑتے آتے معلوم ہوئے مین ڈر کے بھاگا پھر مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا۔ صبح کو گیا تو ایک ہاتھ ملا اور لاش کا پتہ نہ تھا۔ اوس ہاتھ کی انگلی مین ایک انگوٹھی تھی جسے دیکھکر مین نے پہچانا کہ یہ فرخ کا ہاتھ ہے"
حاکم "تم کہہ سکتے ہو کہ کس طرف کا ہاتھ کٹا تھا؟"
اصغر علی "اسوقت گھبراہٹ مین مین نے اسکا خیال نہین کیا"
حاکم۔ (مجرمون سے) "تم کچھ جرح کرے گا؟"
مسعود "نہین"
اسکے بعد مجرمون کا اظہار شروع ہوا۔ پہلے مسعود کا اظہار لیا گیا اور آغا ہٹا دیے گئے۔
حاکم "ول تمہارا کیا نام ہے"
مجرم "مسعود"
حاکم "تم کہان کا رہنے والا ہے؟"
مسعود "حضور مین اسی شہر مین رہتا ہون"
حاکم "یہ کون آدمی مارڈالا گیا؟"
مسعود "مین نہین جانتا؟"
حاکم "او تم نہین جانتا"
مسعود "جی حضور مجھے کیا معلوم کہ کون مارڈالا گیا"
حاکم "تم رات کو وہان کیا کرنے گیا تھا؟"
مسعود "مین ایک عمل پڑھا کرتا ہون اوس مین ایک شرط ہے کہ دریا مین

غسل کرکے نسان ۱۰ بجے رات سے صبح کی نماز کیوقت تک پڑھا کرتا ہون آدھی رات سے اٹھکر جاکے جمنا مین نہاتا ہون اور ظفر شاہ کی مسجد مین اکیلا پڑھا کرتا ہون"۔

حاکم "عمل کیا؟"

وکیل مدعا علیہ "ایک قسم کی اسپر بچول محنت ہے"

حاکم "اوہم سمجھا اچھا تم سے مقتول سے رشتہ داری ہے"

مسعود "جی میرا بھائی تھا۔ سگا بھائی اور اسی سو آپ سمجھ سکتے ہین کہ مین قاتل نہین ہوسکتا"

حاکم "تم ابھی بولا تھا ہم نہین جانتا کون آدمی مار ڈالا گیا"

مسعود چپ رہگیا۔ وکیل سرکار نے کھڑے ہوکر کہا "مین عرض کرتا ہون کہ عدالت اس امر کا خیال رکھیگی"

حاکم "تم سے اس سے کچھ دشمنی تھا؟"

مسعود "دشمنی کیسی؟ وہ میرے سگے بھائی تھے"

حاکم "تم بتا سکتا ہے کہ اسکو کون مار ڈالا"

مسعود "اب مین کسکا نام لے لون"

حاکم "اوسکا کوئی دشمن تھا؟"

مسعود "مین نہین جانتا"

حاکم "تمہارے ساتھ اور کون تھا؟"

مسعود "وہ میرے ایک دوست ہین"

حاکم "اوسکا کیا نام ہے؟"

مسعود "لوگ آغا کہتے ہین"

حاکم "وہ کیا کام کرتا ہے؟"

مسعود "انکے یہان اکھاڑا ہے ہم لوگ کشرت کرنے جایا کرتے ہین"

حاکم "تم تو کہتا تھا ہم اکیلا جایا کرتا ہے" مسعود نے گھبرا کے سر کھجلانا شروع کیا۔ ہتکڑیون سے جھنکار کی آواز نکلی اوسکے بعد کہا ہان آج رات کو مین نہین ساتھ لیتا گیا تھا"

حاکم "آج کس لیے تم اوسکو ساتھ لے گیا تھا؟"

مسعود۔ (ادھر اُدھر دیکھکر جس سے لاجوابی کا ثبوت ہوتا تھا) "یونہین"

وکیل سرکار (اوٹھکر) عدالت اس امر کا بھی لحاظ رکھے۔
حاکم۔ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟
مسعود۔ کوئی نہین۔
حاکم۔ تمہارے ساتھی کی تلوار پر خون کیسا جما تھا؟
مسعود۔ رات کو جنگل مین ایک بھیڑیے کا سامنا ہو گیا تھا۔ اونھون نے اوسکو زخمی کیا اوسی کا خون تھا۔ بھیڑیا چوٹ کھا کے بھاگ گیا۔
حاکم۔ کیا تمہارے پاس بھی تلوار تھا؟
مسعود۔ جی نہین۔
حاکم۔ پولیس کا آدمی تو بولتا ہے کہ تمہارے پاس تھا۔ اور تم جمنا مین پھینک دیا۔
مسعود۔ جھوٹ کہتا ہے۔
حاکم۔ تم نہین پھینکا تھا تو اوس جگہ پانی سے تلوار کیون نکلا؟
مسعود۔ مین نہین جانتا۔ کسی اور کی تلوار ہوگی؟
حاکم۔ تمہارے دوست کے پاس لیسنس ہے؟
مسعود۔ نہین۔
حاکم۔ پھر تلوار اوسکے پاس کیون تھا؟ کچھ جواب نہین۔
حاکم۔ اور اچھا تمہارا دوست رات کیون تلوار لیکے تمہارے ساتھ گیا تھا؟
مسعود۔ یہی بھیڑیے کے خوف سے۔
حاکم۔ کیا تم پہلے سے جانتا تھا کہ تمکو بھیڑیا ملے گا؟
مسعود۔ نہین مگر جنگل مین اکثر خوف رہا کرتا ہے۔
حاکم۔ تم کو یہی خیال تھا تو کیا تم روز تلوار لیکر عمل پڑھنے جایا کرتا تھا؟
مسعود۔ نہین تو۔
حاکم۔ اوہو! تو تم اوسی دن بھیڑیے سے ڈرتا تھا؟ مسعود لاجواب ہو گیا۔
حاکم۔ اسکو لیجاؤ۔ دوسرا مجرم حاضر کرو۔ پولیس کے جوان مسعود کو لے چلے۔ وہ زنجیرین کھڑکھڑاتا ہوا عدالت کے کٹہرے سے باہر نکلا اور بعد چند منٹ کے آغا حاضر ہوے۔ سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑے ہوے آکے کٹہرے مین کھڑے ہوے۔

حاکم "تمہارا کیا نام ہے؟"
آغا "مجھے آغا کہتے ہین"
حاکم "تم وہان کیا کرنے گیا تہا"
آغا "مسعود کے ساتھ چلا گیا تہا"
حاکم "کیا کرنے گیا تہا"
آغا "رات کو سیر کرنے کے لیے گئے تھے"
حاکم "اور بہی کبہی گیا تھا"
آغا "جی اکثر نکل جایا کرتے تھے؟"
حاکم "روز نہین جایا کرتا تھا؟"
آغا "نہین"
حاکم "تمہارا تلوار پر خون کیسا جما تھا؟"
آغا "راستے مین سیار نہین کتا ملا اور زور سے مجہپر جھپٹا مین نے تلوار ماری اور چلاتا بہاگا"
حاکم "مسعود کے پاس بہی تلوار تہا"
آغا "نہین"
حاکم "فرخ سے تم سے کچہہ عداوت تہا"
آغا "مجہسے کیا کام۔ مین تو مسعود کے ساتھ چلا آیا تھا؟"
مہدی کا وکیل "عدالت اس امر کو خوب غور سے سمجھے۔ پورا ثبوت ہوتا ہے"
حاکم "کیا مسعود سے کچہ عداوت تہا؟"
آغا "مجھے نہین معلوم"
حاکم "مقصود بہی تمہارے ساتھ تہا"
آغا "نہین"
حاکم "مسعود دریا مین کیا کر رہا تہا؟"
آغا "مجھے نہین معلوم"
حاکم "تم اوپر کہڑا دیکہہ رہا تہا اور تمکو نہین معلوم؟"
آغا "مین اور طرف دیکہتا تہا" حاکم نے اوسکے بعد آغا کے لیجانیکا حکم دیا۔ مجرمون کا

اظہار ہوچکا تو مجسٹریٹ نے فرد قرار دادِ جرم تیار کی اور مجرمونکو سُنائی گئی جسکا مضمون یہ تہا "تمہارے اور مستغیث اور اُسکے گواہونکے اظہارات کی بنا پر تم پر اپنے جُرم عاید ہوتے ہین - ایک تو یہ کہ تمنے قتل عمد کیا - دوسرے یہ کہ بغیر لیسنس کے تمہارے پاس اسلحہ برآمد ہوے - تیسرے یہ کہ صفر علی پر چہٹتے وقت تم اقدام قتل عمد کے مرتکب ہوی - اب تمکو موقع دیا جاتا ہے کہ اپنی بریت کے اگر کچہ ثبوت تم دے سکتے ہو تو پیش کرو اور اگر کسی گواہ کو حاضر عدالت کرانا چاہتے ہو تو عدالت اوسکو طلب کر سکتی ہے"

مجرمون نے کسی ثبوت کے دینے سے انکار کیا اور نہ کسی گواہ کا نام بتایا - مہدی کے وکیل نے کہڑے ہوکے کہا "اگر شہادتون کا لحاظ نہ بہی کیا جاے تو مسعود اور آغا دونون شخص اپنے اظہارات سے آپ ہی جُرم کا ثبوت دیتے ہین مسعود کے ہاتہہ مین تلوار ہونا پولیس کی تحقیقات سے ثابت ہوگیا - آغا کے ہاتہہ مین تلوار تہی - قطع نظر اسکے کہ باوجود لیسنس نہ ہونے کے ہتہیار رکہنے کا ایک دوسرا جُرم انپر ثابت ہوتا ہے اسکی کوئی وجہ نہین بتائی جا سکتی کہ یہ لوگ کیون تلوارین باندہکر گئے تھے - تلوارمین جو خون بہرا تہا اوسکی نسبت اظہار ہے کہ بہیڑیے کا خون تہا - مگر خود آغا نے کہا کہ کتے کا خون تہا - اور یہی کیفیت اُس خون کی سمجہنا چاہیے جسکو مسعود اپنے دامن سے دہو رہا تہا - حالانکہ ڈاکٹر کے تجربہ سے دونون جگہ انسان کا خون تہا مسعود کو بہی فرخ کے ساتہہ عداوت ضرور تہی جو مختلف شہادتون سے ثابت ہوچکی ہے پہر مجرمون مین سے ایک شخص کا بہاگ جانا بہی ثابت ہوچکا - اوسکے سوا کوئی دوسرا شخص ہو ہی نہین سکتا - غرض میری راے مین عدالت کا انصاف اسی طرح پر ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ تینون مجرمونکو مناسب سزا دینے کی کوشش کرے" اسکے بعد وکیل سرکار نے اُٹھکے یون تقریر شروع کی "اسمین ذرا شک نہین کہ مسعود اور آغا دونون قتل عمد کے مرتکب ہوے ہین - اگر اس مقدمے مین اور شہادتین نہ ثابت ہوتین تو بہی فقط مدعا علیہا کا اظہار ہی ثبوت جرم کے لیے کافی تہا - ہان ایک یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ مقتول کی لاش نہین ملی - اُسکو پولیس نے بہت تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ لگا - صرف ایک ہاتہہ ملا جسکی انگوٹھی سے مقتول کے طرفدارونکو معلوم ہوا کہ فرخ کی لاش ہے - باہمی عداوت کا مقتضا بہی یہی ہے کہ

اُن لوگون کے ہاتھ سے جو اُس جگہہ پر ماخوذ ہوے فرخ ہی قتل کیا گیا ہوگا علاوہ برین مہدی کا گواہ نمبر ۳- اصغر علی نامے اسبات کو ثابت کر چکا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی دیر پیشتر اُسنے پوری لاش دیکھی تھی مگر قاتلون کو آتے دیکھکر اپنی جان کے خوف سے واپس آیا- غرض اگر یہ نہ بھی ثابت ہو کہ کون شخص مارا گیا تو بھی مجرم ضرور قاتل ہین اور اُنکے ہاتھ سے بیشک کوئی مارا گیا ہے- غرض یہ دونون مجرم قتل عمد کے مرتکب ہوے ہین- مقصود کے مجرم ہونے کے متعلق مجھے کلام ہے کیونکہ اُسکے شریک ہونے کا ثبوت نہین اور دور کے قیاس پر عدالت کسیکو سزا دینا چاہے تو انصاف سے بعید ہوگا" مدعا علیہا کا وکیل کھڑا ہوا اور اوسنے کہا "مین اسکی کوئی وجہ نہین دیکھتا کہ عدالت کس ثبوت پر میرے موکلون کو مجرم قرار دیسکتی ہی مقتول کا پتہ نہین صرف ایک کٹا ہوا ہاتھ ملا ہے- اسکو دیکھکر کسطرح کہا جاسکتا ہے کہ جس کا ہاتھ ہی وہ شخص قتل ہی کر ڈالا گیا- قتل عمد کا الزام لگانا عدالت کی ایک بہت بڑی جرأت ہوگی- عدالت پہلے دریافت کرلے کون شخص قتل کیا گیا اور وہ کس کا ہاتھ ہے تب کوئی کارروائی ہوسکتی ہے- یہ بات ضرور تسلیم کیجاتی ہے کہ مسعود کا دامن اور آغا کی تلوار خون آلودہ تھی مگر اس سے یہ پتہ نہین چلتا کہ ان دونون نے اگر کسی پر حملہ بھی کیا ہے تو آیا اوسکو قتل کر ڈالا یا فقط اوس کا ہاتھ کاٹ لیا یا ان پر جرم البتہ ثابت ہوسکتا ہے کہ مدعا علیہون مین سے ایک بلا لیسنس ہتھیار رکھنے کا مجرم ہے- میرے نزدیک انصاف یہی چاہتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ایک بالکل بری کیا جاے اور مدعا علیہ نمبر ۲ کو بغیر لیسنس ہتھیار رکھنے کی سزا دیجاے عدالت ہنوز ایک شک کی حالت مین ہے اور شک مین وہ کوئی حکم قطعی نہین دیسکتی ہے اور مقصود تو بالکل بری ہے" وکیل سرکار بپھر اوٹھا اور کہا "مدعا علیہ کے مفرز وکیل نے شاید شہادت نمبر ۳ کا خیال نہین کیا- اس شہادت سے صاف ثابت ہوگیا کہ مقتول کی لاش دیکھہ لی گئی اور وہ ایک وقت مرا ہوا پایا گیا- پس عدالت کے یقین کر لینے کو اسقدر کافی ہے"

حاکم نے کہا "بیشک عدالت کو بھی انصاف اسمین معلوم ہوتا ہے کہ فرخ ضرور قتل کیا گیا- اگر وہ نہ ہو تو کوئی اور سہی مگر مجرم خون کے مرتکب ضرور ہوے ہین"

اتنے مین مدعا علیہا کے وکیل کو کسی نے لاکے ایک خط دیا اور اوسنے پڑھکر فوراً اُسے عدالت مین پیش کر دیا سررشتہ دار نے خط پڑھکر سُنایا "کہ مفرمائے بندہ زاد لطفہ تسلیم - مین زندہ ہون اور مجھے کسی نے نہین مارا - مین نے سُنا کہ میرے قتل کی خبر مشہور ہوئی اور مسعود اور مقصود ماخوذ ہین - گو وہ میرے دشمن ہین مگر مین نہین چاہتا کہ کوئی میری لیے ماخوذ ہو مین نے یہ بھی سُنا کہ آپ اُن دونون کے وکیل ہین لہذا آپ کو تکلیف دیتا ہون کہ اس خط کو عدالت مین پیش کر دیجیے - زیادہ نیاز -

"راقم فرخ بقلم خود"

حاکم "یہ عجب بات ہے! فرخ کا کوئی خط پہچانتا ہے؟" اُسے لاؤ مہدی طلب کیا گیا اور اُسنے دیکھتے ہی کہا "یہ خط تو بیشک فرخ ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے" اوسنے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور دونو کی تحریر کو ملایا - ذرا بھی فرق نہ تھا -

حاکم "یہ خط کہان سے آیا ہے؟"

مہدی "لفافہ پر ڈاکخانے کی مہر دیکھکر لاہور سے آیا ہے"

وکیل سرکار "اس خط سے کوئی فائدہ نہین حاصل ہو سکتا - عدالت نے اسکا تو اب تک یقین کیا تھا کہ فرخ ہی قتل کیا گیا ہے - مگر اوسکے نزدیک قتل ثابت ہو گیا لہذا مجرمون کو اس خط سے کوئی مدد نہین مل سکتی - اب امید کیجاتی ہے کہ عدالت زیادہ کارروائی موقوف کر دیگی"

حاکم - بیشک میرے نزدیک بھی ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے - اب ۱۰ اگست کو فیصلہ سُنایا جائیگا"

ساتوان باب

فرخ اپنی کوٹھی سے نکلکے ایک بیخودی کے عالم مین چلا جاتا ہے دلمین کہہ رہا ہے "خوب نکل آئے ای دُنیا تجھکو سلام ہمنے تو تجھکو چھوڑ دیا - ساری رشتہ داریان - ساری دوستیان - سارے تعلقات سارے منصوبے یک قلم سب ندارد ہو گئے - آزادی حاصل ہو گئی - خیال جانان کا مزہ خوب حاصل ہوگا - بہت اچھا ہوا وہان یہ خرابی تھی کہ غیرون مین خیال جانان کو آنا پڑتا تھا - ہان ہان یہی وجہ تھی کہ وہان میری پیاری معشوقہ کا خیال میرے دل مین بہت کم آتا تھا وہ تو بڑی باعفت اور پاکدامن اور شریفانہ عصمت والی ہے اوس کا خیال بھی غیرون مین نہین آسکتا تھا غیر ان لوگون سے گو اب نجات مل گئی جو خیال یار کے

آنے مین مخل ہوا کرتے تھے۔ ہان مگر اوسکا خیال خود میرے دلمین کیون آتا ہے؟ مین بھی تو نامحرم ہون۔ کیا عشق نکاح بھی کر دیا کرتا ہے؟ نہین ایسا تو نہین ہوتا ہے! تو آ! وہ میرے دلمین بھی نہ آئے گی" فرخ کے چہرے پر یکایک حسرت برسنے لگی بڑی مایوسی کے ساتھ سر جھکا لیا۔ "دیکھون دلمین اُسکا خیال ہے" ایک لمحہ بھر اپنے دلمین آپ ہی غور کرتا رہا۔ "نہین بالکل نہین۔ ہاں اوسکے ہر ہر کونے مین ڈھونڈھ ڈالا کہین نہین ہے" یہ جملہ کہتے وقت فرخ کی آنکھ سے دو ایک آنسو ٹپک پڑے۔ آنکھ اُٹھا کی جو دیکھا تو اپنے تئین ایک سنسان میدان مین پایا کچھ تہکن کچھ اُس پچھلے خیال کی مایوسی۔ کچھ گرد بار اور عزیز و آشنا کے چھٹنے کا فطری اور نیچرل غم والم ان سب باتون نے ملکر ایسا اثر ڈالا کہ پاس ایک شہتوت کا درخت تھا۔ فرخ اُسکے سائے مین ایک بڑے پتھر سے تکیہ لگا کے بیٹھ گیا اور ادہر اُدہر نظر دوڑانے لگا۔ سامنے شمال کیطرف ایک خوبصورت پہاڑی تھی جو دُور سے نہایت ہی سڈول اور خوشنما نظر آتی تھی۔ فرخ کے قریب سے اُس پہاڑی تک ناہموار زمین چلی گئی تھی جسپر نگاہ دوڑاؤ تو نظر بڑی بڑی چٹانون کی ٹھوکرین کھاتی ہوئی جاتی تھی۔ دہوپ تیزی پر تھی اور آفتاب نصف النہار سے کچھ مغرب کیطرف ہٹ گیا تھا۔ میدان کی اونچی اونچی چٹانون کے مغربی پہلو کڑی دہوپ مین چمک رہے تھے اور اُنکے مشرقی جانب کچھ تھوڑا سا سایہ پڑا ہوا نظر آتا تھا۔ جس مین بعض بعض جگہ کوئی کوئی جنگلی خرگوش ستانے کے لیے بیٹھا ہوا تھا۔ گائین بھینسین ادہر اُدہر پھیلی ہوئی تھین۔ اور دہوپ مین پژمردہ ہوتی ہوئی گھانس کو ڈھونڈھکر چر رہی تھین۔ چرواہے کہین کہین درختون کے نیچے اپنی کملی بچھائے لیٹے تھے۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ طیور بھی درختون کے پتون مین چھپے ہوئے چپ چاپ بیٹھے تھے۔ آواز آتی تھی تو مویشیون کی جو چرتے چرتے بعض دفعہ بول اوٹھتے تھے۔ ہوا بھی رُکی ہوئی تھی دور دور پر ادہر اُدہر کوئی سیاہ گنبد نظر آجاتا تھا جسکے نیچے اگلی دُنیا کے لوگ آرام کر رہے تھے۔ فرخ ایک تو اتنی دور چلنے سے ماندہ ہو گیا تھا دوسرے اوسکے خیالات نے بھی اُسے بہت کچھ تھکا دیا تھا کچھ دیر اس وحشت ناک سمان کی کیفیت دیکھکر پاؤن پسار کے لیٹ گیا۔ لیٹتا تھا کہ نیند آگئی۔

ہائے! عشق عجب چیز ہے۔ یہ وہی فرخ ہے جسکو ابھی کچھہ دیر پہلے اپنی کوٹھی کی عمدہ سجی ہوئی مسہری اور ہوادار ٹھنڈے کمرے مین نیند نہین آتی تھی۔ اب دیکھو کس آرام سے جلتی ہوئی زمین پر ایک پتھر کا تکیہ لگائے سو رہا ہے یہان اُسکے خدمتگار نہین ہین کہ اونسے پنکھا کھینچنے کو کہے۔ اُسکے دوست نہین ہین کہ اُنکی باامذاق باتون مین دل بہلے۔ باغ نہین ہے کہ تر و تازہ اور خوشنما پھول اوسکی دلچسپی کا ذریعہ ہون مگر خدا جانے عشق نے کیا دلبستگی پیدا کر دی کہ وہ بڑے چین سے سو رہا ہے۔ دیر کا تھکا ماندا آنکھہ کب کھلی؟ جب اوسکی نگاہ کو سیر کرانے کے لیے دھوپ کی گرم روشنی کے عوض چاندنی تمام میدان مین کیسے کیے ہوئے تھی۔ رات کا پہلا پہر گزر چکا تھا۔ گو کسیطرف سے گھڑیال کی آواز نہین آتی تھی مگر تقریباً نو بج چکے ہونگے۔ فرخ آنکھہ ملتا ہوا اوٹھا اور اپنی لمبی نیند پر کسی قدر حیرت کی دلمین کہا اب رات ہوگئی آؤ گھر پلٹ چلین۔ سب کا اضطراب ایکطرف والدہ نہایت بیتاب ہو رہی ہونگی۔ نہین۔ مین نے تو سب کو چھوڑ دیا۔ اب دُنیا مین میرا کوئی نہین ہے۔ تو پیاری ہائے! اُسکا نام لون؟ میری بدنصیبی دیکھو کہ نام بھی نہین معلوم۔ غرض وہی ہے اتنی دیر سویا کیا وہ خواب مین بھی نہین آئی۔ ہائے! اُسکی پاکدامنی اُسے اجازت بھی نہ دے گی کہ میرے خواب و خیال مین آئے" یہ خیال کر کے چاندنی پر نظر ڈالی تو بالکل بے لطف معلوم ہوئی۔ اوس کی روشنی پر ایک ایسی بھیانک تیرگی غالب آگئی کہ فرخ کو خوف معلوم ہونے لگا۔ سہم کے کہنے لگا" لوگ سچ کہتے ہین کہ فراق کی رات بڑی ڈراؤنی ہوا کرتی ہے۔

فرخ ایسا خوفزدہ ہوا کہ دل مین سوچنے لگا مین اب رات کہان بسر کرون؟ چاندنی مین ایک سیاہ گنبد کسی قدر نزدیک معلوم ہوا۔ وہ اوٹھہ کھڑا ہوا اور اُسی طرف کو روانہ ہوا۔ ہر ہر قدم پر ڈرتا جاتا تھا اور قدم بڑھائے چلا جاتا تھا۔ راستے کے نشیب و فراز جگہ جگہ پر اُگی ہوئی خاردار جھاڑیون سے اُسکو بڑی تکلیف ہوئی۔ گو اُسکے انگریزی کپڑون پر کانٹے کم موثر ہوتے تھے مگر خواہ مخواہ جھاڑیون سے بچنے اور بڑے بڑے چٹانون کے طے کرنے مین کچھہ غیر معمولی

وقفہ ہو ہی جاتا تہا۔ آخر یہ سب مصیبتین جہیلکر اُس مقبرے مین پہونچگیا۔ فرخ کو داخل ہوتے ہی اُسکے اندر سے کوئی جانور زور سے نکل کر بہاگا۔ نیچے کے حصے مین جنگلی کبوترون نے آشیانے لگائے تھے وہ بھڑکے اور آشیانے چہوڑ چہوڑ کر بہاگے ان باتون سے اگرچہ فرخ کسی قدر خوفزدہ ہوا مگر دل کڑا کرکے اندر کی پختہ مگر ٹوٹی پہوٹی قبر سے تکیہ لگا کے بیٹھ گیا۔ چمگادڑون کے اُڑ اُڑ کر آنے جانے اور در و دیوار کی بے مرمتی اور بالکل غیر آبادی مین واقع ہونے کے باعث اس مقبرے کی اندرونی صورت مہیب ہو رہی تہی۔ اتنے مین ہوا چلی اور بجلی چمکنے لگی۔ بادل زور سے گرجنے لگا ہوا نے تہوڑی دیر فراٹے بہرے ہونگے کہ ابر خوب گہر آیا۔ گہٹا ٹوپ اندہیرا چہا گیا۔ چاندنی غائب ہوگئی۔ آسمان کالے کالے ابر کے باعث نہایت ہی مہیب معلوم ہونے لگا۔ مقبرے مین یہ کیفیت تہی کہ ہاتہ کو ہاتہ نہین سوجہتا تہا۔ فرخ کو اور خوف معلوم ہوا۔ فرخ اگر اپنی معشوقہ کے خیال مین غرق ہو جاتا تو اُسے خبر ہی نہ ہوتی۔ مگر اب اوس کے ذہن مین تہا کہ میری پاکدامن معشوقہ کا خیال ہی مجہسے ناخرم کے دل مین نہ آئے گا غرض وہ خوفزدہ ہوکے مقبرے سے ٹٹول ٹٹول کے باہر نکلا۔ اور میدان مین آکر بیٹھ گیا۔ ہائے شب ہجر بڑی مہیب چیز ہے یہ اُدہر کا اجالا کیا نظر آتا ہے اُفوہ اتنا لمبا قد کیا عاشقی مین مجہے ثبوت پیش کرنا ہی قابل ہونا پڑیگا نہین مین اسکا قائل نہین مگر سامنے یہ کیا چیز ہے یہ بہوت وغیرہ دنیا مین اگر کوئی چیز ہین تو اس مقام پر اُنکا ہونا ضروری ہے۔ پانی زور زور سے برسنے لگا۔ فرخ بہیگ گیا اور پہر مقبرے کو چلا متفکر تہا کہ دروازہ کہان پر ہے زور سے بجلی چمکی اور وہ لپک کر دروازے کے پاس پہونچگیا پہلے دہشت سے مقبرے کی اندرونی ہیبتناک صورت کو دیکہا مگر پہر دل مضبوط کرکے اندر چلا گیا۔ موسلادہار مینہ پڑنے لگا۔ فرخ اندر لیٹ گیا۔ کچہ دیر تو ڈرتا رہا مگر آخر یاد جانان نے اوس کا دل بہلانا شروع کیا۔ بس اتنے سہارے کی ضرورت تہی ہمارے جوان نے اسی دُھن مین صبح کردی۔

یہ قصہ کب کا بیت کر نکل چکا تہا۔ آسمان کہل گیا تہا اور چاندنی اپنی پوری

روشنی سے لق و دق سنسان میدان کو نورانی بنائے ہوئے تہا۔ مگر آفتاب کی ابتدائی روشنی سے جو مشرق کی جانب نمودار تہی اوس کی روشنی پہیکی اور ماند پڑتی جاتی تہی۔ ستارے آنکہون ہی آنکہون مین رخصت کی ایک مایوسانہ نگاہ سے زمین کی کیفیتون کو دیکہہ رہے تھے۔ چڑیون نے آشیانون سے چہچہانا شروع کیا۔ اور کوّے اپنی کرخت اور سب پر غالب آواز سے صبح کی نمودار ہونے کی خبر ہر طرف پہونچانے لگے۔ فرخ نے مقبرے سے نکلکر یہ کیفیت دیکہی اور دل مین کہنے لگا "اب مین کہان جاؤن ہمکو صحرا نوردی مین خیال جانان سے زیادہ لطف حاصل ہونے کی اُمید تہی مگر بیاری معشوقہ کے ملنے کی آس ہے تو شہر ہی مین۔ وہین چلنا چاہیے" یہ کہہ کے فرخ شہر کی طرف روانہ ہوا۔ تہوڑی دُور گیا ہوگا کہ کہنے لگا "نہین شہر مین لوگ پہچان لین گے پہر اونکے ہاتہہ سے نجات ملنا دشوار ہو جائے گی" راستے ہی سے پلٹا اور ادہر اُدہر پہاڑیون کے دامن اور چٹانون کے پہلوؤن مین بیٹھ بیٹھکر شام کر دی۔

فرخ نے اس حالت ہی مین تین دن گزار دیے۔ باہر کی سڑکون کے کنارے کنارے شہتوت پہیلے ہوئے تھے۔ بس انہین کے اوپر اُسکی زندگی تہی۔ یہ تین روز اوس کے دل مین نئے نئے مختلف خیالات پیدا کرتے رہے۔ کبہی وہ شہر کا قصد کرتا کبہی گہر کا۔ اور صحرا نوردی کا شوق سب پر غالب آجاتا تہا۔ چوتھے روز نہ رہا گیا شہر مین آیا۔ شام تک ظفر شاہ کی مسجد کے قریب والے جنگل مین رہا۔ کبہی تسجد مین آیا اور کبہی پہر جنگل مین چلا گیا شام ہو چکی تو وہ کوے جانان کی طرف چلا۔ راستے مین دل ہی دل مین طرح طرح کے خیالات آتے تھے اور چلے جاتے تھے آخر کہنے لگا اُس مکان سے تو مجھے نفرت ہو گئی اُسی مین مہدی نے ایک فاحشہ کو میری معشوقہ کے مقام پہ لاکر اوسکی عصمت پر دھبّہ لگانے کی کوشش کی تہی۔ نہین مین اوس مکان کو نہ دیکہون گا۔ یہ کہا اور راستے ہی سے پلٹ پڑا۔ پہر اوسی مسجد کو چلا۔

جنگل بہار پر تھا۔ چاندنی کا عکس اُسکی منتشر ٹہنیوں سے چھن چھنکر بڑے لطف کے ساتھ زمین پر پڑ رہا تھا اور تنہا ایک فرخ تھا جو اس چاندنی کا لطف اوٹھانے کے لیے ہر طرف پھرتا تھا۔ دُور سے ایک صورت نظر آئی "یا اللہ یہ کون ہے؟ اور دیکھو آگے بڑھتا آتا ہے کیا بھاگ جاؤن؟ مگر مین تو یاد جانان مین سر بکف ہو رہا ہون!" "تم کون ہو؟"

فرخ اپنا خیال پورا بھی نہین کر چکا تھا کہ وہ شخص سر پر آ پہونچا اور چلّا کے پوچھا "تم کون ہو؟"

فرخ نے غور سے دیکھا تو ایک شخص معمولی کپڑے پہنے ہوئے نظر پڑا اُس نے کہا "میری نہ پوچھیے مین تو ایک وحشی مزاج آدمی ہون۔ آپ اپنی تعریف کیجیے آپ کا اسم شریف؟"

شخص "محمد حسین کہتے ہین جنگل مین بڑا معلوم ہوتا تھا خوب ہوا آپ سے ملاقات ہو گئی"

فرخ "آپ یہان کس غرض سے آئے تھے؟"

محمد حسین "حماقت اور کیا غرض کرون۔ دو گھڑی دن رہے یہان پاس کے باغ مین تفریح کے لیے چلا آیا تھا بڑھتے بڑھتے جمنا کے کنارے چلا گیا وہان کچھ ایسا دل لگا محویت کے عالم مین سیر دیکھتا رہا بس اب وہان سے اوٹھا ہون آئیے چلیے"

فرخ "میرا آپ کا کیا ساتھ۔ مین خدا جانے کہان جاؤن گا۔ ہان ایک بات عرض کرتا ہون! آپ قبول فرمائین تو مین بڑا ممنون ہونگا"

محمد حسین "فرمائیے فرمائیے۔ مین بسر و چشم حاضر ہون"

فرخ "حضرت یہ کچھ نصیحت سے اپنے تئین چھپایا چاہتا ہون اور یہ میرے چہرے کم بخت نہین چھپنے دیتے۔ اگر آپ اتنی تکلیف کو۔ اگرین کہ میرے لباس کو آپ قبول کرین اور اپنے کپڑے مجھے مرحمت فرمائین تو مین نہایت ممنون ہونگا مگر اس وضع کو آپ کیون پسند کرنے لگے"

محمد حسین "میرا تو اس مین کوئی ہرج نہین بلکہ مین نے بارہا انگریزی کپڑے پہنے بھی ہین۔ جب سے مین نے انگریزی پڑھنا شروع کی تھی اسی زمانے سے مجھے

ان کپڑون کا شوق پیدا ہوگیا تھا مگر وہ ایسی کیا ضرورت ہے کہ آپ ان کپڑون کو جدا کرنا چاہتے ہین؟"

فرخ "کوئی تو ضرورت ہو اب آپ مہربانی کرکے قبول فرمالیجیے"

محمد حسین "مجھے کچھ انکار نہین" اسکے بعد دونون نے باہم کپڑے بدل لیے۔ فرخ نے محمد حسین کے کپڑے پہنے اور محمد حسین نے فرخ کا کوٹ ڈاٹا۔

فرخ (انگلی سے ایک فیروزے کی انگوٹھی اُتار کے) "ہان لیجیے اسے بھی آپ قبول کیجیے مین ان سب چیزون کو اب فضول سمجھتا ہون"

محمد حسین "مجھے لینے مین انکار نہین مگر بے ضرورت اس کی مجھے جرأت نہین ہوسکتی"

فرخ "آپ لین تو سہی یقین کہ مین ان چیزون کو بالکل فضول سمجھنے لگا ہون آپ نہ قبول کرینگے تو مین بہینک دون گا۔ لہذا مناسب یہی ہوگا اگر آپ قبول فرمالین" محمد حسین نے انگوٹھی لے لی اور فرخ اوس سے رخصت ہوکے روانہ ہوا۔

محمد حسین "پھر مین چاہون تو آپ سے کہان نیاز حاصل ہوگا"

فرخ "نہین اب مجھ سے کبھی ملاقات نہ ہوگی۔ مین ایک خانہ بدوش آدمی ہون۔ یہ کہہ کے چل دیا۔ اتنے مین ابر گھر آیا اور اندھیرا چھا گیا۔

مسعود اپنے دوست آغا اور بہادر علی کے ساتھ فرخ کی خبر سُنکر یہان آیا تھا محمد حسین کو دُور سے دیکھا۔ اندھیرے مین صرف کپڑون اور وضع کا خیال کرکے سبھون نے محمد حسین پر حملہ کیا اور وہی چار زخمون مین اوس کا کام تمام کردیا۔

آغا کی تلوار سے غریب محمد حسین کا ہاتھ کٹ کے دُور جا گرا اور مسعود نے اُسکے سر پر بڑا گھاو اور کیا جس سے وہ تیورا کر گرا گرتے ہی تینون آدمیون نے تلوارون سے قیمہ قیمہ کرڈالا۔ ویسے ہی اونکو کچھ آہٹ معلوم ہوئی اور مصلحتاً جنگل مین چھپ گئے۔ کئی گھنٹے تک وہ خوف سے نہین نکلے آخر اوسکی لاش اوٹھالے گئے اور چمبا کی ریتی مین ایک پوشیدہ مقام

دفن کردی اور اوپر سے بالو برابر کرکے پانی اُلچکے بہا دیا کہ بالو بالکل برابر ہو جاے۔ بیچارا محمد حسین بے گناہ بے قصور مارا گیا۔ پو پھٹنے کے بعد اوسکی لاش قتل گاہ سے اوٹھائی گئی تھی اس بیکس پر یہان کوئی رونے والا نہ تھا۔ ہان شبنم کے قطرے جو سوگوار آسمان کی آنکھون سے ٹپکے تھے وہ البتہ دیر تک ہری ہری گھانس پر جھلکتے رہے۔

فرخ نے اس مقام سے نکلکے قصد کیا اب دہلی کی طرف رُخ ہی نہ کرونگا اوسے کیا معلوم کہ محمد حسین پر کیا گزری۔ وہ دہلی سے روانہ ہوا اور تیسرے روز میرٹھ پہونچا۔ میرٹھ کی لمبی اور کشادہ سڑک پر اپنے دل ہی دل مین پیاری معشوقہ سے باتین کرتا چلا جاتا تھا کہ بائین طرف سے آواز آئی۔

"حضرت تسلیم"

فرخ نے اضطراب کے ساتھ پلٹ کے دیکھا۔ ایک شخص کی صورت نظر پڑی جو اوسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ فرخ نے بہت غور کیا کہ یہ کون شخص ہے مگر کچھ یاد نہ آیا۔ اوس شخص نے پھر پوچھا "آپ کا اسم شریف"

فرخ "میرا نام فرخ ہے مگر مین نے آپ کو پہچانا نہین"

شخص "مجھکو آپسے نیاز تو نہین حاصل مگر مین نے غالباً آپ کو دہلی مین دیکھا تھا"

فرخ "جی ہان دیکھا ہوگا۔ مین تو دہلی رہتا ہی تھا۔ کیا آپ کا مکان بھی وہین ہے؟"

شخص "ہان میرا بھی مکان دہلی مین ہے" مین آج ہی کی ڈاک گاڑی مین وہان سے آیا ہون۔ آپ نے اپنا نام فرخ بتایا نہ؟"

فرخ "جی"

شخص "مجھے حیرت ہے کہ انام کا رئیس زادہ وہان تین روز ہوے مار ڈالا گیا شہر بھر مین تہلکہ مچا ہوا ہے۔ اوسی کے دو بھائی مسعود اور مقصود قتل عمد کے جرم مین ماخوذ ہوے ہین۔ ظفر شاہ کی مسجد نہین ہے؟" وہ سرکاری باغ کے پاس اوسکے نزدیک جو جنگل ہے اوس مین یہ حادثہ ہوا۔

فرخ حیرت سے اوس شخص کی صورت دیکھنے لگا اور کچھ دیر بعد کہا "مین واقف

نہین ہون وہ کوئی اور فرخ ہونگے"

شخص "معاف کیجیے گا۔ مین نے ایک دفعہ اُن مرحوم کو دیکھا تھا آپ پر اونہین کا دھوکا ہوا وہ بھی دہلی مین رہتے تھے اور آپ ہی کی ایسی صورت تھی۔ اچھا تو رخصت۔ چلا گیا۔

فرخ۔ (دل مین) "یہ عجیب خبر سُنی۔ میرے ہی بھائی گرفتار ہین اوسی روز مین ہی رات کو اوس جنگل مین تھا۔ خدا جانے کسکو مار ڈالا۔ بیچارا محمد حسین تو نہین مار ڈالا گیا۔ وہ میرے کپڑے بھی پہنے تھا۔ اوسی پر میرا دھوکا ہوا ہوگا مگر لاش سے نہ کھل گیا ہوگا۔ شاید لاش چھپا دی ہو۔ ہائے محمد حسین کے ساتھ مین ہی نے دشمنی کی۔ اوسکو مسعود مقصود نے نہین مارا اوس کا قاتل خود مین ہون۔ اب مسعود کے بچانے کی ترکیب کرنی چاہیے وہ میرے ہی قصاص سے اپنی جان دیتا ہے۔ گو حقیقت مین خدا کسی اور مظلوم کا بدلہ لیتا ہے مگر نام تو میرا ہے۔ ہان اب یہان نہی ٹھہرنا ٹھیک نہین یہان بہت لوگ مجھے جانتے ہونگے اور اس قتل کے حادثہ کی خبر سُنین گے تو مجھکو کسی طرح اون سے رہائی نہ ملے گی۔ یہ کہکے فرخ میرٹھ سے باہر نکلا اور پا پیادہ آگے روانہ ہوا۔ غرض صحرا نوردی کرتا اور وہ اوسی عشق کی کڑی منزلین جھیلتا لاہور پہونچا۔ لاہور پہونچکے فرخ ٹھہر گیا۔ پہلے اوس نے ایک خط مسعود کے وکیل کو لکھ بھیجا جو اس سے پہلے عدالت کے سامنے پیش ہوا تھا اور ایک مسجد مین سکونت اختیار کی۔ محلہ کے عالی ہمت مسلمانون کی فیاضیون پر بسر کیا کرتا اور دن بھر شہر کی سیر اور کوچہ گردی مین بہلایا کرتا۔

آٹھوان باب

مہدی لاہور کے بازارون مین سیر کر رہا ہے ہر ہر مقام پر ٹھہر کر تردد کے ساتھ غور سے دیکھتا جاتا تھا۔ دل مین کہہ رہا ہے "اب کہان تلاش کرون یہ اتنا بڑا عالی شان شہر کسی سے جان پہچان نہین۔ کدھر جاؤن کس سے ملون۔ فرخ کی وحشت ان دنون بہت زورون پر ہے۔ نہ تو وہ ہوٹل مین

ٹھہرا ہوگا۔ اور نہ کسی کے مکان پر ملنے کی اُمید؟ یہ تو ممکن نہیں کہ کسی کے گھر پر ٹھہرا ہو اور پھر خدا جانے یہاں ہو بھی کہ نہ ہو کون ٹھکانا؟ چلدیا ہو جس کے مزاج میں وحشت سما گئی اوس کی باتوں کا کون قیام اور ابھی اُسکا کیا اعتبار کہ وہ زندہ ہے بھی مسعود اور اُسکے وکیل کا کون ٹھکانا؟ جعلی خط بنا لیا ہو۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ خط تو فرخ کے ہاتھ کا تھا۔ یہ کون آتا ہے؟ مجھے تو فرخ ہی معلوم ہوتا ہے۔ ہاں کوٹ بھی اوسی کا معلوم ہوتا ہے وضع کے علاوہ صورت بھی اُسی کی سی ہے" وہ شخص بالکل قریب آگیا۔ نہیں۔ بڑا دو کا ہوا۔ یہ تو کوئی اور شخص ہے کہیں پتہ نہیں لگتا۔ کیا مجھے مایوس ہی پلٹنا پڑیگا"۔

مہدی جسوقت ریل سے اُترا تھا اُسی وقت سے دو بجے تک برابر سڑکوں اور گلیوں کی خاک اُڑاتا پھرا مگر فرخ کا کہیں پتہ نہ لگا۔ ایک تو پھرتے پھرتے تھک گیا تھا۔ دوسرے بھوک کا غلبہ ہوا۔ مجبوراً سرا میں جا کے ٹھہر گیا اور کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا تھا بازار سے پوریاں منگوا کے کھائیں۔ کچھ دیر لیٹا رہا۔ اور پھر اوٹھ کے فرخ کی تلاش میں روانہ ہوا۔ ایک گھنٹہ بھر سڑکوں پر پھرا آخر دل میں کہا "فرخ کی طبیعت آبادمقاموں میں نہ لگتی ہوگی۔ آؤ شہر سے باہر نکل کے صحراؤں اور جنگلوں میں ڈھونڈھوں" یہ خیال کر کے مہدی شہر کے پھاٹک سے باہر نکلا اور دیر تک میدانوں میں پھرا کیا "اہاہا! کیا ٹھنڈی ہوا ہے! انسان کیسا ہی متفکر ہو یہاں ضرور دل بہل جائے" نگاہ اوٹھا کے جو دیکھا تو وقت بھی کچھ ایسا سُہانا تھا کہ دل بے اختیار ہو گیا۔

اسوقت تقریباً ساڑھے چھ بجے ہونگے برسات کے دن اس وقت تمام ہی ہونے کو ہوتے ہیں۔ رخصت ہونے والا زرد، مایل آفتاب اپنی دھوپ کا سُنہرا زیور پہنا کے دُنیا کے قدرتی حُسن و جمال کی بہار نگاہ واپس میں سے دیکھ رہا تھا۔ درختوں کے سائے کسی کے زلفوں یا ہماری اُمیدوں کی طرح اپنی حد سے بڑھتے جاتے تھے۔ آفتاب کی

ماند اور تھکی ہوئی کرنین اُن پتون پر پڑ رہی تھین جنکی سبزی ہوائے سرد کے باعث زیادہ شگفتہ ہو گئی تھی۔ دریائے راوی بڑے زور شور سے جنوب کی جانب بہا چلا جاتا تھا۔ بارش نے راوی کے حوصلے اسقدر پورے کر دیے تھے کہ وہ جیسے اپنے کنارون سے اُبلا پڑتا تھا۔ اُس پار کے لمبے درختون کے لمبے سائے جا بجا سطح آب پر پھیلے ہوے تھے۔ اور اُن کے بیچ بیچ مین آفتاب کی شعاعین اپنی جھلک دکھا رہی تھین مگر ہوائے سرد کے جھونکون سے پانی کا لہرانا آفتاب کی شعاعون اور درختون کے سایون دونون کو ملا کر نہایت دلفریب کیفیت دکھا رہا تھا۔ طیور اپنا ہوا کا راستہ کچھ عجیب جوش اور اضطراب کے ساتھ طے کرتے جاتے تھے۔ مویشی صحرا سے واپس جا رہے تھے۔ شمال کیطرف شہر لاہور کی بعض بلند عمارتین اور مسجدون کے مینار دکھائی دیتے تھے اور ان کی سفیدی پر زردی مایل دھوپ بڑی خوشنمائی سے پڑ رہی تھی۔

یہ دلچسپ کیفیت دیکھ کے مہدی سے نہ رہا گیا وہ دریا کے کنارے کچھ دیر کے لیے ٹھہر گیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ کچھ فاصلے پر بیٹھا دریا مین وضو کر رہا ہے اس شخص کی پابندی اصول مذہب سے مہدی کے دل مین اسلامی جوش پیدا ہوا۔ دل مین کہنے لگا "افسوس ہے ہماری قوم پر کہ خدا کے یاد کرنے کے ان آسان اور مناسب طریقون کو بھی بالکل بے توجہی سے دیکھتی ہے ہمارے موجودہ نوجوان عموماً ارکان مذہب سے بے پروا ہین۔ اوس سے کچھ دنون پہلے نسل اسلامی اگر فرایض مذہب سے لاپروا بھی تھی تو اپنی سستی اور کاہلی کے باعث۔ مگر موجودہ تعلیم یافتہ نسل ایک تمرّد اور تحقیر کے ساتھ چھوڑتی جاتی ہے اسلام کے لیے اس سے زیادہ بے وقعتی کا کون زمانہ ہوگا کہ اوسکے فلسفیانہ اصول پر خود اوسکی کمظرف اور ناسمجھ نسل استہزا کرے" اب مہدی نے دیکھا تو وہ شخص وضو کر چکا تھا اور کسیقدر فکرمندی اور بے توجہی کے ساتھ رومال سے مُنھ پوچھ رہا تھا۔ آخر اوسنے اپنا رومال بچھایا اور نیت باندھ کے نماز پڑھنے کو کھڑا ہو گیا۔ مہدی بھی پانی کے قریب گیا اور

بیٹھکر وضو کرنے لگا۔ دل مین کہتا جاتا تہا "اللہ اکبر! عبادت کے لیے یہ کتنا مناسب وقت ہے! اصل تو یون ہے کہ اگر مزاج مین ذرا بھی صلاحیت ہو تو اسوقت کی دلربا کیفیتین دیکھکر انسانی فطرت کا مقتضا ہے کہ پروردگار عالم کو یاد کرنے لگے واقعی یہ وقت خالق ارض و سما کی کارگہ پیش کرنے کے لیے ہر جگہہ کو فطرت کی ایک نمایش گاہ بنا دیتا ہے سبحان اللہ وجل جلالہ" مہدی وضو کرکے اُٹھا اور مُنہ پونچھتا ہوا اودہر کو روانہ ہوا جدہر وہ شخص نماز پڑھ رہا تہا۔ جب تک مہدی پہونچے پہونچے وہ دوسرے سجدے مین جا چکا تہا مہدی نے جھٹ پٹ اوسکے پیچھے نیت باندھی اور سجدے مین چلا گیا۔ وہ شخص اُٹھا اور دوسری رکعت شروع کی جیسے ہی اوسنے باآواز بلند قراءت شروع کی مہدی کو سخت حیرت ہوگئی۔ تعجب اور خوشی دونون کے یک بیک پیدا ہو جانے سے مہدی کو نماز بھولی جاتی تھی۔ اوسکی نگاہ بار بار کن انکھیون سے امام کی صورت دیکھنا چاہتی تھی مگر نماز نے بے بس کر دیا۔ وہ نماز کے واسطے ہاتھ باندھے کھڑا دل مین کہہ رہا تہا "یہ آواز تو بالکل فرخ ہی کی معلوم ہوتی ہے۔ این ذرا فرق نہین! فرخ ہی تو نہین ہے؟ کن انکھیون سے دیکھا صورت صاف نہین معلوم ہوئی۔ "خدا کرے فرخ ہی ہو۔ آواز مین کسی مقام پر فرق نہین ہے۔ خوب ملاقات ہوئی" غرض کسی طرح نماز مین مہدی کا دل نہین لگتا تہا۔ امام نے نماز پوری کی اور سلام پھیر کر دعا مانگنے لگا۔ اور مہدی کی چونکہ ایک رکعت چھوٹ گئی تہی وہ اُسکے پورا کرنے کے لیے اوٹھ کھڑا ہوا۔ امام نے دعا سے فراغت کرکے پلٹ کے دیکھا کہ کون شخص اوسکے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے مگر دیکھنا تہا کہ نقش حیرت ہو کے رہگیا۔ دل مین "یہ تو مہدی ہے۔ بڑی خرابی ہوئی۔ اب مجھے اسکے ہاتھ سے نجات ملنا دشوار ہے عجب طرح پر ملاقات ہوئی۔ آؤ جب تک یہ رکعت پوری کرے مین کسی طرف چلدون۔ مگر اب کہان جا سکتا ہون" یہ ایک عجیب وقت تہا۔ اُدہر مہدی جلدی جلدی رکعت تمام کرنے کی فکر مین تہا اور دل مین ہزارہا شوق جوش مار رہے تھے اودہر فرخ دل ہی دل مین شرمندہ تہا چلے آنے کے بہانے سوچ رہا تہا

مگر کوئی بات بن نہ آتی تھی۔ آخر مہدی کو فرض سے فراغت ہوئی اور سلام پھیرتے ہی جو کام پہلے اوسنے کیا یہ تھا کہ ایک بے اختیاری کی عجلت سے بیٹھے ہی بیٹھے فرخ سے لپٹ گیا۔ دونون کچھ دیر تک بغلگیر رہے۔ فرخ نے اپنے شانون پر کچھ گرمی اور نمی پائی جس سے وہ سمجھا کہ مہدی کے آنسو بہ رہے ہین آخر فرخ نے مہدی کو جدا کیا۔ دونون نے ایک دوسرے کو کچھ ایسی حسرت واندوہ کی نگاہ سے دیکھا کہ دل ہی جانتے تھے۔

مہدی "واہ فرخ! واہ! تم سے ایسی اُمید نہ تھی۔ تم کیا جانو کہ جن لوگون کو تم چھوڑ آئے ہو اونپر کیا گزر گئی۔ یون تو سب ہی حسرت نصیب ہو رہے ہین مگر تمہاری والدہ۔ ہائے اُنکی حالت بیان نہین ہو سکتی۔ مجھے تو حیرت ہے کہ اس وقت تک زندہ کیون بچین بس اسکے سوا اور کیا کہا جائے کہ تم کو دیکھ کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنا اُنکی قسمت مین تھا۔

فرخ۔ (آبدیدہ ہو کے) "تم کیون میرے دلکو صدمہ پہونچاتے ہو۔ ہائے تم سے مین نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ مین اب وہ فرخ نہین ہون۔ ہائے پہلے تمکو میری صحبت مین خوشی حاصل ہوتی تھی مگر اب افسوس کے سوا کچھ نہین ہے۔

مہدی مین تمہین بہت عمدہ صلاح دیتا ہون کہ دل کڑا کرکے ایک ہی دفعہ میری جانب سے صبر کرلو۔ اب میری صورت۔ میری حالت۔ میرا نام یاد کرکے سوا غم واندوہ کے تمکو کچھ نہ حاصل ہوگا۔ کیون اپنی عیش کو خاک مین ملاتے ہو اماں جان کی خدمت مین میری طرف سے ہاتھ جوڑ کے کہدینا کہ اب آپ یہی سمجھے کہ فرخ گیا۔ یہ صحیح ہے کہ مجھے اُنکی اطاعت کرنا چاہیے مگر ہائے جب مین اپنے بس مین بھی ہون"

مہدی "اب یہ نہ ہوگا۔ فرخ تم سوچو تو کہ کتنون کو بے چھری حلال کر آئے ہو۔ تمہاری والدہ ایک طرف۔ تمہاری پھوپھی ایک طرف۔ اونکا یہ عالم ہے کہ اُٹھتے بیٹھتے روتے ہی گزرتی ہے۔ کہتی ہین کہ اپنی لڑکی کی اب کہین شادی ہی نہ کرونگی اُسکی عمر یون ہی رنڈاپے مین گزر جائے گی۔ وہ تو کہو کہ تمہارے خط سے کچھ آنسو پچھے ورنہ خدا جانے اب تک کیا ہو گیا ہوتا۔ سب تو سمجھا

اپنے ساتھ کیا اُس معصوم کی بھی زندگی خراب کردیگے جو تمہارے ساتھ منسوب تھی؟ ہاں یہ معاملہ کیا تھا آخر تک کچھ حال نہیں کھلا۔ کون مار ڈالا گیا؟ اور تمہاری انگوٹھی اُس کے ہاتھ میں کیوں نکلی؟"

فرخ۔ (استعجاب سے) "میری انگوٹھی تھی؟"

مہدی "لاش تو ملی نہیں۔ مگر ایک ہاتھ کٹا ہوا ملا جس میں تمہاری فیروزے کی انگوٹھی تھی۔ اس سے لوگوں کو تمہارا دھوکا ہوا۔ خداوند کریم نے بڑی مہربانی کی کہ میں اب تم کو صحیح وسالم دیکھتا ہوں۔"

فرخ "ہائے میرے دہوکھے میں میرا ایک دوست مار ڈالا گیا۔ اوس نے مجھپر بڑا احسان کیا تھا دیکھو مہدی یہ میں اوسی کے کپڑے پہنے بیٹھا ہوں اور اوسکے بعد فرخ نے ساری داستان بیان کی جسپر مہدی نے نہایت افسوس کیا

فرخ "کیا اچھا ہو ماکہ میں ہی مار ڈالا جاتا"

مہدی "دیکھو ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالو خدا نے بڑا فضل وکرم کیا"

فرخ "ہائے جب دیدار جانان ہی نہ نصیب ہوا تو جینا مرنے سے بدتر ہے"

مہدی "دیدار جانان نہ سہی مگر دیدار جانان کی اُمید میں جینا مرنے سے اچھا ہے؟"

فرخ "کیا بات کہی ہے! مہدی۔ کیا تم بھی کبھی عاشق ہو چکے ہو؟ یہ تو تم نے عاشقوں کے دل کی بات کہی"

مہدی "عاشق تو نہیں ہوا مگر عشاق کے خیالات سے کسیقدر واقف ہوں"

فرخ "تم جانتے ہو تو پھر مجھے کیوں اُن تعلقات میں دوبارہ پھنسانا چاہتے جنھیں میں چھوڑ چکا ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میرے دلمیں کیسے کیسے خیالات گزرتے ہوں گے؟"

مہدی "ہاں میں جانتا ہوں کہ وہاں چلنے کو تمہارا دل کسی طرح نہ منظور کرتا ہوگا مگر میرے نزدیک مذہب عشق میں کسی کی دل شکنی نہیں جائز ہے۔ عشاق ہمیشہ اسکا خیال رکھتے ہیں کہ کسی کو اُن سے صدمہ نہ پہونچے"

فرخ "اسی لیے تو میں نے بے تعلقی اختیار کرلی"

مہدی "مگر جب اس بے تعلقی ہی سے کسی کی جان پر بن جائے تو؟"

فرخ "پھر اسکی کیا تدبیر کر سکتے ہون؟"

مہدی "تدبیر! اسے یہ نہیں کہتے کہ تمہارے اختیار مین ہے" فرخ چپ ہو گیا مہدی کہہ چکے اوسے اپنی فروگذاشت پہلایا۔ بڑی مشکلون سے مہدی نے فرخ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ دہلی واپس چلے اوسنے بڑی عمدہ عمدہ حکمتون سے فرخ کی رائے کو پلٹا۔ اوسکو یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وصال یار یا دیدار جانان کی بھی کچھ امید ہو سکتی ہے تو خاص دہلی مین اور یہی خیال ہے جسپر عشاق اپنی زندگی بسر کیا کرتے ہین۔ غرض فرخ کے اوپر کے دل سے حاوی ہو گئی۔

اب یہ بات قرار پا گئی کہ پھر رات رہے جو ٹرین جاتی ہے اوسی پر دہلی کو روانہ ہون۔ مہدی دلمین نہایت ہی خوش تھا کہ اپنے سفر مین اوسے کامیابی ہوئی فرخ کے خیالات کچھ اور ہی طرح کے تھے۔ اول تو کبھی اسکا دل جانے کو کہتا تھا اور کبھی نہ جانے کو۔ اور جانے کی صورت مین طرح طرح کے خیالات دلمین پیدا ہوتے تھے "والدہ سے کیا کہونگا؟ چچا کو کیا جواب دونگا؟ پھر بھی یہ کچھ چین کی تو اوسین کیا منہ دکھاؤنگا؟" اب رات زیادہ آ گئی۔ دس بجنے کی آواز رات کی ہوا مین گونجی۔ بچھونے پر جا کے لیٹنے کا وقت تھا۔ خصوصاً ان دونون کو لیٹ رہنے کی زیادہ ضرورت تھی۔ کیونکہ کچھ رات رہے اسٹیشن پر پہونچنا تھا۔ دونون لیٹے اور آپس مین مختلف باتین شروع کین جو فقط نیند آنے تک دل بہلانے کے لیے ہوا کرتی ہین۔

فرخ "پھر اوس مسعود والے مقدمے کا کیا فیصلہ ہوا؟"

مہدی "بہت بڑا مقدمہ تھا۔ بڑی بڑی کوششین کی گئین مگر مسعود کا بچنا مشکل ہے۔ حاکم کی رائے اُنکے خلاف ہے۔ ہمنے بچا دیا تھا مگر کسی کا خون بے بدلہ لیے نہین جاتا ہے۔ مقصود بچ گئے مسعود کے ساتھ ایک اور۔ آؤ۔"

فرخ "این سو گئے؟ مہدی۔ مہدی؟"

مہدی۔ (چونک کر) "ہان"

فرخ "باتین کرتے ہی کرتے سو گئے؟ مسعود کے ساتھ اور کون ماخوذ ہوا ہے؟"

مہدی "مین آج دن کو اتنا پھرا کہ بالکل شل ہو گیا ہون۔ وہ نہین جنکے ہان

اکھاڑا تھا؟ اجی وہی نام لو؟ جنکے ہان مسعود اور مقصود بھی کسرت کرنے جایا کرتے تھے؟ ہان ہان آغا"

فرخ "آغا؟"

مہدی "ہان۔ ہان وہی۔ وہ بھی اُنکے ساتھ ماخوذ ہوے تھے دونونکے ہاتھ مین تلوار بھی تھی۔ اور آغا کی تلوار تو خون آلودہ دیکھی گئی۔ مسعود بھی اپنا دامن دریا مین دھو رہے تھے۔ بھاگ نہ"

فرخ "پھر سو گئے؟ مہدی؟ اچھا سو رہنے دو ہان خوب یاد آیا۔ وہ میری دونون کتابین تو اوس مسجد ہی مین ہین جہان مین رات کو رہا تھا۔ ایک تو خیر مگر مثنوی کا نسخہ نہایت اچھا ہے ویسا خوشخط اور نسخہ ملنا مشکل ہے۔ یون چھاپے کی بہت ملتی ہین مگر اوسکی کیا بات ہے صبح کو جانے کی فرصت نہ ہوگی اسی وقت لا رکھون" یہ کہکر فرخ اوٹھا کپڑے پہنے اور چلنے کو ہوا۔

مہدی کا نوکر "کیا مین تشریف لے جائیے گا؟"

فرخ "مین ابھی آیا۔ ایک کتاب لانا ہی لے آؤن پھر صبح کو فرصت نہ ہوگی۔"

نوکر "تو مین ہمراہ چلون؟"

فرخ "مین ابھی آیا۔ تمھاری کون ضرورت ہی" یہ کہہ کے چلا گیا۔ دم بھر کے بعد مہدی کا نوکر بھی پڑ کے سو رہا۔

قاعدے کی بات ہی کہ تھکن مین بڑی گہری نیند آتی ہے۔ دم بھر مین گھڑیالی نے دو بجا دیے اور مہدی نے بیدار ہو کے پلنگ ہی پر سے آدمی کو جگایا اور کہا جلدی اسباب باندھکر چلنے کی تیاری کرو" "این فرخ کہان ہین؟ چارپائی تو خالی پڑی ہے"

نوکر "جی وہ رات کو ایک کتاب لینے کو گئے تھے مین نے کہا مین بھی چلون کہنے لگے تمھاری ضرورت نہین مین ابھی آتا ہون۔ خدا جانے کیا ہوا کہ ابھی تک نہین آئے"

مہدی (برہم ہو کر) "تو عجب بیوقوف ہے یہ نہ سمجھا کہ وہ وقت کتاب لانے کا کون تھا ہاے! ارے کم بخت مجھی کو جگا دیا ہوتا"

مہدی نہایت ہی پریشان ہوا (دل مین) "بڑی خرابی ہوئی۔ فرخ ہاتھ آکے

نکل گیا۔ اب اوسکا پتہ نہ لگیگا۔ ہاے مین یہ نہین سمجھا تھا کہ اوسکے دل سے اوس نے حامی بھری ہے۔" تھوڑی دیر مین صبح ہوگئی۔ مہدی فرخ کی تلاش مین روانہ ہوا مگر کہین پتہ نہ لگا۔ دو چار روز تک مہدی دہین پڑا رہا اور روز شہر اور بیرون شہر کی خاک چھانتا پھرا۔ مگر فرخ کا کہین سراغ نہین ملا۔ آخر مجبور ہوکے پانچوین دن وہان سے دہلی کو روانہ ہوا۔

نوان باب

فرخ جسوقت سراے سے مہدی کو سوتا چھوڑ کے روانہ ہوا تھا اوسوقت دس بج چکے تھے اسنے باہر نکلکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آسمان خوب صاف ہے تارے نکلے ہوے ہین۔ برسات کے تارون کے رات نہایت دلفریب سان دکھاتی ہے بازارون کا آخری وقت ہے۔ دوکانین بہت سی بند ہو چکی ہین اور باقی بند ہوتی جاتی ہین۔ دوکاندار اپنی اپنی دوکانون کے تختے لگا رہے ہین۔ کوئی کوئی غریب دوکاندار اتفاقی ضرورت سے سودا خریدنے والون کی آس مین بیٹھا ہے نیند کے غلبے سے آنکھین بند ہوئی جاتی ہین۔ چونک چونک کے ٹمٹماتے ہوے چراغ کی صورت دیکھ لیتا ہے۔ روز دیر تک دوکان کھلی رکھنے والے حلوائی آدمیون کے ہاتھ تو مٹھائی بیچ چکے اب اپنے اعتقاد مین جنون کی خریداری کی اُمید مین دوکان کی رونق کو دوبالا کرکے بیٹھے ہین۔ بازارون کا شور غل کم ہوگیا ہے۔ سڑکین اکثر جگہ آدمیون سے خالی ہوتی جاتی ہین۔ ہواے سرد دیر کی اُس کے بعد چلی ہے جسکے ہر ہر جھونکے پر سچے معتقدان مذہب خدا کا شکر کرتے ہین چاند ابھی نہین نکلا مگر اُسکی روشنی اُفق مشرق مین نمودار ہے۔ مسجدون کے دروازے بھی بند ہوگئے ہین کیونکہ مینھ کے خوف کے باعث مسلمان نماز عشا سے جلدی جلدی فراغت کرکے اپنے گھرون کو جا چکے تھے۔ اور خدام مسجد دروازے بند کرکے آرام سے لیٹ چکے ہونگے وہ سناٹا شروع ہو چکا ہے جو بارہ بجے رات کے بعد سے صبح تک دُنیا کو سُست اور ساری دلچسپیون سے خالی ثابت کرتا ہے فرخ سراے سے نکل کے ایک بڑی سڑک پر چلا

جاتا تھا کہ ایک اوس وضع کے آدمی نظر آئے جو چودھوین صدی ہجری مین ہندوستان مین مہذب سمجھے جاتے ہین۔ فرخ تو اونھین ایک معمولی آدمی نظر آیا مگر وہ فرخ کی نگاہ مین ایک اوس وضع کے آدمی معلوم ہوے جو فرخ کو کسی زمانے مین پسند تھی۔ اگرچہ فرخ اب اگلے خیال کا آدمی نہ تھا مگر دل مین شوق ہوا کہ اون سے ملکر کچھہ باتین کرے۔ فرخ نے بڑھکے سلام کیا مگر وہ متوجہ ہی نہ ہوے۔

فرخ۔ (دوبارہ) "یا حضرت تسلیم" اُن صاحب نے دیکھا اُنسنہ پھیر کر اور طرف دیکھنے لگے۔

فرخ "حضرت آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون"

شخص "کیون! ان سولائزڈ مین تم کیون عرض کرتے ہو؟"

فرخ "کچھہ عرض کرنا بھی گناہ ہے؟"

شخص "او ہم ایسی فضول باتین نہین سُننا چاہتا"

فرخ "آپ نے یہ کیونکر سمجھہ لیا کہ مین ان سولائزڈ ہون"

شخص "تمہاری وضع سے ایسا معلوم ہوتا ہے"

فرخ "تو جب تک آدمی کوٹ پتلون نہ پہنے جاہل رہتا ہے؟"

شخص "بیشک ایسا ہو جب انگریزی پوشاک کے فائدے معلوم ہو گئے تو نہ پہننا بڑی بیوقوفی ہے"

فرخ "تو ہم اپنی ہی قومی وضع کی اصلاح کیون نہ کر لین؟"

شخص "او۔ بغیر انگریزی وضع اختیار کیے ہم ترقی نہین کر سکتے"

فرخ "اسکو تو آپ تسلیم ہی کرینگے کہ ہمین اپنی قوم اور ملک کو ترقی دینا چاہیے"

شخص (جلدی جلدی بولکر) "ہان۔ ہان۔ بس بس۔ ہمارا یہی خیال ہے"

فرخ "لیکن انگریزی لباس اختیار کرنے مین تو انگریزی وضع کی ترقی ہوئی۔ ہماری وضع کا اور تنزل ہو گیا ہمارے ملک کو جب ہی ترقی ہو سکتی ہے جب ہم اسکی وضع کو زیادہ رواج دین"

شخص "خیر میرے آپ کے اختلاف رائے سہی مگر آپ مجھے معاف کیجیے گا۔ نادانستگی کے باعث مین بڑی کج خلقی سے پیش آیا تھا"

فرخ "اس کا تو مجھے بالکل خیال نہین۔ مگر آپ کی زیارت ہو جانے سے مجھے آج اپنے ملک کی تعلیم یافتہ جماعت کے حال پر بڑا افسوس معلوم ہوا شاید اس لباس کا اثر ہو گا کہ انسان اپنے ملک اور قوم کو جانوروں سے

بدتر سمجھنے لگتا ہے پہلے اس وضع کو بہتر سمجھ کے مین نے خود بہی اختیار کر لیا تہا اور کیا عجب کہ مین نے بہی اپنی قوم کے لوگون سے کج خلقیان کی ہون انسان کا قاعدہ ہے کہ اپنی کج خلقی کا اثر خود اوسپر نہین محسوس ہوتا۔ لیکن اب مین نے عہد کیا کہ پورے طور پر انگریزی وضع نہ اختیار کرونگا" زور زور سے دونون باتین کرتے ہوے روانہ ہوے۔

اسوقت سڑک پر بہت کم کسی کی صورت نظر آتی تہی۔ کچہہ دور آگے بڑھ کے بائین طرف ایک گلی مین داخل ہوے۔ گو ستارون کی ضعیف روشنی سے کچہہ راستہ معلوم ہو جاتا تہا مگر اندھیرا بہت غالب تہا کسی نے زور سے سیٹی بجائی اور ویسے ہی پانچ چہہ آدمیون کے شور کرتے ہوے آنے کی آواز معلوم ہوئی فرخ ایک طرف کسی پتلی گلی مین ہو رہا اور وہ مہذب صورت کے آدمی بدحواس آگے بہاگے۔ شور کرنے والون کی جماعت اونھین کے پیچھے بڑھی چلی گئی۔ فرخ دل مین کہنے لگا "یہ عجیب بات ہے خدا جانے یہ کیا معاملہ تہا۔ اور یہ کون لوگ تھے مجھے خیال ہوتا ہے کہ یہ جو صاحب مجھہ سے باتین کر رہے تھے انسے کسی سے عداوت ہے۔ مجھے تو یہان کسی سے شناسائی بہی نہین"

فرخ انہین خیالات مین تہا کہ وہ لوگ پلٹے آتے معلوم ہوے فرخ قریب ہی گلی مین چھپا کھڑا رہا۔ وہ لوگ قریب پہونچے تو شاید کوئی اون کا ساتھی نہین کہڑا تھا۔ اونسے پوچہا "ارمان مقصود کیا ہوا؟"

مقصود۔ "کیا کہین بہائی بہادر علی فرخ ہاتھہ مین آکے نکل گیا"

بہادر علی۔ "افسوس! ہم تو سمجھے تھے کہ مسعود کا بدلہ لے لین گے مگر کچھہ نہ ہوا"

مقصود۔ "دہلی سے آنا ہی اکارت ہو گیا"

بہادر علی۔ "اوس خط سے فرخ کو زندہ سنکر جتنا افسوس ہوا تہا اوسی قدر خوشی تہی کہ مسعود کا بدلہ لے لیا مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا"

مقصود۔ "مگر چاہے کچھہ ہو مجھے بے بہائی صاحب کا بدلہ لیے چین نہ پڑے گا"

اسکے بعد سب آگے بڑھے چلے گئے فرخ دل مین نہایت پریشان ہوا کہنے لگا "یہ لوگ اب تک میرے خون کے پیاسے ہین۔ ہاے جب مجھے وصال یار ہی

نہین نصیب ہوتا تو ان لوگون کے ساتھ سے میرا مارڈالا جانا ہی اچھا ہے مجھے
اپنی جان دینے مین کوئی عذر نہین اگر انکی آرزو اسی مین پوری ہوتی ہے تو شوق سے
پوری کرین مگر مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ اوس پیاری زندگی کو جو آرزوے یار مین صرف
ہوتی ہے خود ہی نذر اجل کر دون۔ اب مجھے یہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ پھر
دہلی جاؤن۔ جب یہان یہ حال ہے تو وہان اور بھی خرابیان پیدا ہونگی۔ خیال
جانان مین ہر وقت اور ہر گھڑی رخنہ اندازیان ہونگی اب مہدی کے ہاتھ سے
نکل ہی آیا ہون کسی اور طرف چلدون۔"

فرخ اُس گلی مین آگے کو روانہ ہوا۔ وہ مسجد جہان جاتا تھا نزدیک تھی اوس کے
دروازے پر پہونچگیا۔ دروازہ بند تھا۔ پکارا مگر کسی نے جواب نہ دیا اور زور سے
پکارا۔ ایک طالب علم جو دروازے کے پاس والے حجرے مین رہتے تھے
اونھون نے جواب دیا مگر کروٹ بدل کے پھر سو گئے۔ فرخ نے انکی آواز سنکر
تھوڑی دیر تامل کیا مگر جب وہ نہ آئے تو پکارا۔

فرخ "جناب مولوی صاحب!"

مولوی صاحب۔ (چونک کے) "آیا۔ آیا" یہ کہکر مولوی صاحب نے آکر کنڈی
کھولدی اور بدبدا کر کہا آپ تو روز آدھی رات کو آیا کرتے ہین اور مین اس وقت
غافل سو جاتا ہون۔ ابھی ابھی مطالعہ دیکھکر چراغ گل کیا تھا اور ذرا آنکھ لگ گئی تھی"
فرخ "تو تکلیف کرکے آپ ذرا کھڑے رہیے مین اپنی دونون کتابین لیکر
اسیوقت چلا ہی جاؤنگا ضرورت ہی ایسی پڑ گئی۔ اب مین نہین ٹھہر سکتا۔ غرض
فرخ نے اپنی کتابین لین اور مسجد سے باہر نکلا۔ اور تھوڑی دیر مین آبادی سے
باہر نکل گیا۔ رات کے بارہ بج چکے تھے اور ماہتاب مشرقی آسمان پر ذرا
بلند ہو آیا تھا۔ چاندنی کھیت کر چکی تھی۔ شبنم زیادہ پڑ رہی تھی۔ فرخ نے
تھوڑی ہی دور جا کے غور کیا تو کپڑے نم تھے۔ اب وہ رات کے سفر کا
عادی ہو گیا تھا اور شب تار مین بھی تنہا سفر کرتے ہوے اوسے ڈر نہین معلوم ہوتا
تھا غرض وہ ایک بیخودی کے عالم مین قدم بڑھائے چلا گیا۔ اسوقت وہ مہدی
کو بالکل بھولا ہوا تھا۔ دل مین کچھ باتین کرتا تھا تو وہ بھی یاد جانان کی ہوتی تھین

اور نگاہ اوٹھا کر دیکھتا تھا تو بھی سامنے پیاری معشوقہ کی نظر فریب صورت ہی نظر آتی تھی۔ آخر چاندنی زرد پڑتے پڑتے نزار دہو گئی اور ستارے دیکھتے ہی دیکھتے سب جھلملا جھلملا کے غائب ہو گئے دیر تک بسیرے ہی سے شور کرنے کے بعد چڑیون نے آشیانون سے نکل نکل کے پر پھٹ پھٹانا شروع کیے مسجد کہین قریب نہ تھی۔ ورنہ اذان کی آواز بھی آجاتی ہان کسی طرف سے شوالے کے گھنٹے کی آواز البتہ آرہی تھی۔ ہمارا رات کا مسافر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا بیٹھنا تھا کہ کسل نے لٹا دیا۔ اور لیٹنا تھا کہ آنکھ لگ گئی۔

آزادی کی نیند تھی اور وہ بھی اون آنکھون مین جنھین رات بھر یار کی خیالی پیکر تصویر کی زیارت مین جاگ کر کٹی تھی۔ فرخ سویا تو کہین جا کے دوپہر کو آنکھ کھلی۔ جب ایک گاے کھڑی دھوپ سے بچکر سائے مین پناہ لینے کے لیے اس درخت کے نیچے آکے زور سے چلائی۔ وہ اوٹھا اور آگے روانہ ہوا۔ الغرض فرخ نے یونہین پاپیادہ سفر کر کے وہ تمام مسافت طے کر لی جو دریاے راوی اور دریاے چناب کے درمیان مین تھی پانچوین چھٹے روز وہ رام نگر پہونچا اور وہان سے حدود کشمیر مین داخل ہوا جموں پہونچا۔ جموں سے فرخ آگے بڑھا تو تین چار روز بعد ایک شہر کی عمارتین دیکھکر باہر ہی کسی پہاڑی کے دامن مین ایک چٹان پر بیٹھ گیا اس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ طیور بسیرون مین جانے کے لیے دور دور سے آکے جمع ہو گئے تھے اور شور کر رہے تھے۔ زرد زرد دھوپ پہاڑون کی چوٹیون پر سنہرا رنگ پھیرے ہوے تھی۔ کہر اوھوئین کی طرح تمام اطراف وجوانب مین پھیلا ہوا تھا۔ فرخ نے مثنوی مولانا روم نکال کے جوش و خروش کے ساتھ پڑھنا شروع کی۔ اسکی خوش آوازی سنکر ایک کشمیری مسلمان پاس آکر کھڑے ہو گئے فرخ نے اونہین بلا کے پاس بٹھا لیا۔ تھوڑی دیر تک مثنوی پڑھکر بند کی اور اپنے نئے ملاقاتی کیطرف متوجہ ہوا۔

فرخ "اسم شریف؟"

شخص "جلال الدین۔ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین؟"

فرخ "آپ اسکو نہ پوچھیے"

جلال الدین "آخر آپ کا وطن مالوف کس شہر مین ہے؟"

فرخ "دہلی مین"

جلال الدین "اور اسم شریف"

فرخ "مجھے فرخ کہتے ہین"

جلال الدین "حضرت آپ کیا خوب مثنوی پڑھتے ہین"

فرخ "اس شہر کا کیا نام ہے"

جلال الدین "یہ اسلام آباد ہے"

فرخ "اسوقت اس شہر کا نام سنکر بڑا افسوس ہوا"

جلال الدین "افسوس کس بات کا؟"

فرخ "افسوس کی بات نہین ہے کہ مسلمان لوگ اسلام آباد مین رہکر بھی اپنے مذہبی امور کو آزادی سے نہ ظاہر کر سکین؟ اور اونپر اسوجہ سے ظلم ہو کہ وہ مسلمان ہین! خدا جانے برٹش گورنمنٹ کیون ایسی غافل ہے جس آزاد گورنمنٹ کو عام اصلاح اور عدل و آزادی کا دعوی ہو اوس کی جانب سے غفلت کا ہونا تعجب کا باعث ہے"

جلال الدین "واقعی آپ نے صحیح فرمایا۔ ہماری یہ حالت ہے کہ عام طور پر اذان نہین دے سکتے ہین اور بقول آپ کے اور سب طرف سے تو یاس ہی یاس نظر آتی ہے۔ فقط ایک انگریزی حکومت کی انصاف پسندیون پر امید لگائے بیٹھے ہین دیکھیے کب ان مصیبتون سے نجات ملتی ہے"

فرخ "اس کے تو مین خلاف ہون۔ مین قومی حکومت زیادہ مناسب خیال کرتا ہون مجھے اس کی تو خواہش نہین ہے کہ انگریزی سلطنت مین کشمیر بھی داخل ہو جاے مگر ہان اتنا چاہتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ اپنے اعلے اختیارات کے استحقاق سے گورنمنٹ کشمیر کے پولٹیکل اصول کی ترمیم کسی قدر تنبیہ کے ساتھ کرتی رہے۔ ہندوستان کے اخبارات اس پر زور دے رہے ہین مگر بعض ایسے بھی ہین کہ اپنے مسلمان بھائیون پر چھریان چلتے دیکھتے ہین اور اوسی مین خوش ہین"

جلال الدین" واقعی آپ کی راے نہایت مناسب ہے دیکھیے خدا کب وہ دن لاتا ہے۔ مین ہندوستان مین کوئی پانچ چھ برس رہا تھا۔ وہان کے لوگون کی آزادیان دیکھکر اور تمام مذہب والون کو اپنے مذہبی جوش وخروش کو آرزو سے ظاہر کرتے دیکھکر مجھے اپنے ملک کے مسلمانون کی بیکسی اور بے بسی پر بڑا رحم آیا۔ اکثر آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اب اندھیرا ہو گیا شہر مین تشریف لے چلیے"

فرخ" آپ تشریف لے جائیے میرا آپ کا کون ساتھ؟"

جلال الدین" اے نہین صاحب یہ نہ ہوگا۔ آپ میرے مہمان ہین"

غرض فرخ بہزار خرابی جلال الدین کے مکان پر گیا دو چار روز کے بعد اُس نے وہان سے روانہ ہونے کا قصد کیا مگر جلال الدین نے کسی طرح اجازت نہ دی آخر فرخ نے یہان ایک معمولی معلم گری کی نوکری کر لی اور کئی مہینے یہین رہا۔

فرخ کو یہان ہر وقت اپنی معشوقہ کو یاد کرتے ہی گزرا کرتی تھی آرزو نے دل مین جیتا تھا اور خیال جانان سے دل بہلاتا تھا۔ آخر وحشت نے پھر زور کیا دل مین کہنے لگا مین یہان رہنے اور نوکری کرنے نہین آیا ہون اب دل یہان نہین لگتا کسی اور طرف چلنا چاہیے" غرض ایک دن جوش وحشت مین چل کھڑا ہوا اور سری نگر مین پہونچا۔ جلال الدین کو اوس سے اس عرصے مین نہایت اُنس ہو گیا تھا وہ از حد ملول تھے۔

فرخ جیسے ہی سری نگر مین پہونچا اتفاقاً اس کے ایک کلاس فیلو جن کا نام علی اصغر تھا ملے اور دیکھتے ہی دوڑ کے لپٹ گئے۔ علی اصغر کو دہلی سے آئے ابھی سات آٹھ ہی مہینے ہوے تھے۔ اُن سے مہدی سے بھی ملاقات ہو گئی تھی اور فرخ کے تمام حالات سے واقف تھے۔ اپنے دوستون کی تحریرون سے اونہین فرخ کی مفقود الخبری کا حال بھی معلوم ہو چکا تھا۔ عملاً اونہون نے اپنی واقفیت کو ظاہر نہین کیا۔

علی اصغر" فرخ تم کہان؟"

فرخ "سفر کا شوق ہوا ہمین چلا آیا"
علی اصغر "آئیے میرے یہان تشریف لے چلیے"
فرخ "نہین۔ میرا یہان قیام کا ارادہ نہین ہے"
علی اصغر "بچا۔ تو آپ جانے بھی پائین گے؟"
غرض علی اصغر نے بڑے خلق کے ساتھ حیلے کرکر کے فرخ کو دو مہینے تک اپنے مکان پر روک رکھا۔ فرخ روز روانگی کا قصد کرتا تھا اور وہ روک لیتے تھے علی اصغر نے فرخ کو ایسا موقع ہی نہ دیا کہ وہ تنہا چل دے۔

دسوان باب

مہدی فرخ کی کوٹھی مین ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ عورت پر پریشانی برستی ہے۔ چہرہ مجسم حیرت ہو رہا ہے۔ میز پر دونون کہنیان ٹیک کر آگے کو جھک گیا ہے۔ دونون ہاتھ میز پر رکھے ہین۔ اور پریشان خیالات کے ساتھ نا امیدی و یاس کے آثار بشرے سے ظاہر ہین۔ وہ دل مین کہہ رہا ہے "افسوس اب تو ہمین ذرا شبہہ نہین رہا کہ فرخ سے دائمی مفارقت ہو گئی۔ اسکی وحشت اب اوسے پھر دہلی آنے کی اجازت نہ دیگی۔ خدا جانے کہان ہوگا۔ ہاے! اس طرح امیرانہ ٹھاٹھ سے پرورش پایا ہوا شخص کوہ و صحرا مین پا پیادہ پھرے نہ معلوم کیا حال ہوگا۔ پیرون مین چھالے پڑ گئے ہون گے آہا! فرخ تم مجھے بالکل بیدست و پا کر گئے۔ کس عمدہ اصول سے خاندانی نزاعون کے دفع کرنے کی بنا ڈالی تھی۔ بس اتنی ہی کسر رہگئی تھی کہ نکاح ہو جاے ایک فرخ کی ذات سے کیا کیا امیدین تھین۔ گویا میرے بمبئی سے آنے کی غایت ایک فرخ کے دم سے وابستہ تھی۔ اب تو میرا یہان رہنا بالکل بیکار ہو گیا فرخ کی والدہ بڑی دلدہی اور اصرار کرتی ہین مگر وہ خود ہی اپنی مصیبت مین مبتلا ہو رہی ہین۔ فرخ کا تھوڑا صدمہ ہوا خدا دشمن کو بھی اس مصیبت مین نہ ڈالے۔ مجھے اس امر کی بڑی فکر ہے کہ مجھکو اب اپنے لیے کیا" (کچھ آہٹ پاکے) کون؟ سامنے کا دروازہ کھلا۔ کوئی توانا اور موٹے تازے ہاتھ پیرون کا

آدمی اندر داخل ہوا۔

مہدی "اخاہ! جناب آغا صادق صاحب ہین۔ آئیے تشریف رکھیے۔ یہ کہتا ہوا مہدی اوٹھ کہڑا ہوا۔ آغا صاحب آئے اور مہدی کے برابر ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

مہدی "مزاج مبارک"

آغا صادق "الحمد للہ۔ آپ کا مزاج شریف"

مہدی "شکر ہے۔ جب سے فرخ چلے گئے کبھی ایک گہڑی بہر کو بہی آرام نہین نصیب ہوا۔ بس مزاج کا یہی حال سمجہ لیجیے"

آغا صادق "ہان اونکا پتہ نہین لگا؟ کیا صدمہ ہوا ہے۔ یہ گہرانہ ہی تباہ ہوگیا۔ آپ غور تو کیجیے کہ تین بہائیون اور بہن کی ساری اُمیدین ایک فرخ کے دم سے تہین"

مہدی۔ (آبدیدہ ہوکے) کیا عرض کرون کہ یہ کیسا سانحہ ہوا ہے"

آغا صادق "اُنکی والدہ کا کیا حال ہے؟"

مہدی "میری زبان مین طاقت نہین کہ اُنکی بیتابی اور بیقراری کا حال بیان کرون رات دن روتے ہی گزرتی ہے۔ غذا مطلق چہوٹ گئی۔ مین جانتا ہون کہ جب سے فرخ گئے اوسوقت سے آج تک کسی نے اونکو ہنستے نہ دیکہا ہوگا"

آغا صادق "خدا اُنکو صبر عطا کرے" (دروازے کیطرف دیکہکر) کون آتا ہے۔ مشتاق برآمد ہوا۔

مہدی۔ (اودہر دیکہکر) مشتاق ہین۔ آؤ مشتاق بیٹھو" مشتاق بہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

آغا صادق "ارے بہئی مشتاق! اتنے کچہ پتہ نہ لگا کہ فرخ کہان گئے ہین؟"

مشتاق "خدا اُنکو بخیر و عافیت واپس لائے یقین جانیے بے اونکے زندگی بے مزہ ہوگئی۔ اپنے حد بہر کوشش کرتا ہون باقی حصول مقصد خدا کے ہاتہہ ہے"

مہدی "مشتاق تمنے دروازہ کھلا ڈالدیا ہوا بہت تیز چل رہی ہے"
آغا صادق "رہنے بھی دیجیے جاڑے کے موسم مین ہوا دنکو ناگوار نہین گزرتی"
مشتاق "دیکھیے اصغر علی آتے ہین"
مہدی "کئی روز کے بعد آتے ہین۔ آغا صاحب آجکل طبیعت نہایت گھبرایا کرتی ہے۔ کوئی صاحب ازراہ کرم تشریف لے آتے ہین تو گھڑی دو گھڑی کو دل بہل جاتا ہے"
اصغر علی۔ (کمرہ مین داخل ہوکے اور صاحب سلامت اور مزاج پرسی کے بعد) آج چھ دن کے بعد حاضر ہوا ہون۔ کیا کہون فرصت ہی نہین ملتی تھی اور ایک جبر ایسی ضروری عرض کرنا تھی کہ تین دن سے روز آنے کا قصد تھا مگر موقع نہین ملا"
مہدی "اور یہ مقام بھی دور پر واقع ہے۔ انسان اور کام کا ہرج کرے تو یہان آئے"
آغا صادق "چلیے اب دوپہر دریا کیطرف چلکے بیٹھین"
مہدی "بہتر۔ اگرچہ آج کل باہر بیٹھنے کا موسم نہین ہے۔ مہدی کے حکم پر خدمتگارون نے اُس طرف کرسیان ڈال دین اور سب جاکے وہین بیٹھے۔
اس وقت تقریباً تین بجے ہونگے۔ چیزون کا سایہ خود اون کے برابر ہوگیا تھا۔ نماز ظہر کا وقت ختم ہونے کو تھا۔ سردی جو دوپہر کے وقت کم ہوگئی تھی اب پھر زور پکڑتی جاتی تھی۔ آفتاب کی گرمی ہمارے دلون کیطرح سُست پڑگئی تھی۔ بہت چھوٹا سا دن کچھ اس رواروی کے ساتھ آخر ہوگیا تھا کہ بہت لوگ ابھی بارہ بجنے ہی کے گمان مین تھے دُنیا کے کاروبار اجرا کرنے والے دن کی کوتاہی سے بتنگ آگئے تھے کیونکہ بہت کم ایسے تھے جو اپنا پورا کام کرنے جاتے ہون۔ اسوقت لب دریا بیٹھکر کچھ دیر سبھون نے دریا کی روانی کی سیر کی اور پھر باتین شروع کین۔
مہدی۔ (اصغر علی کی طرف دیکھکر) وہ کونسی خبر فرمانے آپ گئے تھے؟

اصغر علی۔ "ہان خوب یاد دلایا آپ نے مجھے خیال ہی نہین رہا تھا۔ وہ جس زمانے مین آپ فرخ کے لیے لاہور مین تشریف لے گئے تھے مجھے معتبر طور پر معلوم ہوا ہے کہ اُنھین دنون مقصود دو ایک بدمعاشون کو ساتھ لیکر وہان گیا تھا۔ مین نے سُنا ہے کسی روز رات کو اونھون نے فرخ پر بھی حملہ کیا مگر فرخ کسی طرف کو نکل گئے مقصود کہتا ہے میرے بھائی کو تو پھانسی ہو ہی گئی اب مین جب تک مسعود کا بدلہ فرخ سے نہ لے لونگا دم نہ لونگا۔ مگر فرخ کو خدا نے دو دفعہ ان ظالمون کے ہاتھ سے بچایا"

مہدی۔ "اس خبر سے تو مجھے آپ نے تشویش مین ڈال دیا۔ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کس روز مقصود نے فرخ پر حملہ کیا تھا؟"

اصغر علی۔ "اب یہ تو مجھے ٹھیک نہین معلوم ہوا"

مہدی نے اس خبر کو سُنکر متفکر صورت بنائی اور گردن جھکا کے سوچنے لگا۔ "خدا جانے یہ کس روز کا ذکر ہے؟ فرخ سے جس روز مجھ سے ملاقات ہوئی اوس سے پہلے تو یہ واقعہ نہین ہوا ورنہ فرخ مجھ سے ضرور ذکر کرتا۔ اور اوس روز کے بعد مجھے یقین نہین کہ فرخ لاہور مین ہو۔ مین نے ہر گلی کوچہ چھان ڈالا۔ یہ ممکن نہین کہ فرخ وہان ہوتا اور مجھے نہ مل جاتا ہو نہو اوسی روز کا ذکر ہو جس رات وہ مجھے سوتا چھوڑ کے چلا گیا تھا۔" بآواز اصغر علی سے "یہ آپ کو معلوم ہوا کہ رات کو حملہ ہوا تھا کہ دن کو؟"

اصغر علی۔ "ہان یہ تو سُنا ہے کہ رات کو حملہ ہوا تھا"

مہدی۔ (دل مین) "بس اوسی روز کا ذکر ہے"

اتنے مین خدمتگار نے مہدی کو ایک خط لاکے دیا اور کہا "حضور ڈاکیا دے گیا ہے"

مہدی نے خط کا لفافہ پڑھا مگر کچھ نہ معلوم ہوا کہ کس کا لکھا ہے۔ لفافہ چاک کیا اور آہستہ آہستہ پڑھنے لگا۔ آغا اور اصغر علی اور مشتاق مہدی کی صورت دیکھنے لگے۔ مہدی جو جو اس خط کو پڑھتا جاتا تھا وہ وہ اُسکے چہرے سے مسرت کے آثار ظاہر ہوتے جاتے تھے ابھی خط پورا نہین

ہوا تھا کہ مہدی نے وفور مسرت سے سب کی طرف دیکھکر کے کہا "لیجیے حضرت آپ سب صاحبون کو مبارک!"

اصغر علی "لہ جلد فرمائیے۔ خط پیچھے پورا کر لیجیے گا"

مہدی "مین آپ سب صاحبون کو خط ہی سنائے دیتا ہون" یہ کہہ کے مہدی نے خط پڑھنا شروع کیا "شفیقی جناب محمد مہدی صاحب دام لطفہ بعد تسلیم کے بصد اشتیاق مدعا طراز ہون کہ ان دنون میرے معزز دوست فرخ صاحب یہان وارد ہوے چونکہ مین اونکے حالات جانتا تھا بلطائف الحیل اونھین روک رکھا۔ آپ اس خط کے دیکھتے ہی یہان تشریف لائیے۔ آپ آجائین گے تو مجھے امید ہے کہ سمجھانے بوجھانے سے واپسی وطن پر راضی ہو جائین گے زیادہ نیاز۔

کمترین علی اصغر۔ از سری نگر۔ کشمیر۔ مورخہ۔ ماہ سنہ ھ

یہ خط دیکھ کے سب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ مہدی کہنے لگا "تو اب روانگی کا قصد کرنا چاہیے۔

علی اصغر صاحب نہایت معقول آدمی ہین یہ بڑا کام کیا جو فرخ کو روک لیا آپ سب صاحب تشریف رکھین مین اندر اطلاع کر آؤن۔ فرخ کی والدہ کو فوراً یہ خوشخبری سنانا چاہیے اُنکی جان مین جان آجائے گی۔ ذرا اطمینان ہو گیا تو لکو ایک قسم کی تسلی و تشفی ہو جائے گی۔

یہ کہہ کے مہدی اندر چلا گیا۔

گیارھوان باب

کوئی چالیس پینتالیس برس کی شریف عورت ایک محلسرا مین بیٹھی ہے آس پاس کچھ اور عورتین جمع ہین۔ اس شریف عورت کی صورت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہجوم حسرت و اندوہ عمر بھر کی عیش و عشرت کو پامال کیے ڈالتا ہے۔ زندہ دلی اور شگفتہ طبعی چہرے سے ظاہر ہونے والی یاس پر قربان ہوئی جاتی ہے۔ اتنے مین ایک ماما نے آکے عرض کیا۔ حضور وہ تشریف لائی

ہین۔ جعفری بیگم ابھی ابھی فنس سے اوتری ہین" مگر وہ شریف عورت ایسے رنج والم مین ڈوبی ہوئی تھی کہ ماما کو کچھ جواب نہ دیا۔ وہ دل سے غمگین ہو ہو کر یہ باتین کر رہی تھی" اب یہ غم مرتے دم تک پیچھا نہ چھوڑے گا فرخ نے مجھے کہین کا نہ رکھا۔ ہاے میری شہزادی جب اوس کی بھولی بھولی صورت پر مایوسی برستے دیکھتی ہون کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتے ہین۔ اسکے ننھے کلیجے پر خدا جانے کیا گزرتی ہوگی۔ رات دن دل ہی دل مین کڑھا کرتی ہے۔ بھولی ناسمجھ اپنے دل کا حال کہے تو کس سے کہے؟ ہاے یہ بھی میرے نصیبون کا لکھا تھا۔ کیسی کیسی آرزوئین تھین کہ شہزادی کا دولھا دیکھونگی وہ سب آرزوئین خاک مین مل گئین۔ اکیلی بیٹھ بیٹھ کے رویا کرتی ہے اوس کی روئی وہوئی آنکھین دیکھ کر میرے دل مین نشتر سے چبھنے لگتے ہین۔ ہاے کیا کرون؟"

فرخ کی پھوپھی ان پریشان خیالات مین اسقدر ڈوبی ہوئی تھی کہ اوسکو معلوم بھی نہ ہوا اور جعفری بیگم کمرے کے اندر پہونچ گئین۔ جعفری بیگم نے آکے مؤدبانہ سلام کیا۔ فرخ کی پھوپھی نے سر اوٹھا کے دیکھا اور کہا "جیتی رہو آؤ بیٹھو"

جعفری بیگم فرخ کی منجھلی چچی کی اوسکے میکے کی طرف سے سگی بھانجی تھین۔ انکی عمر کوئی ۲۵ برس کی ہوگی۔ اور صورت کے اعتبار سے نہایت ہی حسین اور صاحب جمال تھین۔ غرض وہ آکر بیٹھ گئین۔

فرخ کی پھوپھی "اچھی تو رہین؟"

جعفری بیگم "آپ بزرگونکی دعا سے سب طرح خیر و عافیت ہے"

فرخ کی پھوپھی (ایک بیتابی کیساتھ) "ہاے اتنے دیکھا ہمین فرخ کیسا بھوت مار گیا؟"

جعفری بیگم۔ (آبدیدہ ہوکے) "جی ہان خدا کی قسم ایسا صدمہ ہوا ہے کہ کچھ عرض نہین کر سکتی"

فرخ کی پھوپھی "میری شہزادی کے دل پر جو گزرتی ہے اوسکو بس وہی جانتی ہے دوسرے کو کیا خبر! ابھی حالت رہی تو اوسکی جان کا خدا ہی حافظ ہے"

جعفری بیگم "اے اسمین بھی کسی کو شک ہے؟ شہزادی کا تو جس قدر حال غیر نہ ہو تعجب ہے"

فرخ کی پھوپھی "میری بچی تو ابھی بالکل بھولی بالی ہے۔ اسکو دنیا کے رنج و غم سے کچھ سروکار ہی نہ تھا اوپر جو بیتا بیتا صدمہ پڑا ہے تو یہ حال ہے کہ نہ کسی سے کچھ کہتی ہے اور نہ سنتی ہے بس ایک ایسی چپ سادھ لی ہے کہ ہزار بیتا بیون پر بالا ہے"

جعفری بیگم "ہوا ہی چاہیے۔ فرخ کا کہین پتہ بھی لگا؟ خدا جانے کہان چلے گئے کل مین اونکی والدہ کے ہان گئی تھی۔ کیا کہون دم بدم رونے کے سوا جیسے اور کوئی کام نہین ہے کل تک تو پتہ نہین لگا تھا"

فرخ کی پھوپھی "ہماری اللہ ہی قسمت ہوتی تو رونا کس بات کا تھا ہمین نصیبن کہتی نہین ہوا بندھیرا ہو گیا کسی سے کہو کنول روشن کر جائے"

جعفری بیگم "خدا اونھین بہت جلد مقصد مراد کے ساتھ واپس لائے"

فرخ کی پھوپھی "جعفری بیگم ہائے! اب تم ہی بتاؤ کیا کرون؟ مجھے تو کچھ نہین بن پڑتی"

جعفری بیگم "آپ نے بھی کچھ اسپر غور کیا۔ آخر کیا ارادہ ہے؟"

فرخ کی پھوپھی "مین نے تو ہزار سوچا مگر کوئی بات نہین بن آتی۔ کچھ تم ہی بتاؤ؟"

جعفری بیگم "یہ کوئی ایسی بڑی بات نہین آخر کنواری لڑکی کو کب تک لیے بیٹھی رہیے گا؟ کہین اور ٹھہر جائے تو دیکھ بھال کے کر دیجیے"

فرخ کی پھوپھی "اول تو اب مجھے یہ منظور ہی نہین کہ شاہزادی کا ہاتھ کسی اور کے ہاتھ مین پکڑا دون اور مانا کہ کہین کر دون پھر تمھین بتاؤ کہان کرون نگوڑا زمانہ ایسا آنکے لگا ہے کہ ہونہار لڑکون کا جیسے کال ہو گیا۔ مان باپ لڑکون کو لاڈ پیار کے مارے پڑھاتے لکھاتے نہین اور پڑھائین گے بھی تو وہ علم کہ لڑکا ملاؤن مین مل جائے نہ کمانے کا سلیقہ آئے نہ کچھ پیدا کرنے کے ڈھنگ معلوم ہون۔ بس اسی قابل ہو جائے کہ عمر بھر مسجدون کی روٹیان توڑا کرے۔ اسے یہین کے ایک شاعر ہین جالی۔ انہون نے زمانے کا حال دیکھ کے کیا اچھا شعر کہا ہے۔ ؎

یہی جھینکنا کو بکو گھر یہ گھر ہے ۔۔۔ بہو کو ٹکانا نہ بیٹی کو بر ہے

اب مجھ سے تو یہ نہو گا کہ اپنی لاڈلی شہزادی کو آنکھین بند کرکے کسی کے حوالے کردون ۔

جعفری بیگم ۔ ہان حضور صاحبزادیکو دشمن کچھ ایسے دوست ہین ۔

فرخ کی پھوپھی ۔ پھر اب تمھین بتاؤ عزیزو تمھین کون لڑکا ہو جسکو تم اپنے نزدیک لائق سمجھتی ہو ۔

جعفری بیگم ۔ میرے نزدیک مقصود ہی لائق ہے ۔ آخر اوسمین کونسی نالائقی ہے ۔ اور بدنام کرنے کی تو بات ہی اور ہے ۔

فرخ کی پھوپھی ۔ ہے ہے ۔ دیکھو جعفری بیگم مقصود کا نام میرے سامنے نہ لو مجھے اسکا نام سنکے بڑا صدمہ ہوتا ہے ۔ بائے تم اوسے لائق کہتی ہو جسنے اپنے سگے بھائی کے مار ڈالنے کا قصد کیا ۔ وہ دوسرے کے ساتھ کیا کریگا وہ تو مہدی کے لاہور جانے سے اتنا بھی معلوم ہوا کہ فرخ دنیا مین موجود ہے ۔ اونھون نے اپنی طرف سے اوسکے دشمنون کی جان لینے مین کیا کچھ کسر اوٹھا رکھی تھی ۔ یہ مجھ سے کوئی اُمید نہ رکھے کہ اپنی پیاری لڑکی مقصود کو بیاہ دونگی ۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ فرخ زندہ ہے بس جس روز وہ آجائیگا اوسی کے ساتھ شہزادی کی شادی ہوگی ۔ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مگر میری شہزادی کی شادی اور کسی کے ساتھ نہ ہونا ہے نہ ہوگی ۔ جعفری بیگم پھر کبھی تم اوس کا ذکر نہ کرنا ۔

شہزادی تھوڑی دور پر پاندان پر گردن جھکائے بیٹھی نازک نازک ہاتھون سے ڈبیان کتر رہی تھی ۔ جس وقت جعفری بیگم نے مقصود کا نام لیا چاہیے تھا کہ وہ شرما کے اور گردن جھکا لیتین مگر نہین اونھون نے ایک ایسی نگاہ سے دیکھا جو حسرت و افسوس کے ساتھ بڑی ناراضی اور برہمی کے آثار بھی دکھا رہی تھی ۔ صورت سے ظاہر ہوتا تھا کہ دل مین کوئی ایسا خیال جوش کے ساتھ پیدا ہوا ہے کہ وہ ضبط نہین کر سکتین مگر وہ نرم و حیا جو معمولی ہندوستانی کنواری لڑکیون کی زبان روکتی رہتی ہے اوس نے اوسوقت شہزادی کا منہ نہ کھلنے دیا ۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ کمرے کی گھڑی مین ٹھن ٹھن کرکے آٹھ بجے ویسے ہی قریب کی مسجد مین اذان کی آواز

آئی۔ فرخ کی پھوپھی ایک دوشالہ اوڑھکر کمرے سے باہر نکلی آسمان کہرے کی وجہ سے دھندلا نظر آتا تھا۔ ایک آدھ ستارا جو نظر بھی آتا تھا تو اوسکی روشنی بالکل ماند تھی۔ چاند کی روشنی دشمنوں کے دلوں کی طرح مکدر تھی۔ رات تھی تو چاندنی مگر موسم سرما کے باعث اندھیری معلوم ہوتی تھی مارے سردی کے بدن کانپا جاتا تھا کسی کام کے لیے ہاتھ باہر نکالنا انتہا سے زیادہ کھلتا تھا۔ فرخ کی پھوپھی نے تھرتھرا کے کہا "اے ہے کس غضب کا جاڑا پڑتا ہے" اسپر نصیبن نے کہین دور سے چلا کے کہا "اے بیوی سنتی ہون کل بہت برف پڑی"

اتنے مین ایک عورت فرخ کی پھوپھی کے قریب آئی اور بڑے ادب سے جھک کے آداب بجالائی۔

فرخ کی پھوپھی "کون! حسینی خانم تم اتنے وقت کہان آئین۔ خیریت تو ہے؟"

حسینی خانم "جی ہان سب خیریت ہے۔ ایک خوشخبری سنانے آئی ہون حضور انعام لونگی"

فرخ کی پھوپھی "ہمارا انعام دینے کے قابل منہ ہی نہین رہا۔ وہ جو انعام کا حیلہ تھا وہ ہی نہین"

حسینی خانم "اے حضور خدا نے سن لی۔ آج ایک خط آیا ہے۔ صاحبزادے کا پتہ معلوم ہوگیا۔ آپ کی بھاوج صاحب نے یہی خوشخبری سنانے کو بھیجا ہے دوڑتی ہوئی آئی ہون"

فرخ کی پھوپھی "(خوش ہوکے) آخر کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کہان سے خط آیا ہے؟"

حسینی خانم "کشمیر سے"

فرخ پھوپھی "اے ہے۔ فرخ کشمیر پہونچگیا۔ خط کسنے لکھا ہے؟"

حسینی خانم "کوئی اُن کے دوست۔ وہان تھے دیکھتے ہی اپنے گھر لے گئے اور حیلہ بہانہ کرکے اُنکو تو روک لیا اور یہان لکھہ بھیجا۔ آج مہدی میان رات کی ریل پر جائینگے۔ خدا کرے جلدی آجائین"

فرخ کی پھوپھی۔ (ہاتھہ اوٹھا کر) "یا اللہ کروڑ کروڑ بار تیرا شکر ہے۔ تو نے میری

بیکسی پر رحم کیا" فرخ کی بہو بیٹی کو اس سے زیادہ کیا خوشی ہو سکتی تھی۔ اسنے ہی دوڑ کر کمرے مین گئین اور سب کی طرف دیکھکر کہا۔

"دولہا دلہن مبارک۔ میرے فرخ کا پتہ لگ گیا۔ بس وہ ہی تین روز مین آیا چاہتا ہے۔ اب مین شادی مین ذرا تامل نہ کرون گی۔ وہ آیا چاہے۔ بس دن تاریخ دیکھکر نکاح پڑھوا دونگی۔ اس مین جاہے کوئی خوش ہو چاہے ناراض ہو"

بارہوان باب

فرخ اپنے دوست علی اصغر کے مکان مین سوتے سوتے جاگ پڑا آنکھین ملتا ہوا پلنگ پر اوٹھ کے بیٹھ گیا۔ دروازے کی راہ سے دیکھا کہ ستارے کھلے ہوے ہین مگر کسی نادم شخص کیطرح اُن کی نظر فریب آب و تاب پر ایک بے لطف سفیدی ظاہر ہو رہی ہے۔ فرخ نے پہلے ستارون کی سفیدی کا خیال ہی نہ کیا اور سمجھا کہ ابھی رات زیادہ باقی ہے لیکن جب شہر کے شوالون سے گھنٹون کی آوازین ہوا سرد کے ہلکے ہلکے جھونکون کے ساتھ آئین تو متحیر ہو کے کمرے کے باہر نکلا۔ اور مشرق کی طرف نظر غور سے دیکھنے لگا۔ سفیدۂ صبح کی لمبی لمبی روشنی دیکھ کے معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی فرخ اگرچہ رات بھر اپنے جوش عشق کی فکرون مین ڈوبا رہا تھا اور پچھلے کو جا کے کہین آنکھ لگی تھی مگر اوس وقت کی کیفیتین ایسی دلچسپ تھین کہ وہین باہر صحن مین ٹہلنے لگا۔

یہ وقت مصلحتاً نہایت ہی دلکش پیدا کیا گیا ہے۔ اسی وقت تمام عالم ایک گہری غفلت اور بیخودی کے سکوت کے بعد اپنے کاروبار مین مشغول ہوتا ہے۔

دُنیا کا ہر ذی روح اسی وقت اوس غایت کے حاصل کرنے کی جانب مصروف ہوتا ہے جس کے واسطے اوسے قدرت نے پیدا کیا ہے۔ اوسی وقت کی دلچسپیان ہین جو قریب قریب تمام عالم کو میٹھی نیند سے جگا کے

اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہین۔ غرض رفتہ رفتہ ستارون کی صورت زیادہ گہرائی ہوئی نظر آنے لگی۔ اور طیور نے چہچہا چہچہا کر عالم کی خاموشی کو دفع کیا۔ اور نئے نئے جاگے ہوؤن کے کانون مین گھنٹون کی آوازین بہر ہین ہر چیز کو ایک آزادی حاصل تھی۔ اور کسی نہ کسی ذریعہ سے اپنے موجود ہونے کی اطلاع اہل عالم کو کر رہا تھا۔ خاموش تھین تو شہر کی مسجدین جن مین سے آذانون کی آوازین نہین آتی تھین اور مسلمانون کے اقبال کی طرح ایک بیکسی کے ساتھہ خاموش پڑی تھین۔

اسوقت کی حالت نے فرخ کا دل ذرا بہلا دیا۔ اور اُسے اتنی مہلت ملی کہ اپنی پیاری معشوقہ کے خیال سے دل کو کسی اور جانب متوجہ کرے کسی طرف سے اذان کی آواز نہ آنے کا خیال کرکے وہ افسوس کرنے لگا اوسنے اوس گورنمنٹ کی حالت پر نہایت خوف اور عبرت سے نظر ڈالی جو اپنے ناجائز تعصب پر ایک وسیع مذہب کی آزادی کو بھینٹ چڑہائے دیتی ہے۔

اب روشنی زیادہ غالب ہوگئی اور ستارے بالکل غائب ہوگئے آفتاب کی کرنین اُن درختون کی خوشنما پتیون پر پڑین جو کشمیر کو جنت نظیر ثابت کیے ہوئے ہین صحن کے کسی کونے مین ایک سنہری کرسی پڑی تھی فرخ اوسپر بیٹھ گیا۔ قاعدہ ہے کہ جو ہر وقت کسی کام مین لگے رہنے کا عادی ہے گھڑی بھر بھی بیکار بیٹھنے مین اوس کا دل اولجھنے لگتا ہے۔ فرخ ہر لحظہ خیال جانان مین ڈوبا رہتا تھا اس وقت دم بھر بے یاد جانان بیٹھا تو آپ کو کچھہ بھولا بھولا سا معلوم ہونے لگا۔ آخر ضبط نہ ہوسکا اور جاکے کمرے سے مثنوی مولانا روم اوٹھا لایا مثنوی کے چند اشعار پڑھے ہونگے کہ اوسکے دوست علی اصغر زنانے مکان سے باہر تشریف لائے۔

علی اصغر۔ ہاہاہا! آج تو آپ سویرے ہی سے باہر صحن مین نکل کے بیٹھے ہین

فرخ۔ (مثنوی بند کرکے) ہان۔ آج تڑکے ہی آنکھہ کھل گئی تھی۔ دل گھبرانے لگا تو مثنوی لے کے بیٹھ گیا"

علی اصغر "تو آپ نے مثنوی بند کیون کر دی؟ اچھا آئیے اندر بیٹھکر پڑھیے مجھے مثنوی شریف سننے کا نہایت ہی شوق ہے عجب دلکش کلام ہے"

فرخ۔ (کھڑے ہو کے) "سبحان اللہ جو دل ذرا بھی اثر پذیر ہو اوس کے مذاق کے موافق مثنوی سے بڑھکر دنیا بھر مین کوئی کتاب نہین ہے" غرض دونون کمرے مین داخل ہوے اور فرش پر بیٹھ گئے۔ فرخ نے مثنوی علیحدہ رکھدی۔

علی اصغر "نہین صاحب کچھ پڑھیے تو سہی فضول باتون سے اچھا ہی ہوگا"

فرخ نے مثنوی اوٹھائی اور شروع مین کچھ اشعار چھوڑکر پڑھنا شروع کی۔

فرخ۔ (جھوم کر) "در غم ما روزہا بیگاہ شد + روزہا با سوزہا ہمراہ شد +"

علی اصغر "ہائے کس درد اور کس بیتابی کا شعر ہے"

فرخ۔ (کچھ دور تک نظر سرسری طور پر دوڑا کر) "ہائے ہائے! فرماتے ہین مولانا سنیے گا۔

اے طبیب جملہ علت ہاے ما | شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما | اے دوائے نخوت و ناموس ما

علی اصغر۔ (زور سے کلیجہ پکڑ کے) "اُفوہ! بس جی چاہتا ہے کہ انسان کپڑے پھاڑ کے جنگل کو نکل کھڑا ہو" فرخ یہ شعر پڑھکر کچھ ایسا بیتاب ہوا کہ آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اوسنے بار بار انھین اشعار کو ایک بے اختیاری کے ساتھ پڑھنا شروع کیا اور آخر خاموش ہو کے کسی فکر مین غرق ہو گیا۔

علی اصغر "آگے بڑھو چپ کیون ہو رہے ہو؟"

فرخ "بہتر" پانچ چھ ورق بے پروائی کے ساتھ اُلٹ گیا۔ ایک مقام پر ٹھہر کے اور زانو پر ہاتھ مار کے کہنے لگا "ہاے ہاے ملاحظہ فرمائیے۔

گفت لیلی را خلیفہ کان توئی | کز تو مجنون شد پریشان و غوی
از دگر خوبان تو افزون نیستی | گفت خامش چون تو مجنون نیستی
دیدۂ مجنون اگر بودے ترا | ہر دو عالم بیخطر بودے ترا
با خودی تو لیک مجنون بیخود است | در طریق عشق بیداری بد است

اتنے مین ایک خدمتگار آیا جسکی طرف فرخ اور علی اصغر دونون دیکھنے لگے۔

علی اصغر "کیون؟ کیا ہے"

خدمتگار "حضور ایک صاحب تشریف لائے ہین"
علی اصغر "کون صاحب ہین! آخر تم نہین پہچانتے؟"
خدمتگار "جی مین نے تو اونہین کبھی نہین دیکھا"
علی اصغر "تو یہان بھیج کیون ندیا؟"
خدمتگار "وہ خود ہی نہین آتے۔ آپ کو باہر بلاتے ہین"
علی اصغر "کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کون صاحب ہین" فرخ سے "آپ تشریف رکھیے مین ذرا باہر ہو آؤن"
فرخ "بسم اللہ" علی اصغر باہر نکلا اور نکلتے ہی ایک شخص کو دیکھتے ہی لپک کے لپٹ گیا "اخاہ! سب خیر و عافیت تو ہے؟"
شخص "الحمد للہ"
علی اصغر "آپ خوب موقع پر آگئے"
شخص "آپ کا اشارہ ہوتا اور مین نہ آتا!"
علی اصغر "آئیے اندر آئیے۔ وہ بھی بیٹھے ہین مگر آپ کا اونہین گمان بھی نہوگا"
دونون اندر داخل ہوے۔ فرخ اس نئے شخص کو دیکھ کے ایسا بدحواس ہوا کہ گھبرا کے کھڑا ہو گیا اور یہ شخص جاتے ہی اسکے گلے سے لپٹ کر آبدیدہ ہو اور کہنے لگا "فرخ تمسے بڑھکر سنگدل دنیا مین کوئی نہوگا ہای تمہارا جوش محبت بڑا ظالم ہی"
فرخ (آنکھون سے آنسو بہا کر) مہدی ہاے اس بےبس دل کے ہاتھون مجبور ہون مین اپنے اختیار ہی مین نہین ہون۔ تم چاہے ظالم کہو چاہے کچھ کہو۔ مگر میرا دل میرے قابو مین نہین ہے"
مہدی "آخر اس ظلم کی کوئی انتہا بھی ہے؟"
فرخ "نہین۔ کیونکہ مجھے اپنے دل کی بے اختیاری کی کوئی انتہا نہین معلوم ہوتی"
دسترخوان بچھایا گیا اور سبھون نے بیٹھ کے کھانا کھایا۔ کھانے سے فراغت کر کے علی اصغر نے کوئی ضرورت بیان کی اور اٹھ کے چلا گیا۔ فرخ اور مہدی مکان مین تنہا رہگئے فرخ نے پہلے اپنی والدہ اور اعزا کی خیر و عافیت پوچھی اسکے بعد ادھر ادھر کی باتین دریافت کرنے لگا۔
فرخ "آپ کا یہان آنا کیونکر ہوا؟ مجھے آپکے یہان آنے کا گمان بھی نہ تھا"

مہدی "آپ کی کشش کھینچ لائی"
فرخ "کیا ان یہاں کچھ ضرورت تھی؟"
مہدی "اس سے زیادہ کیا ضرورت ہوگی کہ آپ یہاں موجود تھے"
فرخ "آخر آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ مین یہاں موجود ہون"
مہدی "اب کیا بتاؤن؟ معلوم ہو گیا یہاں کے بعض آدمی گئے انکی زبانی معلوم ہو گیا"
فرخ "خیر کہیے مسعود کے مقدمے مین کیا ہوا؟ جرم تو سنگین تھا"
مہدی "آپ کو ابتک نہین معلوم ہوا؟ ایک زمانہ ہوا اسکو پھانسی ہو گئی۔ آپکی والدہ کو مسعود کا بڑا ہی صدمہ ہوا۔ ہزار نالایق ہو مگر اولاد کا صدمہ نہین برداشت ہو سکتا۔ واقعی اونہون نے بڑا ہی ضبط کیا۔ نہ آنسو بہائے نہ روئین دھوئین فقط افسردہ دلی کے ساتھ چپ ہو کے رہگئین۔ مگر آپ کی جدائی کا صدمہ اون سے کسی طرح نہین سہا جاتا۔ اتنے دن ہو چکے ہین اور آج تک یہ عالم ہے جیسے آج ہی یہ تازہ غم نصیب ہوا ہے"
فرخ "مہدی! حقیقت مین مین بڑا نالایق ہون میرے ہی سبب سے بھائی کی جان گئی۔ اور مین نے اماجان کو ہمیشہ کا داغ دیا"
مہدی "نہین نہین یہ نہ کہو۔ ہمیشہ کا نہین۔ تم اب چل کے اپنی اماجان کا کلیجہ ٹھنڈا کروگے"
فرخ۔ (ذرا تامل کرکے) "کیا مجھے پھر جانا ہوگا؟"
مہدی "بیشک والدہ کو الگ رہنے دو۔ کیا تم کو دیار جانان کی کشش بھی اپنی طرف نہین کھینچتی؟"
فرخ "اسی خیال سے مین کئی مرتبہ دہلی کی طرف روانہ ہونے کو آمادہ ہو گیا تھا مگر وہان مجھے آرام سے بیٹھنا نہ نصیب ہوگا۔ ایک تو خیال جانان سے کچھ تنہائی مین خوب باتین ہوتی ہین۔ دوسرے مقصود دلسا دشمنی پر تلا ہوا ہے کہ دہلی جاکر مجھے روز جھگڑے فساد مین مبتلا ہونا پڑے گا۔ ہان جس روز آپ سے لاہور مین ملاقات ہے"
مہدی "قطع کلام ہوتا ہے۔ وہان تو آپ نے مجھے خوب چکمہ دیا"

فرخ:- اسی کو بیان کرتا ہون جس روز آپ سے لاہور مین ملاقات ہوئی تھی اوس روز رات کو مین اپنی دوکتابین لینے کے لیے آپ کے دہان سے آتا تھا کہ راستے مین ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ انگریزی خیالات کے آدمی تھے اور اونکی وضع بہی انگریزی۔ میرے ساتھہ باتین کرتے ہوئے ایک گلی مین چلے جاتے تھے کہ معلوم ہوا کچہ لوگ ہمارے پیچہے شور کرتے چلے آتے ہین۔ وہ تو بہاگے اور مین ایک کونے مین ہو رہا۔ جب وہ لوگ پلٹے تو اُن لوگون کی باہمی باتون سے معلوم ہوا کہ وہ بیچارے میرے ساتھی تو بہاگ کے بچگئے اور وہ غوغا کرنے والے مقصود اور اوس کے دوست تھے یہ تو حال ہے پہر مین دہلی مین گہڑی بہر بہی آرام سے بیٹھونگا؟"

مہدی:- "ہان ابھی آنے سے پہلے مین نے بہی اسکا تذکرہ سُنا تہا مگر لاحول ولا قوۃ۔ مقصود کیا کریگا؟ آپ مطمئن رہیے۔ مین سب انتظام کرونگا۔"

فرخ:- "اور لوگ آکے میری آزادی اور میرے خیالات مین خلل انداز ہونگے۔"

مہدی:- "نہین۔ مین آپ کے لیے تنہائی کا پورا بندوبست کردونگا۔"

فرخ:- "یہ بہی نہ سہی مجکو وصال یار کیطرف سے بالکل یاس ہے۔ اور جب اوسکی اُمید ہی نہ رہی تو دہلی میری نگاہ مین بالکل سنسان ہے۔ وہان میرا دل نہ لگیگا۔"

مہدی:- "انسان کو کبہی نا اُمید نہ ہونا چاہیے ساری دُنیا ایک اُمید کے سہارے پر ہے۔ اور خصوص عشاق کی تو زندگی ہی اُمید پر منحصر ہوتی ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ ایسا کلمہ زبان سے نکالتے ہین! فرخ دیکہو تم مایوس ہرگز نہ ہونا۔"

اتنی دیر مین علی اصغر نے آکے مہدی سے پوچہا "کہین سیر کو نہ جائیگا؟"

مہدی:- "میری بہت بڑی سیر یہی فرخ ہین مین کہین نہ جاؤنگا۔ کل انشاء اللہ انکو ہمراہ لے کے دہلی کو روانہ ہونگا۔"

علی اصغر:- "کل ہی؟ اب آپ آئے ہین تو دو چار روز یہان سیر کر لیجیے۔ کیون فرخ تمہاری کیا رائے ہے؟"

فرخ:- "میرے نزدیک کل کیا اور پرسون کیا۔ مین تو دہلی جانا چاہتا ہی نہین ہون

علی اصغر "یہ بالکل خلاف ہے۔ نہین بیشک آپ کو جانا چاہیے۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے؟"

علی اصغر "معقول! وطن جا کے انسان کیا بنا ہے"

مہدی "قطع کلام ہوتا ہے۔ وہان آپ اپنی والدہ کی جان بچالینگے یہ کوئی کام ہی نہین ہے؟"

علی اصغر "نہین صاحب آپ ضرور جائین گے"

غرض فرخ جبراً و قہراً راضی ہوگیا اور تجویز ٹھہری کل صبح ہی کو روانہ ہوجانا مناسب ہے۔

تیرہوان باب

فرخ کی ماں اپنی حاسرا کے صحن مین بیٹھی ہے۔ آس پاس اور عورتین ہین مہدی کی ماں بھی پاس ہے۔ مہدی اور اوس کی ہمدردیون کے باعث اب خاندان کو نہ اوس سے وہ کدورت باقی رہی تھی اور نہ اوسکی ماں سے عورتون کو ایسی وحشت ہوتی تھی۔ آپسمین فرخ کی باتین ہو رہی ہین۔

فرخ کی ماں "مہدی کو گئے کے دن ہوے؟ جمعہ کو گئے ہین نہ؟ جمعہ جمعہ آٹھ ہفتہ نو اتوار دس پیر گیارہ منگل بارہ بدھ تیرہ۔ آج تیرہ دن ہوے خدا کرے میرا فرخ آتا ہو! راستے مین ہوگا"

مہدی بیگم "آج ہی کل مین آیا چاہتے ہین"

مہدی کی ماں "اے آیا ہوا سمجھو!"

فرخ کی ماں "مہدی کے دن کے بعد آنے کو کہہ گئے تھے"

مہدی کی ماں "تیرہوین چودھوین دن آنے کو کہہ گئے تھے"

مہدی بیگم "بس تو ہوگئے۔ آج نہین کل آجائین گے"

اُمراؤ بیگم "خدا اصل خیر سے لائے۔ ہو ہو! کیا مصیبتین اُٹھائی ہونگی"

فرخ کی ماں "خدا کرے میرا فرخ مل گیا ہو!"

مہدی بیگم "اے اب کچھ اس مین بھی شک ہے؟"

فرخ کی ماں "ایک دفعہ پہلے بھی تو مہدی گئے تھے مگر آخر مایوس ہی پھرے"

عہدی بیگم "اب ایسی بات زبان سے نہ نکالنی چاہیے میرا تو دل کہتا ہو کہ عہدی کو فرخ بھی مل گئے ہونگے اور آج ہی کل مین آیا ہی چاہتے ہین"

حسینی خانم۔ (دور سے کسی کام کو چھوڑ کر) "آمین! آمین!"

فرخ کی مان "میرا دل تو کچھ ایسا خراب ہو گیا ہے کہ جب خیال آتا ہی کسی ایسی ہی بات کا خیال آتا ہے"

امراؤ بیگم "ہان ہوا ہی چاہے۔ مگر اب تو خوشی کا وقت ہے۔ فرخ آ کے تمہارا سارا غم و الم دور کر دین گے"

فرخ کی مان "اے کیا بجا ہوگا؟"

عہدی بیگم "مین جانتی ہون دوپہر ڈھل گئی ہوگی۔"

فرخ کی مان (چلا کے) "اے حسینی خانم دیکھو تو گھڑی مین کیا بجا ہے؟"

اسوقت دوپہر بیت چکی تھی۔ وہ وقت تھا جبکہ موسم سرما مین لوگون کو اوس سے زیادہ گرمی حاصل ہونے کی اُمید نہین رہتی۔ پچھلی رات کی سردی کے باعث لوگون کے سُل اور بیکار ہاتھ پانون اس وقت کی حرارت مین کھل گئے تھے۔ آفتاب اپنی پوری بلندی پر چڑھکر نیچے کو جھک چلا تھا موجودہ موسم مین عمدہ طور پر کام کرنے کا کچھ یہی ٹھیک وقت تھا۔ موسم خزان کی ہوا کے تیز جھونکے باہر نکلنے والون کو پریشان کیے دیتے تھے تیز ہوا کے صرصر کے اثر سے بڑے بڑے درختون کے وہ سوکھے ہوے پتے جنکے کھڑکھڑانے کی آوازون بہر سُنی اُڑ اُڑ کر دور کے مکانون مین گرتے تھے۔ آدمیون کے جسم مین اس ہوا نے نہایت یبوست پیدا کر دی تھی جوانون کی جلد پر کھجلانے سے جو سفیدی ظاہر ہوتی اوسکو دیکھکر جوان پنڈون کی پژمردگی بوڑھون سے کم نہین معلوم ہوتی تھی۔ بعض نازک اندام تک کے نازک نازک سرخ اور آب حیات سے لبریز ہونٹ ظالم موسم کے ہاتھون رطوبت کو ایسے ترس گئے کہ جا بجا سے چھیلے جاتے تھے اور مسکراتے مسکراتے ان زخمون کے صدمے سے یک بیک منہ سمیٹ کر اونکا ایک تازہ ادا سے سسکی بھرنا مزے دیجاتا تھا۔ مگر جو کچھ ہو

اس موسم کا یہ نہایت عمدہ اثر تھا بلکہ حسن و جمال کی آراستگی کے لیے نئے نئے اور رنگ رنگ کے لباس گلرخون کے زیب بدن تھے۔ اور مہوشون کی پیاری ادائین طرح طرح کے وضع اور عجب عجب انداز کی تراش خراش کو بڑی دلربائیون کے ساتھ ظاہر کرتی تھین۔ فرخ کی مان نے وقت پہچاننے کے لیے آسمان کی طرف نگاہ اوٹھاتے وقت موسم کے تمام آثار پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ اور ذرا ابرؤن کو کج کرکے کہا "اے ہے! کس غضب کی ہوا چل رہی ہے طبیعت پریشان ہوئی جاتی ہے" اتنے مین حسینی خانم نے پکار کے کہا "حضور ایک بجکے تین منٹ آئے ہین"

فرخ کی مان۔ (چلّا کے) "اے حسینی خانم۔ ذرا باہر سے پوچھ تو آؤ کہ آج کل ریل کے بجے آتی ہے"

اُمراؤ بیگم "کوئی دو مہینے ہوے ہمارے بھائی جان دو بجے والی آئے تھے"

مہدی بیگم۔ (ہنس کر) "مین کہتی ہون انہین کب عقل آئے گی۔ تمہارے بھائی الہ آباد سے آئے تھے۔ فرخ اللہ رکھے کشمیر سے آئین گے۔ کہان پورب کہان پچھم"

اُمراؤ بیگم۔ (منہ پھلا کر) "اب بیوقوف بنانے کو جا ہین بنا لو مگر ایک ہی ریل پر دونون طرف کے آدمی آتے ہین۔ ہمارے خالو ابا اُن دنون لاہور سے آئے تھے وہ بھی اسی وقت آئے"

مہدی کی مان "ہان اُمراؤ بیگم سچ کہتی ہین۔ غازی آباد تک دونون ریلین آتی ہین اور وہان سے دونون طرف کے آدمی ایک ہی ریل سے دلی آتے ہین"

حسینی خانم۔ (دروازے کے پاس سے چلّا کر) "اے بیوی مین نے محمد بخش سے پوچھا کہتے ہین ایک بجے ریل یہان داخل ہو جاتی ہے"

مہدی بیگم "اللہ کرے فرخ اسٹیشن پر ہون"

فرخ کی مان "اے ہے۔ کچھ یاد ہی نہ رہا۔ مہدی آج آنے کو کہہ گئے تھے تو کسیکو اسٹیشن پر جانا چاہیے تھا۔ اب بھیجدون؟"

مہدی کی مان "گاڑی گئی ہوگی۔ مہدی خود سائیس سے کہہ گیا ہوگا۔
اتنے مین باہر سے محمد بخش نے پکار کے کہا "اے حسینی خانم۔ بیگم
صاحب سے اطلاع کر دو کہ صاحبزادے آگئے۔ اور میری طرف سے حضور
مین عرض کرو کہ اس خوشخبری کے بدلے انعام لونگا"

یہ آواز ہر ایک کے کان مین پہونچی۔ اور ناگہانی جوش مسرت نے
سب کو دم بخود کر دیا۔ فرخ کی مان کی آنکھون سے خوشی کے آنسو ٹپک پڑے
اور ایک جوش و خروش کے ساتھ بولی "اے میرے پاک پروردگار
تیرا ہزار ہزار شکر۔ اے حسینی خانم دوڑ کے دیکھو تو میرا فرخ کیسا ہے۔ ابھی
اندر نہین آیا۔ ہائے بیٹھ کہان رہا؟"

مہدی بیگم "مین تو کہتی تھی۔ اللہ نے بڑی آرزو پوری کی"

حسینی خانم۔ (باہر کو جاتی ہوئی) "خدا نے بڑا رحم کیا۔ جیسے سب کی جان مین
جان آگئی۔ سوکھے ہانون مین پانی پڑا۔ خدا صاحبزادے کی بلیا سو
برس کی عمر کرے۔ گھر بھر کی رونق اونہین کے دم سے ہے (دروازے کے
پاس پہونچکر) خدا جیتا رکھے (چلا کر) اے بیوی صاحبزادے آگئے"

اتنا سننا تھا کہ سب کی نظر دروازے کیطرف اوٹھ گئی فرخ نظر نیچی کیے
آہستہ آہستہ آتا ہوا نظر پڑا۔ اچکن پہنے تھا اور سر پہ میٹھہ کے کام کی
ٹوپی تھی۔ مان بے تحاشا اوٹھ کھڑی ہوئی۔ فرخ جھک کے آداب بجالایا
اور دوڑ کے لپٹ گیا۔ تھوڑی دیر محل مین کچھ عجیب سناٹا رہا۔ جس سے
خوشی غم بے اختیاری جوش یہ سب مختلف باتین نمایان تھین۔ مان بیٹے
آنسو بہا بہا کے خوب ملے۔

مان "بیٹا! تمہین اپنی بیکس مان پر بھی ترس نہ آیا؟"

فرخ "اماں جان۔ اصل تو یون ہے کہ مین بڑا نالایق ہون"

مان۔ نہین بیٹا نہین۔ میری قسمت ہی بری تھی"

فرخ کے پہونچتے ہی محل مین پھر وہی اگلی سی چہل پہل ظاہر ہونے لگی
مدتون کے حسرت نصیب چہرون سے یک بیک مقصدوری اور مسرت کے

آثار ظاہر ہوگئے۔ اُداس صورتین دیکھتے ہی شگفتہ معلوم ہونے لگین
دُنیا مین دیکھا جاے تو اُمید عجب چیز ہے اُمید ہمین بعض اوقات
اپنی دلبستگیون پر ایسا فریفتہ بنا لیتی ہے کہ ہم ایک موہوم کامیابی پر
مسرت کا پورا جوش ظاہر کر دیتے ہین۔ ایک پیچیدہ معاملہ جس مین بظاہر
ابھی سیکڑون دقتین باقی ہین اور ہنوز کامیابی کا گمان بھی نہین
کیا جاسکتا مگر اُمید کی عینک ایسا دکھاتی ہے جیسے اوس معاملہ کے
حسب دلخواہ تکمیل کو پہونچ جانے مین کچھ کسر ہی نہین ہے۔ فرخ کے
دہلی مین آجانے سے مُردہ اُمیدین ایسی جی اوٹھین کہ کسی کو اوسکی
شادی مین ذرا بھی شبہہ نہ تھا۔ یہ سب جانتے تھے کہ فرخ کسی کا فرادا
کو دل دے چکا ہے۔ کسی کی نگاہ ناز کا نشانہ اور کسی کی تیغ ابرو کا
شہید ہے۔ اپنی معشوقۂ دلربا کے سوا کسی اور عورت کی صورت بھی
نہین دیکھنا چاہتا ہے۔ مگر اوسکی شادی کی دہوم دھام کا سمان
محل بھر مین ہر ایک کی آنکھون کے سامنے پھرنے لگا اوسکی مان
کے دل مین گزشتہ رنج والم کے دفع ہوتے ہی جو آرزوئین پیدا
ہوئین وہ یہی تھین کہ فرخ کی شادی مین یہ کچھ سامان کرون گی۔
اور اس دھوم دھام سے برات لے جاؤنگی۔ فلان فلان مہمانون کو
بُلاؤن گی اور اوسکی پیاری دولہن سے اسطرح پیش آؤنگی۔ فرخ کے
آنے کی ایسی خوشی تھی کہ تمام عزیز و اقربا اوسکے دیکھنے کو آئے۔ دونو
چچا آکر بڑی دلسوزی سے ملے۔ اوسکی پھوپھی آئین اور بڑی کامیابی
کے ساتھ اپنے آیندہ داماد کو چھاتی سے لگایا۔ قاعدے کی بات
ہے کہ ایک ناگہانی مسرت اور مایوسی کے بعد یکایک اُمیدون
کے مضبوط ہو جانے سے کم درجے کی باعث تشویش باتون کا
خیال بھی نہین رہتا۔ فرخ ایک زمانہ تک کی آوارہ گردی اور صحرا نوردی
اور شب و روز کی فکرون کے باعث انتہا سے زیادہ دُبلا اور ناتوان
ہوگیا مگر اوسکا آجانا ہی ایک ایسا خوشی کا امر سمجھا گیا کہ کسی نے اوسکے

ناتوان ہوجانے کا خیال بھی نہین کیا جس کسی نے اتنا پوچھا بھی کہ آپ بہت دُبلے ہوگئے ہین"۔ تو معمولی رسم و رواج کے طور پر سب مہمان دو روز تک فرخ کے ہان رہے۔

فرخ کی پھوپھی بھی موجود تھین۔ اور فرخ کے آجانے کی خوشی کا نیا نیا جوش تھا۔ غرض اسکی کوئی وجہ نہ تھی کہ شادی کے متعلق گفتگو نہ ہو اور کوئی تاریخ قرار نہ پاجاے۔

فرخ کے ایسے پریشان خیال نوجوان کی شادی قرار پاجانا بظاہر اسباب نہایت دشوار امر تھا اُسپر ہرگز اس بات کا اعتبار نہین ہوسکتا تھا کہ اپنی بی بی۔ کس طرح پیش آئے گا اور اُسکو اپنی دولھن کی جانب کس قدر توجہ ہوگی۔ وہ خود اس وقت تک شادی سے اس قدر متنفر تھا کہ کیا مجال کوئی اوسکے سامنے شادی کا لفظ بھی زبان سے نکالے۔ وہ تو کسی اور ہی کی زلف پیچان کا اسیر تھا گو اوسکی لاپروائی حکمت عملی کے ساتھ سمدھیانے والون سے پوشیدہ رکھی گئی تھی مگر آخر کہان تک؟ یہ سب کچھ تھا لیکن فرخ کے چلے جانے نے کچھ ایسا اثر ڈال دیا تھا کہ اوس کی ساس کو ہر طرح یہی منظور تھا کہ جسقدر جلد ہوسکے اپنی بیٹی کا نکاح پڑھوا دے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اول تو وہ فرخ کی لیاقت اور سنجیدگی کی معترف تھی اور دوسرے اوسکی نگاہ مین خاندان بھر لایق لڑکون سے خالی تھا یہی باعث تھا کہ فرخ کی مانکو اپنی بیٹے کی شادی کیلیے کوئی تاریخ مقرر کرالینے مین کامیابی ہوئی۔ دہلی مین پہونچنے کے دوسرے روز فرخ کوٹھی مین تھا۔ ظاہر مین تو اپنے اکثر احباب سے باتین کر رہا تھا مگر باطن مین اسکی کوئی تدبیر سوجھتا تھا کہ اونسے نجات پاکر تنہائی کا لطف اوٹھائے رفتہ رفتہ سب لوگ اوٹھ گئے اب بیچ مین تو فرخ بیٹھا ہوا تھا اور اوسکے داہنی طرف تین کرسیان چھوڑ کے مہدی بیٹھا تھا اور باتین کرنے کے پاس ہی مشتاق تھا۔

مہدی:۔ کیسے دل تو نہین گھبراتا ہے؟ چونکہ مین سب باتون کا وعدہ کرکے آپ کو یہان لایا ہون اسلیے مجھے اسکی نہایت ہی فکر رہتی ہے کہ آپ کے خلاف

برہمی کوئی بات نہ ہو"

فرخ "کاہے سے اور کسی وقت تو کوئی ایسی بات نہیں ہوئی مگر ہاں اسوقت البتہ ان دونوں کا دیر تک بیٹھنا ناگوار گزرنے لگا تھا"

مہدی "یہ تو صحیح ہے کہ آپ کے ایسے مذاق کے انسان کو زیادہ بیٹھنے سے الجھن ہو لیگی ہو مگر پھر بھی کسی ہمدرد کی صحبت سے زیادہ دلچسپی کی کوئی چیز دنیا میں نہیں ہے"

فرخ "مگر جب ہمدرد ہو تو"

مہدی "ہاں یہ مشکل ہے۔ عقلا نے اسی وجہ سے شادی انسان کو بڑا ضروری فرض قرار دیا ہے۔ ایک باعفت بی بی سے بڑھ کے کوئی ہمدرد نہیں نصیب ہو سکتا"

فرخ "حیرت ہے دیکھکر یہ آپکی غلطی ہے۔ ہر انسان کو بی بی کی صحبت میں دلچسپی نہیں ہو سکتی" مہدی اٹھ کے فرخ کے پاس والی کرسی پر جا بیٹھا اور غور سے اوسکی طرف دیکھکر کہنے لگا "میری دانست میں تو پاکدامن اور شریف عورت ایسی چیز ہے کہ وہ ہر انسان کا دل بہلا سکتی ہے"

فرخ "شاید مگر جو کسیکے دام محبت میں مبتلا ہو اسکو تو غیر عورت کی صحبت میں ضرور برہمی ہوگی"

مہدی "شریف عورتوں کا دستور ہے کہ ایسے اوقات میں بھی اپنے شوہر کی مدد کرتی ہیں اور اسکی دلبستگی میں کوئی بات اوٹھا نہیں رکھتیں"

مشتاق "کیا بات فرمائی ہے آپ نے! واقعی پاکدامن بی بی سے بڑھکر کوئی چیز اور نہیں ہوتی"

مہدی "اسی وجہ سے میں نے اسوقت کہی تھی کہ شادی کر لیجیے"

فرخ "نہیں یہ تو مجھ سے نہ ہوگا"

مہدی "نہیں آپ اس شادی سے انکار نہ کیجیے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے خلاف طبع کوئی بات نہ ہوگی"

فرخ "مہدی۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے! اپنی پیاری معشوقہ کو چھوڑ کے کسی اور کے ساتھ شادی کر لوں اپنے ساتھ ایک اور بھولی باعفت لڑکی کی زندگی کو بھی خراب کر دوں؟"

مہدی "اسکی زندگی خراب نہ ہوگی۔ بلکہ آپ کی زندگی بھی اچھی ہو جائے گی

آپ اپنے مبارک اور برگزیدہ دین کی پابندی مین ہمیشہ عمدگی اور خوبی ہی پائینگے" فرخ چپ ہوگیا۔

چودھوان باب

ابتدای شب کا وقت ہے۔ ستارے ایک ایک کرکے سب نکل آئے ہین طیور کا قریب شام والا ہنگامہ بالکل موقوف ہوچکا ہے۔ یہ وقت کچھ عجب سکون و آرام کا ہوتا ہے۔ محنت فروری کرنیوالے اسی وقت آرام سے بیٹھتے ہین۔ خوش نصیب عشاق اسیوقت کوی یار مین پہونچنے مین جو مسافر ابھی راہ ہی مین ہوتے ہین وہ بھی اس وقت زیادہ قدم بڑھا بڑھا کے چلنے لگتے ہین کہ یہ ٹھہر کے لطف اٹھانیکا وقت یا تھہ ہی نہ جاتا رہے آوارہ گرد بھی اسوقت ستانے کے لیے کہین دم بھر بیٹھ جاتے ہین فرخ کی پھوپھی ایک بڑی گہراہٹ کے ساتھہ نہایت پُر تکلف روشنی مین ادہر اُدہر دیکھتی پھرتی ہے۔ وہ ہر چیز کا انتظام کر رہی ہے۔ ایک ایک چیز کو غور سے دیکھتی ہے۔ چہرے سے مسرت کے آثار نمایان ہین۔ ہر ہر شخص کو مختلف قسم کے حکم دے رہی ہے "یہان فرش کیون نہین بچھا؟ یہ چاندنی میلی ہے۔ اور چاندنی لاؤ۔ اے تو گھبراؤ نہین پہلے دری کی شکنین مٹا لو۔ عباسی جاؤ وہ قالین اور گاؤ تکیہ تو لاؤ۔ دیکھو وہ لمپ گل ہوا جاتا ہے۔ وہ تو کسیکو خیال ہی نہین رہتا۔ نصیبن تم باہر جاکے پوچھ آؤ کھانا سب تیار ہوگیا؟ ابھی تک کسی بات کا انتظام پورا نہین ہوا۔ ای ہی ہوا نے تو اور پریشان کر رکھا ہے۔ گلاس ایک سرے سے گل ہوی جاتے ہین۔ خدا ہی ہے جو نگہبان ہو جائے ہان ہان خوب یاد آیا عباسی جاؤ تو گالدان لاکے لگا دو۔ گلوریان بن گئین؟ ایک گلوری مجھے تو دینا!"

نصیبن "ای حضور کھانا سب تیار ہے اور وہ آئی ہین وقار بیگم۔ ابھی ابھی دروازے پر فٹن اُتری ہے۔" اتنے مین وقار بیگم آکے ملین اور کہنے لگین مبارک فرخ کی پھوپھی "ہان بہن مبارک بھی مبارک۔ خدا نے بڑی آرزو سے دن نصیب کیا ہے" وقار بیگم "ای بہن یہ کہو خدا نے سُن لی۔ اسدنکی کسکو امید تھی؟ مگر بہن بنے بڑی جلدی

فرخ کی پھوپھی "کیا کہون بہن۔ خدا جانے دلمین کیا کیا ارمان تھے بس یہی ایک کام تہا۔ اپنے دل کے حوصلے اور کسدن کے لیے اوٹھا رکھتی؟ مگر کچھ بن نہ پڑا فرخ کے مزاج سے تم واقف ہی ہو۔ ایک دفعہ کتنی بڑی کوفت اوٹھا چکی ہو۔ اس خوشی کی کچھ بھی اُمید تھی؟ اپنی شہزادی کے لیے بہن مین کسی کام مین کمی نہ کرتی یہ کام بھلا اتنی جلدی کا تھا؟"

وقار بیگم "خدا جانے تمنے کیا سمجھ کے اتنی جلدی کردی۔ اسے ان کامون کا سامان برسون مین تو ہوتا نہین ہے۔"

فرخ کی پھوپھی "بہن ایک تو فرخ کی طبیعت کا رنگ دیکھ کے مجھی بن پڑی دوسرے اب زمانہ ایسا آنکے لگا ہے کہ اگلے سامانونکو لوگ نام رکھتے ہین۔ خود فرخ نے ضد کی کہ کوئی سامان نہ کیا جائے سکو مین کیا کرتی؟ یہ نگوڑی انگریزی پڑھ پڑھکر لوگ اور موبوی سے جاتے ہین۔ یہ نکرو وہ نکرو۔ باجہ نہو۔ فضول خرچی نہ کرو۔"

وقار بیگم "اکبر انگریزی پڑھتے جاتا ہے گھر بھر کا ناک مین دم کر رکھا ہے اور نت نئی باتین کرتا ہے۔ مگر بہن ہے بہن یونہی۔ ہمارے ہان شادی بیاہ مین لاکھون روپیہ ایک گھڑی بھر مین پھونک دیا جاتا ہے۔ اس شادی بیاہ کے پیچھے ہزارون امیر تباہ ہوگئے۔ وہ تو ہم لوگون مین موئی رسم ہی ایسی پڑ گئی ہے۔ ہمارے پڑوس مین ایک رئیس رہتے ہین نواب محمد اشرف خان بہادر بڑے مالدار تھے اللہ کا دیا سب کچھ تھا کوئی ایک سال ہونیکو آیا اونھون نے اپنے بیٹے کی شادی کی بڑی دھوم دھام سے برات لے گئے تھے۔ ساری دولت اُسمین اُڑا دی اور انتہا سے زیادہ قرضدار ہوگئے مہاجن نے کچھ دنون تو صبر کیا آخر کب تک؟ نالش کرکے ڈگری کرالی۔ رہا سہا مکان اور علاقہ جو کچھ تھا قرق ہوگیا۔ اب کوڑی کوڑی کو محتاج ہین۔ بہن اب ایک تو خالی رئیس یونہین تباہ ہو رہے ہین دوسرے یہ شادی بیاہ کی رسمین اور فضول خرچیان اور برباد کیے ڈالتی ہین۔ اب تو مین بھی کہونگی کہ خوب سوچ سمجھکر روپیہ اوٹھانا چاہیے۔ اور چار دن مین پیسے پیسے کو ترسنے لگے تو کس کام کی بات رہی؟ تم نے خوب کیا کہ فرخ کے کہنے پر عمل کیا۔ اب جو روپیہ بچ رہیگا وہ تمہاری تو کام آئے گا نہین یہی سب شہزادی کے

بنگ لگے گا۔ پھر اس مین افسوس کاہے کا؟"

فرخ کی پھوپھی "یہ سب کچھ ہے مگر دلی کے حوصلے نہین مانتے"

وقار بیگم "قربان جائیے اُن حوصلون کے جو لنگوٹی بند ہوا دین"

فرخ کی پھوپھی "خیر اب تو تمہاری مرضی کے موافق ہوا۔ فرخ کی خوشی ہی اس مین تھی کہ کوئی رسم نہ ادا کیجائے فقط شرعی طور پر نکاح ہو"

وقار بیگم "حقیقت مین وہ بڑا عقلمند لڑکا ہے اللہ کرے شہزادی کو اُس سے اچھی طرح نبھے"

فرخ کی پھوپھی "ہان بہن بس اب آرزو ہے تو اسی بات کی"

یہ باتین کھڑے کھڑے ہوئی تھین آخر فرخ کی پھوپھی نے وقار بیگم کا ہاتھ پکڑا اور جاکے فرش کے پاس بیٹھ گئین جو مہمان دن کو نہین آئے تھے آتے جاتے تھے۔ بڑی بڑی عالی خاندان بیگمین آکے قرینے سے بیٹھتی گئین۔ اتنے مین معلوم ہوا کہ دولہا آگئے مردانے مین نہایت نفیس صحبت تھی معزز رؤسا و عمائد شہر جمع تھے ایک مہذب صحبت تھی جسکو فرخ کی ضد نے ناچ رنگ سے بچا رکھا تھا فرخ اپنے ساتھ والون کے ایک مختصر اور مہذب گروہ کے ساتھ آیا اور شرمائی صورت بنائے ہوئے مسند پر بیٹھ گیا۔ فرخ کا چہرہ اسوقت ایسا تھا کہ زیادہ غور کیجیے تو فکر کے آثار معلوم ہوتے تھے ظاہری حیثیت سے وہ اپنے تئین مسرور ثابت کر رہا تھا مگر کوئی ناگہانی اثر گھڑی گھڑی چہرے سے بشاشت کو دفع کر کے متفکر بنا دیتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ چلتے وقت مہدی نے بہت کچھ سمجھا بجھا دیا تھا۔ وہ اس شادی سے راضی ہی نہ تھا۔ ابتدا مین تو بالکل منکر رہا رفتہ رفتہ مہدی کی گفتگوؤن کا اتنا اثر پڑا کہ تھوڑی دیر کے لیے راضی ہو جاتا تھا مگر گھڑی دو گھڑی کے بعد جب معشوقۂ ہوشربا کا خیال آجاتا بالکل انکار کر دیتا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ وہ شادی پر راضی ہو گیا۔ مہدی نے اوسکو سمجھا دیا تھا کہ سسرال پہونچکر اپنے تئین فکرمند نہ ثابت کرنا۔ اسی سبب سے فرخ کوشش کرتا تھا کہ کسی پر اوسکی فکر نہ ظاہر ہو لیکن جب وحشت اندرونی زور کرتی تھی بے اختیار ہو جاتا تھا اور خواہ مخواہ صورت متفکر ہو جاتی تھی۔

فرخ دولہا بنا ہوا بیٹھا تھا اور اوسکی ظاہری وضع بڑی اعلی کامیابی کی خبر دے رہی تھی۔ مگر دل عجیب عجیب طرحکی حسرتون سے بھرا ہوا تھا۔ وہ دل مین کہہ رہا تھا ہائے! یہ وہ دن ہے جسکی آرزو مین عموماً لوگون کی ابتدائی زندگی گذرا کرتی ہے لیکن میرے حق مین یہ دن بڑی حسرتون کا سامان ہے۔ ہائے! جسے دُنیا خوش قسمتی کہتی ہے۔ وہ میرے لیے بد نصیبی ہے۔ اس شادی کا کیا نتیجہ ہوگا؟ بہت بُرا۔ آیندہ اپنی زندگی کی خرابی کے افسوس کے ساتھ مجھے ایک کم سن معصومہ کی زندگی خراب ہونیکا بھی افسوس ہوگا ابتک مین اپنے اوپر ظالم تھا مگر اب ایک بھولی لڑکی پر بھی ظلم کرونگا اس دن کے بعد سے مین خدا کے ہان بڑا ظالم اور گنہگار خیال کیا جاؤنگا

اس خیال کا فرخ کے دل پر اس قدر اثر پڑا کہ قریب تھا کہ وہ محفل سے اوٹھ کے چلا جاے اور واقعی ایک دیندار شخص کو خدا کے آگے ظالم ثابت ہونے سے زیادہ کسی بات کا خوف نہین ہو سکتا۔ مگر فرخ نے اپنے تئین سنبھالا اور بڑھکر پھر دل سے باتین کرنے لگا "دیکھو کتنی بڑی بے حمیتی کی بات ہے کہ یہ دل جو میرے سینے مین ہے جس کسی کا ہے اوس کے علاوہ کسی اور کو دیدون؟ این بھلا مجھ سے یہ ہوگا؟ کیونکر یہ دل دیا جائیگا کیا یہ لڑکی جو میرے ساتھ منسوب ہے یہ دل لے لیگی؟ اسمین اتنی طاقت ہے؟ نہین ہرگز نہین۔ اُس پریوش کے سوا جسکی یاد ہر وقت میرے دلمین رہا کرتی ہے اور کسی مین اتنی طاقت نہین۔ اور میرے اختیار مین کب ہے مین تو دے ہی نہین سکتا پھر مجھے کیا علم ہے؟ میری پاک دامن معشوقہ کے سوا اور کوئی اس بے چین دل کو نہین لے سکتا"

فرخ انہین خیالات مین تھا کہ مہدی اوسکے پاس آکے بیٹھ گیا اور چپکے چپکے باتین کرکے اوس کا دل بہلانے لگا۔ مہدی جانتا تھا کہ اسوقت اگر فرخ کے خیالات کسی اور طرف نہ متوجہ کیے جائینگے تو بڑی مشکل پڑ جائیگی اور وہ اپنے اختیار سے باہر ہو جائیگا اور واقعی مہدی کی حکمت نے بڑا کام کیا ورنہ فرخ سے ہرگز اُمید نہ تھی کہ اس سہولت سے بیٹھا رہتا

یہ محفل ایک نہایت ہی سادی اور بے تکلف صحبت تھی۔ اگرچہ اسمین وہی لوگ جمع تھے جو ہماری دیسی صحبتون مین اصراف اور فضول تکلفون کو توڑ ہاتے جاتے ہین مگر فرخ کی مبارک ضد اور مہدی کی کوشش اور فرخ کی پھوپھی کی صلاحیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ نہ یہان گانا تھا نہ ناچ تھا اور نہ انتہا کو بڑھے ہوئے تکلفات تھے۔ یہ صحبت اُن صحبتون کا نمونہ تھی جو ترقی کرنے والی قوم کے ابتدائی عروج کے وقت اوس قوم مین ہوا کرتی ہین۔ یہ شادی اُن لوگون کے نزدیک نہایت ہی حیرت انگیز ہوگی جو ہندوستان کے اور ملکون کے رہنے والے ہین۔ نہایت ہی متعجب ہونگے کہ جب فرخ دل سے نہین راضی ہے تو اوسکے اعزا کیون مجبور کرکے شادی کرائے دیتے ہین۔ نکاح ایک ایسی چیز ہے جسپر قریب قریب انسان کی تمام و کمال زندگی کا مدار ہوا کرتا ہے۔ انسان کی وہ زندگی جسمین انسان خود مختار رہا کرتا ہے پوری نکاح ہی مین گزرتی ہے مگر یہ شادی بالکل فرخ کے خلاف مرضی ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے لوگون کو یہ ایک معمولی بات معلوم ہوگی کیونکہ تقریباً پورا ملک ایسی ہی شادیون کا عادی ہو رہا ہے۔ ہمارے لڑکون سے اونکے نکاح کے بارے مین بہت کم رائے لیجاتی ہے۔ ہمارے ملک کی لڑکیان عموماً اُن نوجوانون کے حوالے کردی جاتی ہین جو اونکی صورت سیرت۔ مزاج۔ چال چلن کسی بات سے واقف نہین ہوتے یہی سبب ہے کہ ہندوستان کی ہزارون گھرانے تباہ ہوگئے۔ ہزارون سہاگنین ایسی بیٹھی ہین جنکی حالت رانڈ دنسے بدتر ہے ہزارون نوجوانون نے بی بیونکو اپنی مرضی کے موافق نہ پاکے عیاشی اختیار کرلی۔ اسکا اثر ایسا خراب پڑا کہ عورتین الگ بکثرت بے عصمت ہوگئین اور مرد الگ آوارہ ہوگئے۔ ہماری نسل کو اس سے وہ عظیم الشان نقصان پہونچا کہ غالباً ساری دُنیا اوس سے محفوظ ہوگی۔ اول تو میان بی بی کے اختلاف سے لڑکے ہی ملک مین کم پیدا ہوتے ہین اور جو پیدا ہوتے ہین اُنکو عیاشی کی بے انتہا صحبتین ملجایا کرتی ہین۔ ہندوستانکی یہ حالت

ایسی ہے کہ چاہے کتنا بڑا سخت دل آدمی ہو اسکو ترس آجائیگا۔ تھوڑے ہی خاندان ہونگے جو رسم و رواج کے طور پر اپنی عصمت کو بچائے ہوے ہون یہ بات صحیح ہے کہ ہمارے ملک کی عصمت بھی جہان ہے وہ اور ملکون سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے مگر وہ فقط رسم و رواج کے طور پر ہے اور یہی باعث ہے کہ وہ بڑی مضبوطی اور استقلال سے نباہی جاتی ہے۔ قاعدے کی بات ہے کہ ملکی رسمین نہایت ہی پابندی کے ساتھ قائم رکھی جاتی ہین۔ فرخ کی شادی کا چاہے جو نتیجہ ہو۔ مگر عموماً ملک کو اس قسم کی شادیون سے بہت بڑا صدمہ پہونچ رہا ہے انصافاً پوچھا جاوے تو ایسے نکاح ہی تمام ملکی خرابیونکے اصل اصول ہین۔

پندرھوان باب

"جلدی سامان کرو۔ برات آئی ہی سمجھنا چاہیے" یہ ایک جملہ تھا جو بار بار فرخ کی مان کی محلسرا مین سنا جاتا تھا۔ ہر طرف عیش و عشرت کا سامان تھا ہر چہرہ فرحت و انبساط کے جوش سے شگفتہ تھا۔ منتظم عورتین بڑی آن بان سے ادھر اُدھر انتظام کرتی پھرتی تھین بات بات پر ماما اصیلین کسی کام کو دوڑائی جاتی تھین دوڑنے دہوپنے والیان ہانپ رہین تھین مگر جوش مسرت نے چہرونکی تازگی کو اوسی طرح باقی رکھا تھا۔ پُر تکلف فرش بچھایا گیا۔ نمگیرہ بڑی خوشنمائی سے کھنچا ہوا تھا۔ شہر کی معزز اور عالیخاندان عورتین بڑے ٹھاٹھ سے مہمان بنی بیٹھی تھین۔ وہ حالت تھی جو دُنیا مین بالکل غم سے خالی سمجھی جاتی ہے۔

مہدی بیگم "اب برات آیا ہی چاہتی ہوگی"

اُمراؤ بیگم "خدا جانے فرخ کے دلمین یہ کیا آگئی کہ باجہ واجہ سب یکقلم موقوف کردیا۔ مجھے تو بے باجے کی برات بالکل نہین اچھی معلوم ہوتی"

حسینی بیگم "اے ہان! یہ بھی کوئی برات مین برات ہی کہ نہ باجہ ہو نہ کچھ سامان ہی فقط دولہا میان ٹٹرون ٹون بنو بیوی کو بیاہے لیے چلے آتے ہین؟"

مہدی بیگم "واہ بہن یہ نہ کہو۔ اب آجکل یہ باتین ہمارے ہان رواج پا گئی ہین۔ اگلے دنون مسلمانون کی یہ شان تھی کہ دُنیا کی سب فضول باتون کو سلام کرکے اپنی سیدہی سادہی طرح زندگی بسر کرین۔ مین بھی پہلے یہی سمجھتی تھی۔ اونھون نے زبردستی کرکے مجھے اُردو پڑھنا سکھا دیا۔ اور اُردو کی بہت سی کتابین بھی لا دین میرا دل لگ گیا اور تاریخ کی کتابین دیکھنے لگی۔ جب سے وہ کتابین دیکھی ہین مجھے تو ان باتون سے نفرت ہو گئی۔ ایک تو خدا رسول کے خلاف۔ دوسرے اپنے آبا و اجداد کی عادت کے خلاف۔ تیسرے خرچ بہت پڑتا ہے گھرانے کے گھرانے صاف ہو گئے۔ اوان نگوڑی دھوم دھام کی شادیون نے تو لے کے مسلمانون کو دُنیا و عقبیٰ دونون جگہ سے کھو دیا"

حسینی بیگم "واہ! آخر روپیہ پیسہ ہے کسدنکے لیے؟ کوئی ساتھ لیجاتا ہے؟ تم ایسی عورتین پیدا ہو جائین تو تمام رئیسون کا نام ہی ڈوب جائے شادی بیاہ مین روپیہ نہ اُٹھائین تو کیا جوڑ جوڑ کے رکھین؟"

امراؤ بیگم "انکے میان نے تو انھین پڑھا لکھا کے مولوی بنا دیا۔ اب بھلا یہ کہان درست ہے کہ عورتین پڑھائی لکھائی جائین؟"

مہدی کی ماں "اے کیون کیا عورتونکو پڑھانا لکھانا درست نہین ہے؟ واہ! یہ ہمنے اُلٹی بات سُنی! پڑھنا لکھنا بھی کوئی ایسی چیز ہے جو کسی کو جائز نہ ہو"

امراؤ بیگم "عورتونکو پڑھانا لکھانا درست ہوتا تو بڑے بڑے رئیسون کی لڑکیان پڑھائی نہ جاتین۔ شہر مین اتنی رئیس زادیان ہین اُن مین سے شاید ہی کوئی پڑھی لکھی ہو اور جو کچھ شُد بُد ہو گئی ہے (مہدی بیگم کی طرف دیکھکر) بہن بُرا نہ ماننا ان کی طرح اونکو سب نام رکھتے ہین"

مہدی بیگم "مین بُرا کیون ماننے لگی مگر میرے نزدیک تو پڑھنا لکھنا کوئی عیب کی بات نہین ہے"

امراؤ بیگم "تم جو پڑھی ہو اس سبب سے؟ کیون؟"

مہدی کی ماں:- نہین پڑہنا لکھنا کوئی عیب کی بات نہین۔ انسان کی چار آنکھین ہو جاتی ہین۔ یہ بھی مسلمانونکی بد اقبالی ہے کہ عورتین بالکل جاہل بنی ہوئی ہین۔"

مہدی کی ماں:- "اگلے زمانے مین سب عورتین پڑھی لکھی ہوتی تھین اب نہین کیا معلوم عرب کی عورتین مین جانتی ہون سب پڑہی تھین۔ عرب لوگون کے جہاد کا حال مین نے دیکھا ہے۔ اُنکی عورتین لڑائی اور فصاحت و بلاغت بلکہ سب کامون مین مردونسے بڑھ بڑھکر کام کرتی تھین۔ شعر ایسے ایسے کہتی تھین کہ آدمی کو حیرت ہو جاے۔ مگر آجکل یہ نگوڑی رسم ہے کہ عورتون کا پڑہانا لکھانا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی کوئی بات ہے؟"

اُمراؤ بیگم:- "مجھے تو کسی طرح یقین نہ آئے گا۔"

مہدی بیگم:- "اے بہن آخر سمجھو تو سہی۔ پڑہنے لکھنے سے عقل آتی ہے۔ بڑی دُور دُور کے حالات معلوم ہوتے ہین۔ تہذیب آتی ہے۔ نیک و بد مین انسان کو تمیز ہو جاتی ہے۔ ان باتون کو کوئی بھی بُرا کہے گا۔ دیکھو ہمارے لڑکے بچپن مین کیسے خراب ہو جاتے ہین۔ جب تک پڑہنے کو بیٹھین بیٹھین دو کوڑی کے ہو جاتے ہین۔ جاہل عورتون کی رات دن صحبت رہتی ہے پھر اُنسے سواے جہالت کی باتون کے اور کیا سیکھین گے۔"

حسینی بیگم:- "اچھا پڑہنا عورتون کا درست صحیح مگر یہ کونسی بات ہے کہ شادی بیاہ مین خرچ نہ کرو۔ بالکل خسّت اختیار کر لو۔ پڑہنے لکھنے کا یہی نتیجہ ہے تو اوسے بھی سلام ہے۔"

اُمراؤ بیگم:- "ہان بھی ہماری تمہاری بس ایک رای ہے۔ آجکل خدا جانے نگوڑی کون کتابین پڑھائی جاتی ہین کہ روز بروز نئی باتین نکلتی ہین۔ عورتونکو تاکید ہے کہ پڑہا کرو۔ شادی بیاہ مین جہانتک ہو سکے ہاتھ کو روکو اور تو اور بیواونکو آرام سے بیٹھنا دشوار ہو گیا جسے سُنتی ہون یہی کہتا ہے کہ بیوہ عورتین دوسری شادی کر لیا کرین۔ اب مین تمسے پوچھتی ہون کہ کوئی آبرودار عورت ایسا کریگی؟ آخر اگلے زمانے مین بھی پڑھے لکھے ہوتے تھے

کہ نگوڑی انگریزی ہی مین پڑھے لکھے نکل پڑے ہین؟"

مہدی بیگم "بہن انصاف سے پوچھو تو سب باتین سچ ہین۔ ہندوستان مین اگلے زمانے کے عالم جانتے بوجھتے سب کچھ تھے مگر کسی سے کہتے سُنتے نہ تھے۔ اور آجکل کے لوگ چاہتے ہین کہ جو بُری باتین رواج پا گئی ہین اُنکو چھوڑا دین اور ضرورت ہی ایسی ہے۔ اُن دنون مین فرض مین کماتے کھاتے تھے کچھ فکر نہ تھی اب ہر طرف سے تباہی آن پڑی۔ جو اس تباہی کے زمانے مین بھی اُن باتون کو نہ چھوڑینگے تو بالکل مٹ جائینگے۔ ایک تو یون ہی پیٹ کی مار پڑی ہوئی ہے اُسپر شادی بیاہ مین گھر کی جمع پیچ بیچکر اور قرض لیکر یہ فضول خرچیان کی جائینگی تو اور بھی قسمت پھوٹ جائیگی"

اتنے مین فرخ کی مان اُدھر سے نکلین اور مہدی بیگم کی طرف دیکھکر پوچھا "اے یہ کیا باتین کر رہی ہو؟"

مہدی بیگم "کچھ نہین یون ہی ادھر اُدھر کی باتین کر رہی ہون۔ آئیے تشریف لائیے۔ دم بھر کو ستا لیجیے۔ اے دوڑ تو دوڑتے آپ تھک گئی ہونگی؟"

فرخ کی مان "یہ میرے بیٹھنے کا دن ہے؟"

مہدی بیگم "خدا مبارک کرے" دروازے سے آدمی نے پکار کے کہا "حسینی خانم برات آتی ہے۔ یہ سُننا تھا کہ سب بیگمین نہایت خوش ہوگئین اور جلدی جلدی انتظام ہونے لگا۔ منتظم عورتون کا ادھر اودھر آنا جانا یک بیک معمول سے زیادہ بڑھ گیا۔ مامائین یا تو ذرا سرعت سے چل چلکر کام کر رہی تھین یا دوڑنے لگین۔ کچھ عالیخاندان عورتین تو سنبھل سنبھلکے بیٹھ گئین اور اکثر اوٹھ کھڑی ہوئین کہ دولہن کے اوتارنے مین شریک ہون۔ اسوقت محلسرا کی سب عورتون کی صورتون سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی بے انتہا خوشی کو دبا دبا کے ضبط کر رہی ہین مگر اُسکے آثار خواہ مخواہ ظاہر ہی ہوجاتے ہین۔ فرخ کی مان اپنی مقصد وری پر دل ہی دل مین کھلی جاتی تھین اُسکی صورت اسوقت دیکھنے کے قابل تھی کہ کس شوق سے اُسنے برات کے آنے کی خبر سُنی اور کس بیتابی سے اپنے تئین فرخ کی دولہن کے اوتارنیکے قابل بنایا

برات کیا تھی فرخ اور چند مہذب آدمیون اور دولہن کی نفس کا نام رکھ لیا تھا
نہ تکلف کے سامان تھے نہ تماشائیون کا ہجوم تھا۔ نہ باجے والے تھے نہ
جھنڈی بردار۔ یہ بھی ہماری سرتاپا آرزو اور تمناؤن سے بھری عبد تو نکلی
اُمیدوارانہ اصطلاح تھی کہ اس مختصر جماعت کا نام برات رکھدیا۔ غرض
فرخ اپنی گاڑی سے اوترا کیونکہ وہ گاڑی ہی پر تھا۔ مہدی اور فرخ کے تمام رشتہ
اور عزیز و دوست و اقارب جو ہمراہ تھے گاڑیون سے اُتر اُتر کر کوٹھی مین جا کے
بیٹھے سب لوگ باتون مین مشغول ہوئے۔ مہدی اس جماعت مین ایک
ایسا شخص تھا جسکی اکثر اُمیدین فرخ کی اصلاح پر منحصر تھین۔

مہدی دلمین کہتے لگا "خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج مین اپنی
کوششون اور جانفشانیون کا نتیجہ دیکھ رہا ہون۔ فرخ کے خیالات
بہت بدل جائینگے خدا نے چاہا اسکا وہ جوش بھی کم ہو جائیگا مگر ایک بات ہے
فرخ کے بالکل خلاف شادی کی گئی ہے کہین وہی نتیجہ نہ ہو جو عموماً اس
ملک کی شادیون کا ہوا کرتا ہے۔ میان بیوی مین موافقت نہ ہوئی تو کہین
ٹھکانا نہ لگے گا اس امر کی طرف سے مجھے بہت کھٹکا ہے۔ خدا ہی ہے۔
ایسا نہ ہو کہ فرخ کے مزاج کے آزمانے پر مین ایک معصوم اور نازنین لڑکی
کی دُنیا خراب کرنے والا قرار پاؤن۔ مہدی گو بظاہر لوگون کی طرف متوجہ
تھا مگر دلمین خیالات گزر رہے تھے۔ ان خیالات نے یہان تک ترقی کی
کہ اوسکے چہرے سے کچھ حسرت کے سے آثار نمودار ہونے لگے اُدھر
محلسرا مین دولہن اُتاری گئی۔ اُترتے ہی بڑی اللہ آمین سے تمام بیگمون
نے اپنے حلقے مین کر لیا۔ دولہن کو فرخ کی مان توانی ہو گئی کے باعث
نہ اوتار سکی مہدی بیگم نے گود مین اُٹھا کے مسند پر لا کر بٹھا دیا۔

مبارک سلامت کا غل ہوا سبھون نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق رُونمائی
دی اور دولہن کے بُوے پیارے مکھڑے کی جھلکیان دیکھین۔ جو خانگی
رسمین عام طور پر ہوا کرتی ہین ادا کی گئین۔ ان امورات سے فراغت کر کے
سب معزز بیگمین دولہن کے آس پاس بیٹھ گئین اور آپس مین باتین ہونے لگین

حسینی بیگم۔ "خدا کو یہ دن دکھانا منظور تھا نہیں تو کہان فرخ اور کہان یہ دن؟ اسکی کچھ اُمید تھی؟ فقط اُسکی کبریائی کا صدقہ ہی"

فرخ کی ماں۔ "ای ہان کسے اُمید تھی"

اُمراؤ بیگم۔ "اب تو خدا ساری اُمیدین بر لایا یہ ذکر جانے بھی دیجیے"

فرخ کی ماں۔ "ہان خدا تم سبکو مبارک کرے۔ ای مہدی بیگم ذرا ہٹ کی بیٹھو دولہن کو گرمی معلوم ہوتی ہوگی۔

مہدی بیگم۔ "(اپنی جگہ سے کھسکتے ہوئے) اللہ کرے انکے بچے کھلائیے"

حسینی خانم۔ "(دولہن کو جھلتے جھلتے پنکھا روک کر) آمین آمین۔ خدا کرے نوین مہینے بیٹا ہو"

خوشی کا زمانہ بہت مختصر ہوا کرتا ہی مبارک گھڑی بات کی بات مین گذر جاتی ہی اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ انسان پر غم کا اثر خوشی کے اثر سے زیادہ پڑتا ہے غم کی حالت مین زمانے کا ہر چھوٹے سے چھوٹا حصہ انسان کو ایک صدمہ دیکر گذرتا ہی اور اپنی یاد دلاتا جاتا ہی اور خوشی مین بر خلاف اسکے زمانے کے حصون پر نظر ہی نہین پڑتی یا تو وہ اپنی خوشی کی یادگاری نہین چھوڑتے یا انسانکی طبیعت فطرۃً خوشی کی یادگارونکو بھلا دینے والی پیدا کی گئی ہی۔ خوشی کے زمانے کے اجزا اپنی یادگارین تو چھوڑتے ہین مگر ہمکو نہین یاد رہتین۔ بہرحال رنج و راحت مین یہ غم کا دوبالا کرنیوالا فرق ہی کاش زیادہ نہین تو ہم اپنی خوشیون سے اتنا ہی حظ اوٹھا سکتے جتنا اپنے رنجون سے صدمہ اُٹھاتے ہین۔ غرض باتون باتون مین یہ خوشی کا دن تمام ہوا اور وہ رات آن پہونچی جسکی لوگونکو بڑی تمنا ہوا کرتی ہی یہ رات دیر مین آیا کرتی ہی اور دُنیا والونکو بڑے انتظار کے بعد نصیب ہوا کرتی ہی۔ شاید یہ دن زیادہ تر اسوجہ سے گذر گیا کہ فرخ کو کچھ انتظار نہ تھا بلکہ دلہن کو خوف تھا کہ دیکھیے رات کو کیا گذرتی ہی۔ ہمارے ناظرین کو یہ بالکل نہ معلوم ہوگا کہ دولہن کے دلمین اسوقت کیا خیالات گذرتے تھے ناظرین یا تو اسقدر جانتے ہین کہ شہزادی ایک بھولی لڑکی تھی۔ اُسکے چہرے پر کچھ کچھ آثار کسی موقع پر دیکھے پڑے ہین اُسکے خیالات جو کچھ دریافت ہو سکتے ہین وہ

اونہین آثار سے اسوقت تو وہ اپنا منہ بھی گھونگھٹ مین چھپائے ہوئے ہے۔ ورنہ
چہرہ ہی دیکھکر ہم کوئی نتیجہ نکال لیتے۔ آخر فرخ محلسرا مین بلایا گیا۔ مہدی نے گویا
وکیل وکیل کے بھیجا۔ خاندانکی وہ نو عمر عورتین جو فرخ کی ہمسن تھین اُسکو اوپر کے
کمرے مین لے گئین۔ کمرے مین فرخ کے داخل ہونے سے پہلے وہ عورتین
جو شہزادیکا دل بہلانیکے لیے وہان بیٹھی تھین دوسرے دروازے سے نکل گئین
اور دولہن کو تنہا چھوڑ گئین۔ فرخ نے کمرے کے دروازے پر پہونچ کے دل مین کہا
"اچھا آؤ اس معصوم لڑکی کی صورت تو دیکھ لون جسے قدرت نے میرے ساتھ
زندگی خراب کرنیکے لیے بھیجا ہے۔ یہ کہہ کے چلمن اوٹھائی اور کمرے مین داخل ہوا
فرخ نے کمرے مین جاکے دیکھا ایک سراپا حجاب دوشیزہ لڑکی ہر طرف سے
اپنے بدنکو دوپٹہ سے چھپائے مسہری پر ایک بہولے پن کی ادا سے
لیٹی ہوئی ہے فرخ نے ادہر ادہر نظر ڈالی سوا اُس فرش کے جو زمین پر بچھا
ہوا تھا تخت یا پلنگ کی قسم سے بیٹھنے کے قابل کوئی چیز نہ تھی اُسکو جرأت
نہ پڑی کہ دولہن کی مسہری پر جاکے بیٹھے زمین ہی پر بیٹھ گیا۔ فرخ بہت دیر تک
اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے کچھ عجیب بیتابی کی نگاہ سے دولہن کو دیکھا کیا تنہائی
کا مقام تھا دوسرے یہ موقع کچھ ایسا تھا کہ فرخ کو خدا جانے کیا باتین یاد آگئین۔
دلمین کہنے لگا "ہای! اس بہولی ناسمجھ لڑکی کی ماں نے اس سے کتنی بڑی عداوت
کی اسکی قسمت مجھ سے بھی زیادہ خراب ہے مین اور نہین تو خیال جانان ہی سے دل
بہلاتا ہون مگر یہ غریب اس سہارے سے بھی محروم ہے ہای! میری پیاری معشوقہ
جس دلمین تیری یاد رہے اسکے پہلو مین دوسری عورت بٹھائی جائے مجھے دہلی آنے کی
ضرورت ہی کیا تھی۔ کیون چلا آیا! نہ آتا تو مہدی کیا کر لیتا؟ وہ جو عشق مین
از خود رفتہ ہوئے انکے ساتھ زمانے نے ہمیشہ یہ کیا کہ زنجیرون مین قید کیے گئے
مگر مجھے یہ عجب طرح کی قید نصیب ہوئی ہے بھلا ایسی شادی میان بیوی مین
موافقت پیدا کر سکتی ہے؟ فرخ کا سلسلہ خیال کسی طرح موقوف ہونیکو نہین
آتا تھا دیر ہوئی کہ دولہن کی بھی شرمائی وضع مین آنکھ لگ گئی تھی عالم
خیال ایسا دلفریب مقام ہے کہ کچھ معلوم نہین ہوتا اور زمانہ گزرتا چلا

جاتا ہی۔ تھوڑی دیر مین فرخ نے دیکھا کہ شمع کی صورت اوتر چلی "این! ابھی سے! شاید میرے دلکی حسرت نصیبی کے اثر سے اسکے چہرے پر زردی چھا گئی مگر نہین دیکھو کوّے بھی بول رہے ہین"۔ چلمن ہٹا کے دیکھا تو صبح صادق طلوع ہو چکی تھی۔ خالی شمع ہی نہین تارونکی مایوسانہ صورت کچھ شمع سے بھی بڑھی ہوئی تھی آسمان حسرت نصیبونکا چہرہ ہو رہا تھا۔ ہوا ہی سرد کے جھونکے دلونکو اور بیتاب کیے دیتی ہے۔ فرخ دلمین کہنے لگا "این! بالکل صبح ہو گئی! اب دیکھیے کیا ہوتا ہی؟ شاید نا اتفاقی ظاہر ہونیکی گھڑی شروع ہوا چاہتی ہے۔ بڑی بدنامی ہوگی۔ آؤ اس بھولی لڑکی کے مزاج کا کچھ اندازہ کرون۔ بن پڑے تو سمجھا بجھا کے اسے اپنا ہمدرد بنا لینا چاہیے اگر یہ موافق ہو گئی تو بڑی خوبصورتی سے ساری دقتین اٹھ جائینگی بس اب کوئی ترکیب ہی تو ہی"۔ یہ کہکر مسہری پر جا کے بیٹھ گیا۔

فرخ نے دولہن کا منہ کھول کے دیکھا ہاتھ لگانا تھا کہ دولہن کی آنکھ کھل گئی۔ اسنے ایک پیاری ادا سے اپنے منہ کو فوراً چھپا لیا۔ مگر جب تک دولہن اپنے منہ کو چھپائے چھپائے فرخ نے دیکھ ہی لیا۔ چہرہ کی ایک ہی جھلک دیکھنا تھا کہ فرخ کے خیالات پلٹ گئے۔ وہ بیخود ہو کے رہگیا اور کہنے لگا این! یہ کیا ماجرا ہے؟ یہی میری پھوپھی کی بیٹی ہے؟ یہ صورت تو مجھے از خود رفتہ کیے دیتی ہے! اس صورت مین کیا بات ہے کہ دل بے اختیار ہو گیا ہے! چہرہ کس قدر مشابہ ہے! وہی تو نہین ——

تمام شد حصہ دوم